بعون صانع مکین و مکان و فضل حق خلاق زمین و آسمان

بستان حکمت

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں [illegible] طبع ہوا

باہتمام کیسری داس سپرنٹنڈنٹ مطبع سنہ ۱۹۲۳ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

درِ فیض ست نشین ازکشائش نا اُمیدانیجا ہ برنگ دانہ ازہر قفل مے رو ... یدِ کلیدِ انیجا ہ حمد و ثنا
پروردگار عالم کو ابتدائے ازل سے انتہائے ابد تک سزاوار ہی کہ جسنے ... بی وجوب وجود قدیم
سے تعین اول کو منصۂ ظہور پر جلوہ گر فرمایا اور اُسی نورِ مقدس سے ... امی عالم کو خلوتکدۂ عدم
سے میدانِ وجود مین لایا اور حمد و سپاس اُس حکیم حاکم کو زیبا ہی کہ ا ... دۂ ازلیہ سے کارخانۂ
جہان کو بوسیلۂ ذاتِ پاک مظہرِ کُل موجودات مصدرِ لاہوتی مجمع صفاتِ جبروتی یعنی فخرِ جملہ
نسلِ نبی آدم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مرتب ... ب کیا اور سارے ذرات عالم
کو اُسی آفتاب عالمتاب کے جمال جہان آرا سے نور دیا اور وح ... و اُسکا نور دیدہ باریک بین بلکہ
مطلع معنی کُنتُ نَبِیًّا وَّ آدَمُ بَیْنَ المَاءِ وَالطِّیْنِ اور مقطع مضم ... ن اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا
وَّ نَذِیْرًا وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ اور بیشر بہ بث ... ارت لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ
عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ اور مشرف بہ تشریف وَاِنَّكَ
لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیْمٍ کیا خلاصۂ موجودات سلالۂ کائنات دافع مکر و حیلہ سازی رافع بازار

غدد و دغا بازی شیرازۂ جمعیت قلوب دوستان دین معیار حال دشمنان شرع متین
مروّج قواعد حزم و تدبیر مخرب اساس فتنہ و تزویر ناظم ممالک عدل و انصاف ہادم
مراسم جور و اعتساف مفتاح مشکلات جملہ نبی آدم مصباح تمامی ظلمات عالم مطلوب
ارباب شریعت مقصود اصحاب طریقت نبی الحرمین امام القبلتین رئیس الخافقین
انیس العالمین شفیع المذنبین قدوۂ جن و بشر اسوۂ شفیعان یوم محشر عامل قابل نبوت
و ایالت خاتم نصوص ناموس رسالت مہبط جبرئیل امین وصی رب العالمین محمل خطاب آسمانی
مورد کتاب نورانی رموز دان سپیدی سیاہی موصل فیوض و برکات نامتناہی عارف معارف
قیوم و قدیر کاشف دقائق معضلات تقدیر عارج معارج سبع سمٰوات صاعد مصاعد
مدارج عالیات مصداق آیۂ کریمہ سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بار نشین مسند بلند پایۂ سدرة المنتہی
دالی قبضۂ قاب قوسین اَوْ اَدْنیٰ المکحل بکحل الجواہر مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی غرض اصلی جملہ
موجودات علت غائی آفرینش مکنونات منبع زلال صدق و صفا حضرت ابو القاسم محمد مصطفےٰ
صلوات اللہ علیہ من الملک الاعلیٰ ۔ زلاف حمد و نعت او لیست بر خاک ادب
خفتن ۔ سجودے می توان کردن درودے می توان گفتن ۔ نظم خدا مداح حضرت مصطفےٰ
بس ۔ محمد حامد حمد خدا بس ۔ محمد از تو می خواہم خدا را ۔ الٰہی از تو عشق مصطفےٰ را ۔
اور درود نامحدود اُسپر اور اُسکی آل اطہار اور اصحاب اخیار پر کہ جانشینان محفل شریعت
و صدر گزینان مسند طریقت کارفرمایان کشور دین متین ہادیان طریق صدق و تلقین
گنجوران خزانۂ رحمت الٰہی سررشتہ داران فیض نامتناہی شاہان ملک تسلیم و رضا تاجداران
اقالیم اجتبا و اصطفا پیشوایان ذی عقول راہ نمایان منہاج مستقیم حضرت رسول ہین
خصوصاً چار قطب خلافت عظمیٰ و چار عنصر کالبد ولایت کبریٰ کہ کمال صدق اور
عدالت اور سخاوت اور شجاعت کا انکے ابدان مطہرہ مین نمودار ہوا اور جلایل اوصاف
زعامت قصویٰ نے اُنکے نفوس منورہ مین ظہور فرمایا اعنی قاتل الکفرة والزنادیق

فی الغار الصاحبہ رفیق افضل الامۃ والخلائق بعد الانبیاء بالتحقیق نظام المومنین و امام
المسلمین ابوبکر الصدیق و اعدل الاصحاب صاحب الدرۃ والاحتساب فخر المنابر والمساجد
والمحراب امیر المومنین عمر بن الخطاب مقتدی الصابرین فی الباساء والضراء الثابت فی الراسخ
فی البلوی والابتلاء جامع آیات القرآن کمثل الترتیب فی لوح الرحمن امیر المومنین
امام المتعبدین عثمان بن عفان ومظہر العجائب و الغرائب مطلوب کل طالب ذوی المفاخر
والمناقب اشجع العرب والعجم اکرم الامم یعسوب المسلمین رئیس المتقین امیر المومنین علی ابن ابی طالب
رضوان اللہ علیہم وعلی اتباعہم و اشیاعہم اجمعین اسکے بعد بیان کیا جاتا ہے کہ کتاب
کلیلہ و دمنہ کہ حکیم روشن راے بیدپا برہمن نے راے دابشلیم ہندی کے واسطے
کہ اُس عہد مین وہ فرمانروا بعض مملکت ہندوستان کا تھا اور پاے تخت اُسکا
سومنات تھا زبانِ سنسکرت مین تالیف کی تھی اور مطلب اس کتاب کا ایسے
پند و نصائح پر ترتیب دیا تھا کہ سیاستِ رعیت اور بسطِ عدل و رافت اور
ترتیب تقویت اولیاے دولت اور نظم و نسق آدابِ مملکت اور بہت سے
مطالب دینی اور دنیوی کے بکار آمد ہو اور دابشلیم اس کتاب کو قبلہ مقاصد اور
کعبۂ فوائد سمجھ کر قفل جمیع مشکلات کو کلید مطالعہ سے اِس کتاب کے کھولتا تھا اور
یہ گوہر بے بہا اسکے زمانے مین سب کی نظر سے درجِ کتمان مین رہتا تھا اور مانند
لعل بدخشان کے کان خزائن سلطانی مین مخفی رہا کرتا تھا اس لئے کہ بادشاہ کا
قدغن تھا کہ اس عروس پردہ نشین پر کسی نامحرم کی آنکھ نہ پڑے باوجود اِنہمہ اخفا
اسکی نسیم عنبر شمیم نے اطرافِ جہان کو معطر کر رکھا تھا اور اس مشک منافع کی
نکہت اخبار سے شامۂ عالم معطر ہو رہا تھا القصہ نوشیروان کسرے کے زمانے
مین یہ خبر فرحت اثر مشتہر ہوئی کہ بادشاہِ ہند کے کتب خانے مین ایک کتاب
ہے کہ زبان بہائم و وحوش اور طیور و حشرات سے لوازم سیاست و جہانداری

اور قواعد سلطنت و شہریاری جو کچھ کہ بادشاہون کو چاہیئے اُس مین جمع کیے ہین
اور اُس کو سرمایہ منفعت اور وسیلہ ہر مصلحت مقرر کیا ہو نوشیروان عادل کو کہ
طبع عالی اُسکی جویاے آئین عدل و داد تھی یہ سُن کے بیحد اور کمال رغبت پیدا
ہوئی اور چاہا کہ کسی طرح اُس کتاب کو دستیاب کیجیے اِس لئے برزویہ پزشک
کہ مقدم اطباے پارس اور سب زبانون کا ترجمان تھا اور جمیع فنون کمالات
مین گوے سبقت اپنے امثال سے لے گیا تھا حسب الحکم نوشیروان کے واسطے تلاش
اُس کتاب کے کہ وہ زمانہ راے تلہند کا تھا آیا اور ہزار تدبیر سے اُس کتاب کو
حاصل کر کے زبان سنسکرت سے الفاظ پہلوی مین کہ اُس زمانے مین زبان اہل ایران
کی تھی ترجمہ کر کے حضور مین بادشاہ کے لایا اور شرف استحسان بدرجۂ کمال پایا
اور اُسکے جلدو مین رتبہ برزویہ نامدار کا انتہاے اوج عزت کو پہونچا اُسکے بعد
مصلحت کار مملکت نوشیروان از جزئی تا کلی مشورے پر اس کتاب کے موقوف
تھی اور بعد نوشیروان کے سب بادشاہان عجم مخفی اور عزیز رکھتے مین اس
کتاب کے مبالغہ کرتے رہے کہ کسی نا اہل و ناسزا کے ہاتھ نہ آئے تا اُسکے فیض مطالعہ
سے لیاقت سلطنت کی کسی فرومایہ کو حاصل نہ ہو جائے چنانچہ دہقان ابوالقاسم
فردوسی لکھتا ہو کہ باشندگان شہر سے ایک پہلوان فرومایہ تھا بہرام چوبینہ نام
اُسنے خازن ہرمز شاہ بن نوشیروان سے ملکر اس کتاب کو لیا اور مطالعہ کر کے
دستور العمل اپنا کیا آخر تمام وضیع و شریف ایران کو مسخر کر کے تخت سلطنت پر
جلوہ افروز ہوا اور خسرو پرویز کہ فرزند شاہ ہرمز تھا اُسکے ہاتھ سے ناچار ہو کر
روم کو بھاگا تفصیل اُسکی شاہنامہ مین موجود ہو حقیقت تو یون ہو کہ یہ کتاب
وہ دریاے فیض ہو جو شخص کہ مادہ قابل رکھتا ہو اور اُسکو دیدۂ دل سے دیکھے
اور گوش جان سے سُنے یقین غالب ہو کہ سعادت دارین سے محروم نہ رہے المختصر بعد

خرابی سلطنت ساسانیان اہل اسلام نے کہ شرکت فاروقی سے تمام مملکت ایران
و توران پر تسلط پایا کتاب بھی بادشاہ ایران کے ملک و مال کے ساتھ غارت ہوگئی
اور اسکے بعد جب کہ خلیفہ ثانی عباسیان یعنی ابو جعفر منصور بن محمد علی ابن عبداللہ
ابن عباس نے فوائد اسکے سُنے تو شوق بے انتہا پیدا ہوا پھر بہزار تدبیر اُسنے ملک
حبش سے بہم پہونچائی اور ترجمہ اُس کا ابو الحسن عبداللہ بن مقنع سے کہ سرآمد فضلائے
عصر تھا لکھوایا پھر اُسکے بعد یہ نسخہ مطالعے مین اُس بادشاہ کے رہتا تھا اور اُسکے
اساس احکام خلافت اور بناے شرائط عدل و رافت پند و نصائح پر اس کتاب
کے موقوف تھے اسکے بعد تیسری بار ابو الحسن نصر ابن احمد ساسان نے ایک فاضل
تبحہ کو حکم کیا کہ اس نسخے کو زبان عربی سے فارسی مین ترجمہ کرے اور چوتھی بار رودکی شاعر
کو حکم دیا کہ اس سلک دُر نایاب کو رشتۂ نظم مین انتظام دے پانچوین بار ابو المظفر
بہرام شاہ ابن مسعود نے کہ اولاد سے سلطان محمود غازی غزنوی رح کے تھا اور ممدوح
حکیم سنائی کا ہی حکم دیا کہ افصح الفصحا اور ابلغ البلغا یعنی ابو المعالی نصر اللہ
بن محمد بن عبدالحمید نسخہ ابن مقنع کا ایسی فارسی سلیس مین ترجمہ کرے کہ فائدہ اسکا
خاص و عام کو پہونچے اور یہ نسخہ کہ فی الحال دستیاب ہو کر ملا اور مشہور بکلیلہ و منہ
ہی ترجمہ ہی مولانا مشارٌ الیہ کا اور الحق کہ عبارت اُسکی لطافت اور خوش بیانی
مین راحت افزاے روح سخن فہمان ہی اور یہ سب ترجمہ کہ مذکور جنکا ہو چکا بسبب کثرت
لغات عربیہ اور اشارات بلیغہ کے کہ اکثر فارسی خوان اقتباس معنی سے دور و بے بہرہ
رہتے تھے اس واسطے یہ نسخے سب متروک رہے اور مقبول طبع و پسند ہر خاص و عام
کو نہوے فلہذا جناب امارت مآب کہ ذات والا صفات اُسکی جامع کمالات تھی یعنی
امیر الاعظم و دستور المعظم مستجمع الفضائل و المعالی نظام الملۃ والدولۃ و الدین
شیخ احمد المشتہر السہیلی نے کہ بے تکلف گویا سہیل تھا کہ یمن سے تابان ہوا تھا واسطے

منافع کافۂ انام کے چھٹی بار حکم فرمایا کہ حاکم ملک معانی سرآمد فضلاے حقانی واقف رموز یزدانی یعنی حسین ابن علی الواعظ متخلص بکاشفی اس عروس مذکور کو لباس نو پہنائے اور زیبا رویان معانی کو پردۂ الفاظ مغلقہ اور حجاب کلمات مشکلہ سے نکال کے عبارات روشن اور اشارات لطیفہ سے حسن افزائی کرے تا ناظرین مشتاق کو جلوہ الفاظ اور حسن معانی بوجہ سہل نظر آئے اُسکے بعد ساتوین بار ابوالفضل نے عبارت انوار سہیلی کی کچھ کاٹ کوٹ کے عیار دانش تصنیف کی لیکن انوار سہیلی سے اسے کچھ نسبت نہوئی لہذا اُسنے بھی کچھ رونق نہ پکڑی اب معلوم کیا چاہیے کہ بنا کتاب کلیلہ دمنہ حکمت عملی پر ہی اور وہ حکمت عملی کیا ہی کہ جاننا مصالح حرکات ارادی اور افعال طبیعی نوع انسانی کا اُس طور سے کہ جس سے انتظام احوال معاد و معاش اور حصول کمال ہو اور یہ قسم حکمت عملی کی دو قسم پر منقسم ہی ایک وہ ہی کہ مصالح ہر فرد انسان سے جدا گانہ تعلق رکھے اور اُسمین اشتراک دوسری کا متصور نہو یعنی مثلاً گھر مین دس آدمی ہین بی بی اور اولاد اور کنیز اور غلام پس مصلحت ہر ایک کی جدا جدا ہی یعنی آداب فرزند کے والدین کے ساتھ اور طرح سے ہین اور معاشرت والدین کے ساتھ اور طرح سے ہین اور معاشرت والدین کی اولاد سے اور طرح پر لازم ہی وعلی ہذا القیاس غلام اور مولی کی مصلحت جُدا جُدا اُنکی ذاتون سے متعلق ہی دوسرا اسمین شریک نہین ہو سکتا ہی پس اُسکو تہذیب اخلاق کہتے ہین اور دوسرے وہ ہی کہ تعلق اُسکا مصالح جماعت مشترکہ سے ہو وہ بھی دو قسم پر منقسم ہی ایک وہ ہی کہ جس سے مصالح مشارکت منزل اور گھر کے معلوم ہون اسکو تدبیر منزل کہتے ہین اور قسم دوسری وہ ہی کہ جس سے مصالح مشارکت شہر اور ولایت بلکہ اقلیم و مملکت کے دریافت ہون اُسکو سیاست مدن کہتے ہین تفصیل اُسکی یہ ہی مثلاً بادشاہ اہل شہر اور اہل ولایت سے معاملہ کرے یعنی ہر ایک کے لایق جُدا جُدا معاشرت اور معاملات جاری رکھے اور رعایا و سپاہ بادشاہ سے کیونکر بیش آئین یعنی متابعت اور فرمانبرداری

حاشیہ: ۱۳ جو ہر حسین ۱۲ / ۱۴ انوار سہیلی ۱۲ / جوفعل کہ ارادہ اور اختیار سے صادر ہوں / ۱۵ ارادی ۱۲ ... / ۱۶ تہذیب یاک کردن و اصلاح نمودن ۱۲ / ۱۷ اخلاق بالفتح فرو جمع خلق بالضم ۱۲

وجان نثاری مین سرگرم رہین پس یہ تفصیل ہو سیاست مدن کی اور یہ کتاب شامل ہو
تینون قسمون کو مگر بعض فوائد تدبیر منزل اور سیاست مدن کی اور جو کچھ کہ تعلق تہذیب
اخلاق سے رکھتا ہو اسمین مذکور نہین مگر جستہ جستہ جا بجا کچھ بیان مین آگیا ہو اگرچہ ممکن
تھا کہ اندک مکارم اخلاق مذکور کیے جاتے لیکن باعث تبدیل وضع کتاب کے ہوتے
تھے اور زیادہ تصریح کا یہ محل نہ تھا کہ اپنی جگہ پر حکمانے بشرح وبسط بیان کر دیا ہو
اس سبب سے قصار زیادتی کلام کا نہ کیا پس اسی طریق پر حکیم بیدپا چلا تھا ہمنے بھی مصلحت
جانا اور دو باب اوّل کے کہ مذکور ہین برزویہ پزشک اور بزرجمہر کے تھے اور اصل
کتاب سے کچھ علاقہ نہ رکھتے تھے اس لیے وہ دونون باب کہ بجز حکایت اور کچھ فائدہ
نہ تھا موقوف کرکے باقی چودہ باب کو کہ وہ وصایا تھے ہوشنگ پیشداد کے انھین
عبارت روشن وسلیس مین لکھا اور ان حکایتون کو رائے اور برہمن کے طریق
سوال وجواب پر قید کتابت مین کیا اب امید وار ہون صاحب ہنران پاک
طینت سے کہ اس کتاب پر نظر الطاف ودیدۂ عنایت سے کرین تا بحکم ع
وعین الرضا عن کل عیب کلیلۃ * خطا اس بے بضاعت کی پوشیدہ رہے اور
بہ نظر عیب پوشی اصلاح مناسب سے کوتاہی نہ فرمائین اور ستاری کہ صفت ہو
صفتہاے خداے پاک سے اُسکی پیروی کرین چنانچہ مضمون شعر گویا اسکے مناسب
حال ہو ؎ کام پوشاک سے نہین ہمکو * عیب پوشی ہمارا شیوہ ہو * اب بیان
کیا جاتا ہو کہ اس رسالے نے کہ پہلے مسمّی بانوار سہیلی تھا اور اب ملقب ہو بہ بستان حکمت
چودہ باب پر یون ترتیب پائی ہو کہ **باب** پہلا اجتناب کرنے مین قول سے ساعی
اور نمام کے ہو **باب** دوسرا سزا پانے مین بدکارون کے اور اُنکے شامت احوال
مین ہو **باب** تیسرا موافقت مین دوستون کے اور اُن کے فوائد اور مقاصد
مین ہو **باب** چوتھا ملاحظہ کرنے مین احوال دشمنون کے اور ان کی تدبیر سے

بے فکر نہ رہنے مین **باب پانچوان** ہو مضرت مین غفلت کرنے کی اور جو کچھ کہ سبب
تساہل اور سستی سے حاصل ہوتا ہو **باب چھٹا** آفت تعجیل اور ضرر شتاب کاری مین ہو
باب ساتوان ہو احتیاط اور تدبیر مین کہ دشمنون کی بلا سے کسی حیلہ کے سبب نجات پائے
باب آٹھوان ہو احتراز کرنے مین ارباب مکر سے اور اعتماد نہ کرنا تملق پر اُن کے
باب نوان فضیلت مین عفو کے ہو بموجب حدیث شریف عفو الملک ابقاءٌ للملک
کہ بادشاہون کے واسطے بہتر اس سے صفت دوسری نہین ہو **باب دسوان**
مضرت مین زیادہ طلبی کے ہو کہ بسبب اُسکے انسان اپنے مطلب سے بھی محروم رہتا ہو
باب گیارھوان جزاے اعمال اور طریق مکافات مین ہو **باب بارھوان**
فضیلت مین حلم اور وقار اور سکون وثبات کے ہو خصوصًا بادشاہون کے واسطے واجب
ہو **باب تیرھوان** بیچ پرہیز کرنے مین بادشاہون کے اہل غدر اور خیانت سے ہو
باب چودھوان اس مین ہو کہ التفات نہ کرے انقلاب زمانہ پر بلکہ ہر کام کو قضا و قدر
پر رکھے اور ہر دم یہ شعر مؤلف کا مد نظر رکھے **بیت** دیکھ کہ دیتے ہین ہو جائیگا کل طعمۂ مور ٭
آج بالفرض جو تو مثل سلیمان ہو گا ٭ بعد بیان ان باتون کے وہ حکایت کہ جو منشاء اس
ترجمہ کی ہو شروع کی جاتی ہو اب یہان تک تو جستہ جستہ مضمون بنا تالیف انوار سہیلی کا تھا
اب ضرور ہو کہ مترجم اس اُردوی معلی مین حال اس کتاب کی تالیف کا کہ مسمی بہ **بستان حکمت**
ہو اور کچھ حال مولد اور مسکن اور اپنی نژاد کا اور بعض واردات زمانہ سے کہ جو لائق حال
اپنے ہوے ہین اور پست بلند دوران سے کہ جو پیش نظر آیا ہو جستہ جستہ بیان کر کے
اس کے بعد حاصل کتاب لکھے آب سنا چاہیئے کہ ایک روز بندہ اور خواجہ وزیر اور
میان فرخ شاعر کہ یہ دونون شاگرد ارشد شیخ ناسخ صاحب کے ہین اور چند احباب
اور بھی باہم بیٹھے ہوے تھے اور وقت شغل انوار سہیلی کے مطالعے کا تھا اور اُسکے
مصنف کی فکر رسا پر سب نے زبان ثنا کھولی تھی کہ سبحان اللہ مصنف اسکا عجب حکیم

بےمثل تھا اور عجب کتاب تصنیف کی ہو کہ گنجینہ ہو اسرار الٰہی کا اور خزینہ ہو فیض غیر تمناہی کا
بلکہ قرینہ اسپر دال ہو کہ جو کچھ اُس نے بیان کیا ہو مظنہ ہو کہ بامداد الہام غیبی ہو ورنہ راے
انسان ضعیف البنیان کب کنہ کو اس قدر جزئیات عالم کے پہونچ سکتی ہو اگر مطالب اس
کتاب کے کوئی بچشم خود دیکھے تو کوئی دقیقہ فوائد دینی اور دنیوی سے باقی نہین چھوڑا ہو اور
اگر کوئی غریب و فقیر خواہ رئیس و امیر خصوصاً بادشاہ اِس کتاب کے مطالب کو اپنا قبلۂ
مقاصد کرے تو یقین ہو کہ سعادت دارین سے سرفرازی پائے اور رونق اُسکے ہر امر
کی روز بروز ترقی کرتی جائے اِس گفتگو مین سب اہل محفل نے اصرار کیا کہ اکثر زبانون مین ترجمہ
اُسکا ہوچکا ہو اگر تم اُردو مین اُسنے ترجمہ کر دو تو خوب چیز ہو راقم نے ہرچند عذر کیا پیش رفت
نہوا کچھ من اللہ بندے کو بھی توفیق رفیق ہوئی اور ہمت اسپر آئی کہ وما توفیقی الا باللہ
کہکر ارادہ کرو اگر فضل الٰہی شامل حال ہو تو سب بخیر و خوبی انجام ہوگا لہذا خدا کی
عنایت پر تکیہ کر کے شروع کیا جاتا ہو اب سُننا چاہیے کہ جب ارادہ ہوا کہ ترجمہ اسکا اُردو
مین کرون تو اوّل ضرور ہوا کہ بنظر تامل اس کتاب کی عبارت اور مطالب کو دیکھا چاہیے
اس لیے بغور تمام دیکھا تو بیشتر مطالب پر اعتراض وارد ہوتے ہین اور بعض جگہ اجمال
مین مثلاً دو چیز کا مذکور تھا جب تفصیل کی تو ایک کا مذکور ہوا اور دوسرا مطلب رہ گیا
بعض جگہ اگر کچھ بیان اور ہو تو مطلب برآمد ہوتا ہو ورنہ نقصان رہتا ہو اور اکثر
فقرات کہ واسطے رنگینی کلام کے طول دیے گئے تھے سو حذف کرنا اُسکا ضرور تھا اور
بہت اشعار کہ مطالب سے چسپان اور دست و بغل نہ تھے موقوف کرنا اُنکا مناسب تھا
لیکن خیال مین یون آتا ہو کہ اتنا بڑا اُستاد اتنے نقصان دیدہ و دانستہ کیونکر رہنے دیتا
مگر معلوم ہوتا ہو کہ ایک عرصۂ دراز سے جو لوگون نے اسکا مطالعہ کم کر دیا تو کاتبون کی
غلط نویسی سے یہ نقصان سب عارض ہوئے ہین لہذا بندے نے اپنی دانست مین
اُسے درست کیا اور بیشتر عبارت اور مطالب جابجا کم و بیش کیے اور اکثر جا پر

کہ قصر اسکا ضروریات سے تھا اور بعض جگہہ بڑہانا عبارت اور مطالب کا مناسب تھا اسی طرح عمل مین لایا زیادہ تفصیل کرنے مین طوالت ہوتی ہی لہذا اُسپر موقوف رکھا کہ جس نے انوار سہیلی کو دیکھا ہوگا آپ نظر تامل سے مقابلہ کریگا اُسپر خود منکشف ہو جائیگا کہ گویا صورت کتاب کی اور ہی ہو جائیگی برائے نام ترجمہ کہا جاتا ہی ورنہ یہ کتاب حقیقت مین جدا جدا ہی لیکن حق یون ہی کہ یہ احسان نقاش اوّل کا ہی ورنہ مجھسے بے مایہ کو کہان طاقت اسکے بیان کی تھی

شروع کتاب

جوہریان رشتہ بازار معانی وصیرفیان دار العیار سخندانی نے دفاتر اخبار کو اسطرح سے آرائش دی ہی کہ اقصاے ممالک چین مین ایک بادشاہ تھا کہ شہرہ اُسکی دولت و کامگاری کا اطراف و جوانب مین دائر اور چرچا اُسکی عظمت و شہریاری کا مانند نیّر اعظم کے ظاہر تھا سلاطین نامدار نے حلقہ اُسکی اطاعت کا گوش جان مین ڈالا تھا اور بادشاہان رفیع المرتبہ نے غاشیہ فرمانبرداری کا دوش پر رکھا تھا نظم فریدون حشمت و جمشید اورنگ ✣ ہوا اُسکو دیکھکر بیہوش ہوشنگ ✣ سکندر دیکھا یہ شوکت و شان ✣ تو رہتا صورتِ آئینہ حیران ✣ اور اُسکے حاشیہ بساط دولت روز افزون پر ہمیشہ امراے عالمگیر اور وزراے صاحب تدبیر کمر خدمتگاری کی چست باندھے رہتے تھے اور پاے تخت اُسکے ہمیشہ فضلاے بزرگوار اور حکماے نصیحت شعار کرسیہاے عزت پر پایہ بپایہ بیٹھتے تھے اور خزانہ اُسکا زر سُرخ اور جواہر بے بہا سے تابان اور لشکر جرار ملازم رکاب بے پایان تھا اُس بادشاہ کو ہمایون فال کہتے تھے حقیقت مین اسم بامسمّیٰ تھا کہ رعایا و برایا کے حق مین سراپا ہمایون اور عدل و داد مین روکش نوشیروان تھا سچ تو یہ ہی کہ اگر شحنہ عدل ضبط احوال رعیت مین اہتمام نہ کرے تو یہ فتنہ دہر دستبازی ستم سے بنیاد عالم کی برباد کر ڈالے اور اگر یہ تو شمع انصاف دردمندون کے کلبۂ تاریک کو عدل و داد سے روشن نکرے تو ظلمات ظلم سے اطراف مملکت

خاک سیاہ ہو جاے اور اُس بادشاہ کا ایک وزیر تھا رعیت پرور و رحمت گستر کہ راے عالم آرا
اُسکی میزان خرد مین گران و سبک عالم امکان کو خوب تولتی تھی اور فکر صواب اندیش اُسکی ایک
تامل مین ہزار عقدۂ لاینحل کھولتی تھی اور کشتی دریاے فتنہ کو لنگر حلم گران سنگ اُسکا گرداب
اضطراب مین ٹھہرا لیتا تھا اور خارستان بیداد کو تند باد سیاست سے برباد کر کے گلستان رعایا
کو امن مین رکھتا تھا **نظم** ناسخ کام لیتا ہو وہ جیسے خامۂ تحریر سے + کر سکے ہرگز نہ کوئی تیر سے
شمشیر سے + عقل کیا اُسکو کہین اشراق سے بھی ہو زیادہ + پس بڑا دیتا ہو وہ تدبیر کو تقدیر سے
اور اُس وزیر با تدبیر کو خجستہ راے کہتے تھے ہمایون فال کسی مہم مین اُسکے مشورۂ اصول اندیش
کے سوا کوئی کام نہ کرتا تھا نہ بے ایما اُسکے میدان رزم مین کمر محاربے کی باندھتا تھا اور نہ
بے اشارے اُسکے دیوان عام مین مسند عیش پر جلوہ گر ہوتا تھا ہر آئینہ بادشاہان نامدار
و امیران کامگار کو چاہیے کہ بحکم شاورہم فی الامر بغیر مشاورت بزرگان نکتہ دان دور اندیش
اور بے اصلاح کار آگاہان عقیدت کیش کے مصالح مملکت امور سلطنت مین عجلت خود پسندی
کو پسند نہ فرمائین اور تمام نظام ملکی اور احکام شرعی صوابدید خیر خواہان کامل اور مشیران
عاقل پر رکھین **بیت** در ہمہ کار مشورت باید + کار بے مشورت نکو ناید + ایک دن
ہمایون فال شکار کے واسطے سوار ہوا اور خجستہ راے بھی سائے کے مانند ہمراہ رکاب
سعادت مآب تھا آخر کار اُس جگہ پہونچا کہ فضاے صحرا اور پہن دشت کثرت شکار سے غیرت
چمنخ دیر دین تھا اور نسر طائر خوف باز بلند پرواز سے مانند طائر قبلہ نما مخفی و خوفناک تھا
اور جانوران شکاری بندگستہ ہر طرف تلاش صید مین کوشش کرتے تھے اور
یوزان پلنگینہ پوش شوق مشاہدۂ آہوان سرچشم مین ہمہ تن چشم بن گئے تھے اور
سگان شیر چنگال از روے شکار گرگ و شغال مین ہزار رنگ کی روبہ بازیان کرتے تھے اور
باز بلند پرواز تیر کمان جستہ کے مانند سبک پروازیان کر رہے تھے اور شاہین آہنین چنگال نے
نشترہاے ناخن سے خون شریان مرغان ہوا کا جاری کیا تھا **نظم** برون جستند

بازان سباک خیز + بجون صید کردہ چنگ رانیز + در آمد خنگل شاہین بتاراج + نہ طوطی ماند بربالا نہ دُرّاج + جبکہ شاہ نے صحرا کو چرندون سے اور ہوا کو پرندون سے خالی کیا اور غیر و شکار سے دل بھر چکا شاہ و وزیر مع لشکر متوجہ دار السلطنت کے ہوے اُس ایام مین نیر اعظم برج حمل مین تھا القصہ بادشاہ مع فوج ایک ایسی دشت مین کہ سطح ریگستان تھا پہونچا جس وقت کہ آفتاب تابان وسط السما پر گرم جاہ ہوا ہر ذرہ ریگ نے شدت حرارت سے آفتاب قیامت کا حکم پیدا کیا خفتان جوشن پوشان شعلہ بنگئے اور نعل گھوڑون کے موم کی طرح نرم ہونے لگے چشمۂ آب سوا چشمۂ آفتاب کے معلوم نہ ہوتا تھا اور طلب آب مین غزالان نگاہ مانند وحشیان دشت کو سون اُس سراب گرم مین دوڑتے پھرتے تھے مطلق نشان پانی کا نظر نہ آتا تھا خجستہ راے نے حال بادشاہ کا تباہ دیکھ کے حکم کیا کہ جلد خسخانہ استاد ہوتا بادشاہ استراحت فرمائے شاہ ہمایون فال نے یہ سُنکر فرمایا کہ اس حرارت آتشبار نے بقول سودا ؎ سر وخس خانہ پوچھتا ہی خبط + آگ اور پھوس مین بھلا کیا ربط + اس وقت کہ سطح خاک شدت حرارت سے کرۂ نار بنگیا ہی اور آفتاب یہ چاہتا ہی کہ آج ہی آفتاب محشر بن جائے پس اس حال مین تن تنہا سایۂ خرگاہ مین پناہ لینا عدالت و مروت سے بعید ہی یعنی سر کو سایہ مین رکھنا اور جسم کو دھوپ مین جلانا دور از عدل و انصاف ہی ہیہات کہ مین سائے مین بیٹھون اور رفقا اور فوج کہ میرے اعضاے بدن ہین دھوپ مین جلین خاک ایسی نفس پروری پر مجھے ایسی استراحت زنہار منظور نہین ہی جو سب کا حال وہی میرا حال خجستہ راے نے یہ سُنکر دعا دی اور زبان ثنا کھولی اور یہ اشعار مؤلف کے پڑھے **نظم** الٰہی تا رہے اورنگ زرنگار سپہر + زمین تا شہ خاور کے زیر فرمان ہی + رہے مدام تو با تخت و تاج و جاہ و حشم + کہا کرے تجھے خلقت یہ شاہ شاہان ہی + اور عرض کیا کہ جو بندگان سلطانی کہ سایہ پرور دائرۂ عنایت عالی اور آسودگان خسخانۂ عاطفت شاہی ہین وہ تابش آفتاب حوادث سے کب ڈرتے ہین

کرسائبان الطاف خداوندی اورنخل پرورش خاوندی اُن کے سرپر ہردم سایہ افگن ہی وہ
عرض کرتے ہین کہ ہم سب کا آرام شہریارجہان کی راحت مین ہی حق ہی ع سلامت ہمہ آفاق
درسلامت تست ✣ اور اگر یون منظور ہی کہ بندگان شاہی بھی آرام پائین تو اس نواح مین
ایک کوہ ہی کہ جوانمردون کی ہمت کے مانند سربلند اور بستان طبع سخنوران فرح افزا و
دلپسند ہی درخت سایہ داربیشمار اور درہاے فراخ اور روشن جوش نبات دریاحین
سے مثل گلزار مین شہریارجہان وہان رونق افزا ہوکر استراحت فرماے سایہ اشجار مین
سب بندگان شاہی بھی بخوبی آرام پائین ہنگام شب عنان عزیمت مقر خلافت کی طرف
پھیرین یا بھیرا اور بنگاہ لشکر بآرام تمام روانہ ہوکے کسی دشت سایہ دار مین مقام کرین
جس وقت سلطان سیارگان نہانخانۂ مغرب کا عزم کرے پھر لواے شوکت واقبال متوجہ
منزل مقصود ہو القصہ ہمایون فال بموجب صلاح خجستہ راے کے روانہ ہوکے اُس کوہ
کے نزدیک پہونچا عجب طرح کا کوہ بلند دیکھا کہ آسمان دنیا سے ہمسری کرتا تھا لالہ زار
کوہی اور نرگستان کواکب روئیدہ ایک چمن معلوم ہوتے تھے القصہ شاہ بالاے کوہ
پہونچکر نہایت سرور سے چارسو گلگشت کرتا تھا ناگاہ ایک میدان نظر آیا کہ مانند میدان
اَمَل وسعت فراوان رکھتا تھا اور سبزہ زار اُسکا نہایت شادابی اور سرور افزائی مین
نظیر جنت تھا اور زبان موج نسیم مشکبار روائح گلزار کے چارسوے جہان مین فاش کرتی اور ترنم
بلبل سے حکایت رنگ و بوے گل کی گوش ساکنان عالم بالا مین پہونچتی تھی **نظم**

لطیف و دلکشا آب و ہواے ✣ مبارک منزلے فرخندہ جاے ✣ درختان چون بتان
قد برکشیدہ ✣ زیکدیگر بخوبی سرکشیدہ ✣ فراز شاخ مرغان خوش آواز ✣ بالحان ارغنونہا
کردہ پرساز ✣ اور اُس مرغزار مین ایک چشمہ آب تھا کہ آب اُسکا آبحیات کے مانند زندگی
تھا اُسکے دیکھنے سے شاہ حد سے زیادہ مسرور ہوا اور گرد اُس میدان کا کہ حقیقت
مین میدان کرنا تو شاطر خاطر ہمایون فال سے دور ہوا وزیر نے خدام سلطانی کو حکم دیا

دره بفتح دال مهمله وتشدید را معنی کشادگی درمیان کوه ۱۲
بنگاه بفتح جایکه نقد وجنس دران نهند یعنی بمعنی اسباب
ارغنون بروزن اندرون نام سازیست معروف یعنی ارگن وضع افلاطون ۱۲

کنارۂ چشمۂ آب سریر شاہی بچھوایا ہمایون فال تخت شاہی پر جلوہ افروز ہوا اور ملازم
رکاب دولت بھی لب چشمہ سایہ مین درختون کے راحت اندوز ہوے شاہ و سپاہ اُس ہواے
ہاویہ ہلاکت آما سے نکل کے منزل و مکان مین فرحت یاب ہوے اور عجائب مصنوعات
اور غرائب مخلوقات ناتمناہی رنگارنگ پر نگاہ کرکے اداے حمد و ثناے ایزد متعال
مین ہزار زبان سرگرم بیان تھے کہ نقاش مشیت نے لوح سنگین پر کیا کیا نقوش بوقلمون
قلم قدرت سے کھینچے ہین اور صانع تقدیر نے بیحد و عد بناتہاے گوناگون سنگخارا سے پیدا
کیے ہین مرغان چمن اور نغمہ سرایان گلشن زبان حال سے حمد و ثناے ایزد سبحان مین اس
ترانے سے تہلیل اور تسبیح کرتے تھے بیت برگ درختان سبز در نظر ہوشیار * ہر ورقے
دفتریست معرفت کردگار * ناگاہ نظر ہمایون فال کی ایک درخت خشک پر پڑی کہ شیخ
فانی کے مانند بر جا ماندہ اور بحس و حرکت تھا اُسمین ایک جوف تھا کہ زنبوران عسل فوج فوج
اُس قلعۂ جوف مین ذخیرہ اپنی معاش کا رکھتے تھے جبکہ غوغاے لشکر زنبوران شاہ کے کان مین پہونچا
وزیر جہاندیدہ سے پوچھا کہ اجتماع ان جانوران سبک پرواز کا اس درخت کی حوالی مین کسواسطے
ہی اور آمد و رفت ان کمربستگان ارشاد کی فراز و نشیب مرغزار پر کس کے حکم سے ہی خجستہ راے نے
زبان سحر بیان کو موقع عرض مین اس طرح گویا کیا کہ اے شہریار کامگار یہ لشکر جرار فرمانبردار
ایک بادشاہ قہرمان کا ہی کہ نام اُسکا یعسوب ہی اور جثے اور جسم مین ان سب سے وہ بزرگ تر
ہی خلاق جہان نے یہ عجب طرح کا گروہ پر منفعت اور کم مضرت پیدا کیا ہی کہ فحواے و اوحی
ربک الی النحل سے ظاہر ہی اور اُس تمام لشکر بے پایان نے حکم نافذ بادشاہ پر سر اطاعت
رکھا ہی اور وہ تخت پر موم کے جلوہ افروز ہی اور وزیر و حاجب اور دربان و پاسبان
وغیرہ لوازم سلطنت اپنے اپنے عہدے اور کام مقررہ پر سرگرم خدمت ہین کیاست
اور فراست اس فرقے کی کہانتک بیان ہو سکے کہ ایک اُنھین سے یہ ہی کہ ہر ایک نے
خانۂ مسدس موم سے اس طرح کا اپنے اپنے رہنے کو بنایا ہی کہ مہندسان کامل اور

ریاضی دانان عاقل تمام روے زمین کے مانند سنمار رومی چینی بناے خورنق اور رشید آے پارسی
کرمانی هفت گنبد بهرام تھے اگر پرکار اور مسطر ہاتھ مین لین تو دخل کیا ہو کہ ایسے گھر برابر بنا سکین
اور یون حکم بادشاہ ہو کہ ہر ایک اپنے اپنے گھر سے پرواز کر کے شگوفہاے اشجار اور گلہاے خوش رنگ
و بودار پر جا بیٹھین اور رطوبت گل و شگوفہ کی چوس کے لے آئین اول حاجب اور دربان
اُنکا مُنھ سونگھین اگر بوے خوش اُس سے آئے تو اجازت ہو کہ جاکر خانہ مسدس اور حجرۂ
مسدس مین آرام کرین اور برگہاے لطیف کے چاٹنے کے بعد جو لعاب تازہ اور خوش مزہ کہ
اُنکے مُنھ مین باقی رہے اُسکو لاکے خزینۂ بادشاہی مین جمع کرین اور اگر خدا نخواستہ کوئی برگ
بدبو پر بیٹھ کر آئے اور رائحۂ کثیف و کریہ اُسکے مُنھ سے آئے تو دربان و حاجب فی الحال اُسکا
سر کاٹ ڈالین اور اگر دربان کے تغافل سے کوئی داخل ہو گیا اور وہ بوے کریہ بادشاہ
کے دماغ مین پہونچی تو حکم ہوا کہ اُس بے ادب اور برگشتہ بخت کو سیاست گاہ مین حاضر کرین
اول اس جرم تغافل پر دربان کو قتل کرین اُسکے بعد اُنکے سر کاٹین تا بار دیگر پھر کوئی یہ حرکت
نہ کرے اور یون پیشدادیون کے اخبار مین مورخ نے لکھا ہو کہ جمشید نے آئین جہانداری اور
رسم دربان و حاجب و بواب اور تخت اور مسند انھین سے اخذ کیا تھا اور رفتہ رفتہ مرتبۂ
کمال قربانی کو پہونچا ہمایون فال نے جو یہ بیان خجستہ راے سے سُنا کمال اشتیاق سے زیر درخت
آکے استادہ ہو کر تفرج کنان تماشاے بارگاہ یعسوب وزیر اور اہتمام حاجبان با تدبیر اور
آمد و رفت ملازمان شہریاری اور قانون خدمت و ہوشیاری دیکھکر سرگرم حمد و ثناے
ایزد متعال ہوا کہ سبحان اللہ کیا گروہ پیدا کیا ہو کہ ایک ایک اُنمین سے قاعدہ دان اور
بدل و جان اپنے بادشاہ کا تابع فرمان ہو اور کیا غذاے پاک اور جاے پاکیزہ اختیار کی ہو
اور ہر ایک کو اپنے ہی سود و زیان سے کام ہو اور دوسرے کے کام مین مطلق دخل نہین کرتے ہین
ع بہشت آنجا کہ آزارے نباشد ✽ اور باوجود خار دل آزار کے کوئی کسی کے درپے ایذا نہین
ہی اور بجاے نیش تواضع نوشا نوش باہم رکھتے اور ابناے جنس سے بلطف پیش آتے ہین اور آدمیون مین

ہم اُنکے برخلاف مشاہدہ کرتے ہین کہ یہ قوم نہی نوع کے ضرر و آزار مین سرگرم ہی پس یہ رُباعی
اُنھین کے حسب حال ہی رباعی ابنائے زمانہ مایۂ شور و شر اند + اینا شۂ نفاق و عین ضرر اند +
مانند قطار شتر این فرقۂ دون + با یکدگر اندر دپے یکدگر اند + وزیر نے عرض کیا کہ گروہ انکا
ایک طبیعت پر پیدا کیا گیا اور نوع آدمی کی طبایع مختلف اور گوناگون پیدا ہوئی ہی اور
انکی ترکیب مین روح اور جسم لطیف اور کثیف اور نور و ظلمت باہم آمیختہ ہین اور صفات ملکوتی
اور خصائل شیطانی اور حاصل علوی اور مادۂ سفلی اُنکی خلقت مین جمع ہین اس واسطے
مشرب جداگانہ اور مذہب علیحدہ رکھتے ہین یعنی عقول ملائکہ سے بھی اُنکو بہرہ ہی اور نفوس
شیاطین سے بھی ان مین مادّہ ہی جو کوئی کہ دست موافقت دامن عقل پر مارے تو قدم شرف
سے درجات ولقد کرمنا بنی آدم پر ترقی کرے بیت بہرۂ از ملکت ہست نصیبے از دیو +
ترک دیوے کن و بگذر بفضیلت ز ملک + اکثر آدمی نفس جفاجو کی پیروی سے مظہر اخلاق
ذمیمہ بنجاتے ہین نظم بیخبری چند ز خود بیخبر + عیب پسندند بزعم ہنر + دد شوند ار بد ماغی
زسند + باد شوند ار بچراغی رسند + اور بعضون نے کہ نفس لوامہ سے جامۂ صفات ملکی
اپنی قامت پر قطع کیا ہی وہ مرتبہ ہوا ہی جو اوپر بیان ہو چکا اور جو کوئی کہ پابند صفات
شیاطین کا ہوتا ہی وہ زمرۂ اخوان الشیاطین مین محسوب ہوتا ہی یہ سُنکے بادشاہ نے فرمایا جو کچھ کہ
تو نے ای وزیر کہا ہی سچ ہی لیکن صلاح انسانکی اسمین ہی کہ پاے قناعت دامن عزلت مین کھینچے تو
بہر نوع اُسکے واسطے فلاح دارین متصور ہی ورنہ آخر کار اُسکو رسوائے عالم کرینگے اور آخرت مین اُسکی
مشت استخوان ذائقۂ نار جہنم چکھین گے اور سچ یون ہی کہ اکثر شخصون کی صحبت زہر مار سے زیانکار تر
ہی اور اُنکی مخالطت سے جان و ایمان کا بچنا دشوار ہی اور اکثر فقراے باکیاست اور حکماے
صاحب فراست نے جو کنج قناعت کو عزیز رکھا ہی تو معلوم ہو کہ اُنکی نظر ایسے معنی پر پڑی ہی جو مولوی
فرماتے ہین بیت شعر چہ بگزیدہ ہر کو عاقلست + زانکہ در خلوت صفاہاے دلست + ظلمت
چہ بہ ز ظلمتہاے خلق + میگریزد عاقل از غوغاے خلق + بلکہ فقراے کامل صافی دل از خود رفتگی

کے سبب اپنی ذات سے بھی صحبت نہین رکھتے ہین تا بدیگرے چہ رسد وزیر نے اول عرض کیا تھا کہ بنی آدم
کی خلقت نے انواع مختلفہ پر ترکیب پائی ہی چنانچہ بعضے فقراء کامل نے اسی وتیرے پر زندگانی بسر کی
ہی اور انبیاے عالیمقام خصوصًا سید المرسلین امام المتقین شفیع المذنبین نے تعلیم و ہدایت مخلوق
مین عمر شریف بسر فرمائی پس یہان سے معلوم ہوتا ہی ع ہر کسے را بہر کارے ساختند اگر انبیاے
اولوالعزم فقرا ارگوشہ نشین کے مانند خلوت گزینی فرماتے اپنی ہی فلح کی خیر مناتے تو مخلوق ساری
ہدایت دین خدا سے محروم رہجاتی اور سارا عالم ظلمت کفر سے حشر تک بے نور اور نور ظہور معرفت
اور فیض شریعت غیر تنا ہی جلباب عدم مین مسطور رہتا اسی طرح سے اللہ تعالی نے بادشاہ کی
ذات کو رعیت کی گلہ بانی کے واسطے پیدا کیا ہی اور اگر بنظر تامل غور کیا جاے تو ہویدا ہی کہ خلاق
مطلق نے ایک کو دوسرے کا محتاج کیا ہی نقوش مختلفہ بشیتر شر اور مخاصمت کو چاہتے ہین اور
زبردست زیردست کو اکثر رنج پہونچاتے ہین پس اگر نہین کوئی بادشاہ اور فرمانبردار نہو تو
ایک کے ضرر سے دوسرے کو کون بچاے اور محتاج کی حاجت کو کون بر لائے اور دو شخص کی
مخاصمت مین تصفیہ کون کرے اور تصفیے کے بعد حق مستحق کو کس طرح پہونچے چنانچہ ہر ذی حیات
کو اسی طرح فرمایا ہی کہ سلطان اور رئیس ہر جسم مین پیدا کیے ہین یعنی دل اور سر اور جگر وغیرہ
اگر سلطان دل اور رئیس اعضا بدن مین نہوتے تو صیانت اس جسم بے بنیاد کی کون کرتا پس
اس سے معلوم ہوا کہ گوشہ نشینی واقعی اپنے موقع پر اسی شخص گوشہ نشین کے آرام ظاہر و باطن
کے واسطے مخصوص ہی لیکن سلطنت اور فیض رسانی بدرجہا اس سے بہتر ہی کہ اپنی ذات کو تکلیف
دینا اور مخلوق پروردگار کو راحت پہونچانا کس قدر بلند ہمتی اور خوشنودی خدا کی ہی اور عزلت
بھی بعض کے واسطے ہوسکتی ہی والا انتہائی خلق اگر منظور خدا ہوتی تو کاہیکو کتمان عدم سے صفحۂ ہستی
پر نقش ہر ذیحیات کا کھینچتا ہرگاہ لازم و ملزوم تمام کارخانۂ دُنیا کا یہ ہی کہ ایک دوسرے کی
مددگاری کرے یعنی کوئی کشتکاری اور کوئی جو پیدا ہوا ہو اُسے بیچے اور خریداری کرے اور
پیسے اور پکائے اور کوئی کھائے اور کوئی بیبہ دانہ بوئے اور حلاجی اور ندافی کرے اور کوئی اپنے

سو قع پر کاتے اور بُنے اور قطع برید کرے اور اُسی کو کام مین لائے اور اسمین بھی جو دھیان کرو کہ یہ آئنے
کام کس کسکی مددگاری سے ہوے ہین یعنی نجّار اور حدّاد اور درزی اور جولاہہ اور مزارع اور گاڑیبان
اور سامان گاڑی کا یعنی بیل وغیرہ اور سامان قلبہ رانی اور کار خیاطی یعنی سوزن اور رشتہ او مقراض
وغیرہ کا ان سب کو ایک جم غفیر نے سرانجام دیا ہی القصہ بغیر صحبت و اتفاق اجماع کثیر کے درستی
ہونا اسباب عالم کی ایک تنہا عزلت گزینی سے ناممکن ہی بقول اُستاد نظم بگیر دامن جمعیت بکار بساز
کہ ہیچ کار میسر نشد بہ تنہائی ٭ خلوت از اغیار باید نے زیار ٭ پوستین بہر دے آمد نے بہار ٭ بادشاہ
نے فرمایا کہ جو وزیر نے عرض کیا راست ہی لیکن بہت سی قباحتون نے سلطنت کی بارکشی مین اندراج
پایا ہی اسکو کیا کیا جاے اور مواخذہ اسکا کسکی گردن پر باقی رہیگا یعنی خلق اللہ مین بعضے ہین
اور زور بازو رکھتے ہین اور بعضے ہین کہ قوت زر سے زیردستون اور مفلسون پر غلبہ کرتے ہین
اور خبث نفوس سے خلق اللہ کی حق تلفی پر مصروف رہتے ہین مدافعہ اسکا کیونکر ہوگا اور
حق و باطل کی کس طرح تمیز ہو سکے گی وزیر نے یون عرض کیا کہ اسکے لیے حکیم قادر نے سیاست
مقرر فرمائی ہی بادشاہ نے فرمایا کہ معنی سیاست کے بیان کرو وزیر نے گذارش کی کہ سیاست
عدل کو کہتے ہین عدل نام اُسکا کہ افراط و تفریط کو موقوف کرکے ہر امر مین درجہ توسط کو اختیار
کرے تاکہ خیر الامور اوسطہا صادق آئے بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ اُس دقیقہ کی باریکی کہ
ہر امر مین ہزار پیچ کی گنجایش رکھتی ہی اور مدارج اسکے غیر متناہی ہین طاقت بشری سے باہر
ہی کہ راے ضعیف انسان بغیائلہ نقصان ان سب کو طے کرے اور اگر غلط فہمی سے حق تلفی کسی کی ہو تو
آخرت مین قاضی روز جزا کے آگے مبتلاے بلا ہونا پڑے پس عقلا کے نزدیک اگر سو درجہ مین ایک
درجہ بھی راجح نقصان دنیا کا ہو اُس سے احتراز کرنا چاہیئے چہ جائیکہ ایسے اندیشے مہلک دینی
کہ مظلمہ جنکا ابدالآباد کے واسطے متیقن ہی پس صرف اتنی مسرت نفس کے واسطے کہ ہم فرمانروا
اپنے بنی نوع پر ہین بار سلطنت سر پر رکھنا راے صواب اندیش سے بہت بعید ہی وزیر دانا دل
نے عرض کیا کہ ارشاد عالی بجا ہی کہ یہ امر اگر موقوف بشر کی راے پر ہوتا تو زنہار یہ عقدہ

لاینحل کسی شخص سے جیسا کہ چاہیے کھل نہ سکتا لاکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لایکلف اللہ نفسا الا وسعہا
یہ سچ ہے کہ وسعت اور ادراک انسان کب ایسی ہی کہ جمیع معاملات عالم کو کہ غیر متناہی ہین پہنچ سکے
اُس اللہ تعالیٰ نے انبیاے مرسل کو کہ رسل برحق اُسکے ہین اور جنکا اُنکو ناموس اکبر کہتے ہین
مع کتب و صحائف ہر زمان مین بھیجا اور اپنے سب احکام حکمت نظام اُس مین درج کرکے زبان
انبیاے کرام کے رکھے اور نام اُسکا شریعت رکھا کہ کوئی دقیقہ دقائق کائنات سے باقی
نہ چھوڑا اب کسی امر مین حاجت اسکی نہین ہے کہ کوئی بادشاہ اور حاکم حکم شرع مین اپنی راے
کو دخل دے بلکہ سزا اور جزا ہر امر کی مشروحاً فرمادی ہے اور اندیشہ اسکا نہین کہ اس حکم مین خطا
واقع ہو کہ وہ سب احکام معاد و معاش کے حکم سے پروردگار عالم کے ہین بلکہ جزا اور مقبولیت
اس امر کی خداے کریم کے نزدیک حد سے زیادہ ہے یہانتک بادشاہ پر تاکید ہے کہ سواے نماز فرض
نوافل کو بھی ترک کرے کہ اُتنا زمانہ کہ نوافل مین صرف ہو اُسے عدل و داد خلق اللہ مین صرف
صرف کرے اب اس جگہ سے دریافت ہوتا ہے کہ نوافل سی عبادت کو مخلوق کی برآمد مطلوب کے واسطے
موقوف کرنے کا حکم آیا ہے اسلیے وجود حاکم قہرمان کا مخلوقات مین ضرور ہے کہ قواعد امر بالمعروف اور
نہی عن المنکر کی محافظت کرے اور قانون سیاست کو موافق شریعت غرا کے جاری رکھے تاکوئی
سرکش جادۂ اعتدال سے پانون باہر نہ رکھ سکے اور بادشاہ بھی اس عمل خیر مین سعادت حاصل
کرے ہمایون فال نے کہا کہ حکم حاکم قاہر بےخبر کا کہ وجود اُس کا خلق مین ضرور ہے کس طرح کا ہو
اور صفات اُسکے ضبط ملک اور ملت مین کس نوع پر چاہئین خجستہ راے نے عرض کیا کہ حاکم کو
چاہیے کہ قواعد سیاست اور دقائق عدالت سے واقف اور بیدار مغز ہو ورا گر غافل ہے تو
ملک و مال اُسکا معرض زوال مین قریب الانتقال ہے اور خرابی عقبیٰ کی بادشاہ کے واسطے
اس سے زیادہ نہین ہے کہ خلق خدا سے غفلت کرے اور نفس پروری مین مشغول رہے بلکہ بادشاہ
کو لازم ہے کہ خوض و فکر رسا سے دریافت کرکے بعض گروہ کو تقویت بخشے اور مجالست
انکی اختیار کرے اور بعض گروہ کو مغلوب اور منکوب کرکے انکی صحبت سے پرہیز کرے

کیونکہ وہ بادشاہ کی ملازمت سے عزت یافتہ ہونگے اپنے سینون مین تخم کینہ بوئینگے اور انواع
حیلہ و فریب سے مضامین بے اصل کو بندش دیکے نقصان اور معائب اُنکے گوش ملازمان شاہی مین
پہونچاکر منتظر اُنکے زوال عزت وجاہ کے رہینگے اگر بادشاہ حلیۂ احتیاط اور دوراندیشی سے عاری ہو
اور ارباب غرض کی غرض کو سمع قبول مین جگہ دے اور تحقیق حالات کما ینبغی پر التفات نہ کی تو
بہت سے خلل ریاست مین پیدا ہونگے اور فساد آشکارا شدہ شدہ یہان تک نفوس ارکان سلطنت
مین نفوذ کریگا کہ سر شعلۂ آتش فساد تا کرۂ نار پہونچیگا اور مدافعہ اُس کا آب پاشی تدبیر
وزرائے زمان اور فکر بادشاہ قہرمان سے زنہار نہوسکیگا **بیت** منہ گوش بر قول صاحب
غرض ۔ کہ از کینہ در سینہ دارد مرض ۔ بادشاہ بیدار دل کو چاہیے کہ بغور ہر بات کو سمجھ کے
نور ادراک سے ظلمت خبث تمام بدانجام اور دروغ گو کو تمیز کرے اور کبھی چشم لطف سے اس
گروہ بے شکوہ کی طرف نہ دیکھے بلکہ زنہار اپنی صحبت مین اُنھین بار نہ دے تا دنیا مین خللہاے
امور سلطنت سے ایمن رہے اور آخرت مین ذخیرہ اندوز سعادت ہو **بیت** ہر کہ درین
خانہ شبے داد کرد ۔ خانۂ فرداے خود آباد کرد ۔ دادگری شرط جہانداریست ۔ دولت باقی
ز کم آزاریست جب بادشاہ نے مواعظ حکماے ناصح کو دستور العمل کیا ملک اور رعیت اُسکی
آباد اور شاد دعاگو رہیگی جیسا کہ راے دابشلیم بادشاہ ہند نے اپنے اساس سلطنت کو
ہوشنگ کی چودہ نصیحتون پر کہ تفصیل اُسکی بیدپا برہمن حکیم دانا دل نے بیان کی تھی رکھا
تھا اسواسطے اُسنے تمام عمر راحت و کامرانی مین بسر کی اور باغ سلطنت سے ہر ایک نے
علی قدر حال برخورداری پائی اور جبکہ راے دابشلیم اِس جہان فانی سے ملک بقا کو سدھارا
آج تک نام نیک اور ذکر جمیل اُسکا صفحۂ روزگار پر باقی ہے سچ کہا ہے کسی نے ع
نام نکوست حاصلِ ایّام زندگی ۔ ہمایون فال نے جبکہ نام راے دابشلیم اور بیدپا برہمن
کا سُنا مانند غنچۂ تازہ کہ وقت سحر حرکت نسیم سے وا ہوتا ہے شگفتہ و خندان ہوکر فرمایا
کہ اے وزیر مدت سے راے اور برہمن کے تحقیق احوال مین دل میرا مانند عاشق مہجور

کے بیقرار تھا اور خیالات مین اُن دونون کے مانند طبع شعراے مضمون یاب شبانہ روز
سرگردان ہا موج کہسار کا رہتا تھا اور ہرچند بزرگوارون کے تجسّس احوال مین سعی کرتا
رہا لیکن کسی نے انکے دفتر اخبار سے ایک حرف بھی میرے سمع مشتاق تک نہ پہونچایا
اُسوقت کہ تیری زبان سے نام ان دونون کا سُنا معلوم ہوا کہ وزیر ہمارا اِن کے اخبار سے
خبردار ہی شکر خدا کیا اور کہا ع یار در خانہ و من گرد جہان میگردم ٭ اسکے بعد کہا ای
وزیر باتدبیر جلد احوال دابشلیم اور بیدپا بہ تفصیل بیان کر کہ تو اسکے باعث میرے
اداے حقوق نمک سے بہرہ مند ہوا اور مین اس مواعظ کے سُننے سے اور رعیت و سپاہ کے فائدہ
پہونچانے سے خداوند کریم کے نزدیک سعادتمند ہون ع چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار

آغاز داستان دابشلیم و بیدپا حکیم کی یہ ہی

اوّل ایک جملہ اور بیان کیا جاتا ہی کہ دابشلیم اور بیدپا برہمن دونون موحّد خدا پرست
عارف وقت تھے اس راہ سے کوئی نجانے کہ جیسے اسوقت کے راے برہمن بت پرست ہین
سو ایسا نہین ہی اُس زمانے مین دستور تھا ہر بادشاہ کو زبان ہندی مین راے کہتے تھے اور
عارف درویش کا برہمن لقب کرتے تھے یہ اتنا واسطے رفع شک کے لکھدیا گیا والا اُنکے حالات
اور بیان سے عرفان اور ایمان انکا خود ظاہر ہوتا ہی وزیر انور ضمیر راست تدبیر نے زبان
روشن بیان کو اس ترانہ فرحت افزا کے ساتھ مترنم کیا کہ طوطیان شکرستان سخنوری اور
بلبلان خوش الحان ہنرپروری سے سُنا ہی کہ متعلقات سواد ہند مین ایک بادشاہ تھا
فریدون افسر جمشید لشکر جہان پرور عدالت گستر فریدون بخت ہمایون تخت رعیت نواز
ظلم گداز کہ اُسنے ظلمت ظلم کو یکسر صفحۂ روزگار سے محو کر ڈالا تھا اور بساط عدل و داد کو
چارسوے عالم مین بچھایا تھا اور دروازہ جود و احسان کا خلق خدا کے مُنھ پر بے تکلف کھولدیا
تھا چنانچہ اس کے مناسب مؤلف نے کہا ہی **بیت** وہ نخل ہی چمن سلطنت مین قد تیرا ×
کہ جس مین برگ عدالت سے بار احسان ہی × اِس بادشاہ کو راے دابشلیم کہتے تھے

۵ موحد ایک خدا کا ماننے والا

اور دابشلیم زبان ہندی مین بادشاہ بزرگ کو کہتے ہین اُس عصر مین پایہ تخت اِسکا سومنات تھا اسی جہت سے جوکہ بادشاہ سومنات کا ہوتا ہی اُسے آج تک تیمناً دابشلیم کہتے ہین اور حقیقت مین بزرگی اسکے ظاہر اور باطن سے پائی جاتی ہی یعنے اُسکی کمند ہمت کنگرہ فلک پر حلقہ مارتی ہی اور سامان امارت اُسکا احاطۂ خیال مین نہین آتا تھا ہزار فیل مست ذریان اُسکی سواری مین موجود رہتے اور لشکر مردمان کاری اور دلیران کارزاری عدشمار سے باہر تھا اور باین ہمہ عظمت وجبروت عدل وداد و رعیت پروری پر متوجہ تھا کہ خود بہ نفس ونفیس ہر ایک تنفس کا حال بالمشافہ سُنکر مآل کار کو پہونچاتا تھا اور دردمندون اور ستم رسیدون کی بواقعی داد دیکر ہر ایک کو راضی اور خرسند کرتا تھا اور جلادگردون کو شکنجہ سیاست مین یہانتک کھینچتا تھا کہ نام ظلم کا صفحہ روزگار مین کسی کی زبان پر نہ آتا تھا بقول سودا بیت

شیشے کا اگر طاق سے رہپٹے تھا ذرا پانون + پتھر سے نکلتی تھی صدا بسم اللہ + اور اُسکی صحبت خاص مین سوائے ندمائے حکمت شعار اور حکمائے فضیلت آثار اور وزرائے عالیمقدار کے بے ہنرون کو جگہ نہ ملتی اور محفل اُسکی ہمیشہ لطافت کلمات آئین اور مکارم صفات فوائد آگین سے آراستہ رہتی تھی ایک روز محفل سلطانی مین مذکور تھا کہ تمام صفات حمیدہ پر کونسی صفت کو ترجیح دی ہی اتفاق سب کا اسپر ہوا کہ اکمل اخلاق پسندیدہ اور اشرف صفات جود ہی چنانچہ قول معلم اوّل یعنی ارسطو کا ہی کہ حق عبودیت کی اوّل صفت یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ کو بیشتر جواد اور کریم کہے یاد کیا کرے کہ اس صفت عالی نے جمیع موجوات مین سرایت کی ہی اور صاحب نبوت کبریٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہی کہ مطلب اُسکا یہ ہی کہ جود ایک درخت ہی کہ جنت کے چمن مین اُگا ہی اور آبیاری جوی کوثر سے نشو ونما پایا ہی الجود شجرۃ فی الجنۃ اور بموجب اسی حدیث پاک کے مولوی معنوی فرماتے ہین بیت این سخا شاخیست از سرو بہشت وای او کز کف چنین شاخی ہشت + اس بات کے دریافت کرنے کے بعد دابشلیم کی طبع سلیم جوش مین آئی اور ہمت تمام اسپر مصروف ہوئی کہ اس نفس ابلہ کے فریب سے اُلفت اس

جہان ناپائدار کی دل مین رکھنا اور مال کو اندوختہ کرکے راہ خدا مین صرف نکرنا اور غیرون کے واسطے چھوڑ جانا اور مظلمہ اُسکا اپنے ذمے ابدالآباد رکھنا عقل صواب اندیش سے بہت بعید ہی اُسی دم حکم دیا کہ دروازے خزانے کے کھولین اور صلاے کرم و بخشش سب خاص و عام کو دی جبکہ یہ ندا کان مین اہل زمانہ کے پہونچی خلق خدا جوق[1] جوق از مسافر تا مقیم بجد و غلو جمع آئے اور ایک روز مین بادشاہ نے خزانۂ بیشمار مخلوق پر ایثار[2] کیے جتنا جسنے اُٹھا لیا مطلق اُس سے مضائقہ نہ کیا حتی کہ ایک دانہ بھی زر و جواہر سے خزانے مین باقی نہ رہا اور عالم مالامال ہوگیا اور سب دعا دیتے ہوے خوش خوش اپنے مسکن و ماوی کو پہونچے اور ہر گدا و فقیر غنی اور امیر ہوگیا

نظم ناسخ برسائے سحاب دست سے لعل و گہر ٭ ہین رشک بدخشان و عدن[3] راہ گذر ٭ گر ماہی زیر خاک نے پاے فلوس ٭ تو نیجہ خورشید فلک مین ہی زر ٭ تمام روز و الجلیم آفتاب تابان کے مانند زربخشی مین مشغول رہا جب کہ سیمرغ زرین جناح عازم آشیانۂ مغرب ہوا اور زاغ شب نے سایہ پر و بال سے آفاق کو چھپا لیا بادشاہ نے بعد از فراغت کار و انذ کا رسرا اپنا بستر راحت پر رکھا اور بہجوم نوم عرصۂ دماغ پر مستولی ہوا نقشبند خیال اور روح سیار نے رویاے صادق سے اور اک قواے باطنی کو یون اطلاع دی کہ اے بشارت ہو تجھے کہ تیری راے صواب خوب اندیش ہادی ہوئی کہ تو نے سب خزانے کو خوشنودی خالق مین صرف کیا اور خلق خدا کو راضی کیا حق تجھسے راضی ہوا اور تجھے راضی کریگا سردست یہ ہی کہ دم صبح پاے عزیمت رکاب مرکب مین دے اور جانب شرقی دار السلطنت توجہ کر کہ گنج شایگان اور خزانۂ رایگان تجھکو عنایت ہوا ہی اور ایسا خزانہ ہی کہ تمام عمر خرچ کریگا تو بھی تمام نہوگا اور بعد موت کے جو کچھ کہ پائیگا سو دیکھے گا بشارت ہو تجھکو اور مبارک ہو تجھکو اس خواب دیکھنے کے بعد راے کی آنکھ کھلی اُس بشارت سے بہت خوش ہوا اور تا دم صبح شکر پروردگار عالم کرتا رہا اسکے بعد شرط طہارت بجالایا اور اپنے زمانے کے قاعدے کے موافق عبادت کرتا رہا جبکہ شاہین زرین بال آشیانۂ مغرب سے پرواز کرکے کنگرۂ افق مشرقی پر جلوہ افروز ہوا بموجب حکم بادشاہ کے رکابدار مرکب راہوار باد رفتار طیار کر لایا شہریار سوار ہوکر بجانب مشرق

[1] جوق بالفتح گروہ مردم
[2] ایثار کردن یعنی بخشش
[3] معدن بفتحتین ... نام شہریست ...

عرصۂ صحرائے لق و دق مین پہونچا تبلاش تعبیر خواب ہر طرف بنظر جویا نگران تھا کہ بیک ناگاہ
نگاہ ایک کوہ پر پڑی کہ مانند ہمت کریمان سربلند اور استقامت مین بطور توکل گزینان بابرجا
اور مستقل ہی اور دیکھتا کیا ہی کہ زیر دامن کوہ ایک غار تاریک و تار ہی اور اُس غار پر ایک
درویش عالی وقار بیٹھا ہی جبکہ بادشاہ کی نظر اس عارف آگاہ دل پر پڑی تحیت و سلام سے
پیش آیا اور درویش روشن ضمیر نے نور صفائی باطن سے نقش مراد اُسکا صفحۂ سینہ سے مطالعہ
کرکے زبان نیاز کھولی اور مرحبا کہا اور فرمایا کہ ای شاہ شاہان اگرچہ بمقابلہ محفل خلد مشاکل
بادشاہان صحبت گدا و بینوا محقر ہی اور بنظر مکانات سلطانی کہ ہم پلۂ جنت ہوتے ہین کاشانہ
فقیرون کا سخت بیقدر ہی لاکن عادت معہودہ سلاطین خداشناس سے یہ ہی کہ دل شکستہ کو پارہ رافت
و مرحمت سے پیوند کرتے ہین اور ارشاد سید کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ہی نعم الامیر علی
باب الفقیر مناسب اس حال کے مصرعہ طالب بھی ہی ع شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را + ایضاً شعر
نظر کردن بدرویشان بزرگی را بیفزاید + سلیمان با ہمہ حشمت نظرہا بود با مورش + کیا عجب ہی
کہ بادشاہ بھی تشریف لائے اور فقیر کو خوش کرے واسطہ تسلیم فوراً مرکب سے اُترا اور پا پیادہ درویش
کی خدمت مین حاضر ہوا اور شرط مصافحہ بجا لایا بعد ساعت کے بادشاہ نے رخصت چاہی درویش نے
فرمایا بیت از دست من گدا چہ آید + مہمانی چون تو بادشاہی + لاکن برسم درویشان تحفۂ محقر
ایک برگ سبز رکھتا ہون ع گر قبول افتد زہے عز و شرف + وہ یہ ہی کہ والد سے مجھے ایک میراث
پہونچی ہی اور مین عبث پابند اُسکا مدت دراز سے ہون اس انتظار مین کہ جو سزاوار اسکا ہو اسے حوالہ
کرون اور مین بفراغ خاطر باقی انفاس عبادت خالق مین بسر کرون سو وہ یہ ہی کہ اس غار کے کنج مین
ایک گنج ہی کہ زر سرخ اور جواہر گران بہا سے بھرا اور حد شمار سے باہر ہی اور بیٹھنا میرا اس جگہ دو فائدون کے
واسطے تھا ایک تو یہ کہ باعث سرمایۂ قناعت تھا کہ القناعۃ کنز لا یفنیٰ اور دوسرے دامن توکل اُسکے وسیلے
سے ہاتھ آیا موجب بیت کسیکہ روی توکل ندید ہیچ ندید + کسیکہ گنج قناعت نیافت ہیچ نیافت + اب تو
اس مصرعہ کے موافق عمل فرمائو ع غیب سے جو آئے سو خوب ہی + بادشاہ نے قبول کیا اور حکم دیا کہ جلد اس

تحیت درود و سلام ۱۲
قناعت ایسا خزانہ ہی کہ کبھی کم نہین ہوتا ہی ۱۲

غار کو کھودین جبکہ کھودنے والون نے کھودنا شروع کیا بعد ساعت کے خزانے کے تہ خانے تک پہونچے جسوقت کر
قفل تہ خانے کی تختی کا توڑا دیکھتے کیا ہین کہ ایک خزانہ ہی کہ محاسب کی عقل جسکی حد شمار مین عاجز ہی بادشاہ
نے حکم دیا کہ ان سب کو اُٹھا کے خزانہ بادشاہی مین داخل کرین حکم ہی کی دیر تھی کہ ہزارون آدمی اور
باربردار موجود ہوئے اور اس سب کو ایک مکان علحدہ مین لیجا کے رکھا اسکے بعد بادشاہ تشریف لائے اور
فرمایا کہ ہر صندوق کا قفل کھولین جبکہ قفل انکے وا ہوئے بادشاہ ایک ایک چیز نادر و نایاب کو دیکھتا اور متحیر
ہوتا اور زبان شکر بیان سے کہتا کہ مین ذرہ بیمقدار کب اس مقدار کی لیاقت رکھتا تھا مگر وہ
وہاب ہے اور جواد ہی جسے جو چاہے سو عطا کرے اُسکے کرم کے نزدیک یہ بھی بے حقیقت ہی اس طرح سے ملاحظہ
کرتا تھا اور حمد و ثناے رب قدیر مین مشغول تھا کہ ناگاہ صندوق کلان مین ایک درج زرنگار مرصع کار
نکلا کہ تمام اطراف اسکے بندہاے پولاد سے مستحکم کیے تھے اور قفل رومی ہزار مضبوطی سے اُسپر لگایا تھا کہ
وندانہ کسی کلید کا اُسپر کارگر نہوتا اور عقدہ اسکا کسی کے ناخن تدبیر سے نہ کھلتا تھا بادشاہ نے دل مین
کہا کہ شاید اسمین وہ جواہر ہین کہ سارا خزانہ اسکے آگے بیمقدار ہی آہنگران حکمت دوست کو بلا کر کہا کہ اسے
تدبیر سے کھولو کہ جو شی کہ اسمین ودیعت ہی ضرر نہ پہونچے القصہ جبکہ وہ درج کھولا اسمین ایک اور صندوقچہ
کہ مانند برج آسمان کے ستارۂ جواہر سے فربین تھا نکلا اور اُس صندوق مین ایک ڈبا تھا نہایت صفا مین
مہتاب کے مانند مجلّی تھا شاہ نے اسے اپنے ہاتھ مین لے کر کھولا اور دیکھا کہ ایک پرچہ تحریر ہی کہ چند سطرین
اُسپر خط سریانی سے لکھی ہین دابشلیم دیکھکر متعجب ہوا کہ یہ کیا چیز ہے بعضون نے کہا کہ نام اور نشان اور
حساب عدد اور قیمت اس خزانے کی لکھی ہی اور بعضون نے تجویز کیا کہ بطور طلسم یا عمل کے ہی کہ حفاظت
گنج کے واسطے لکھا گیا ہی جبکہ گفتگو ارباب صحبت کی اس باب مین زیادہ گذری شاہ نے کہا جبتک کہ یہ
پڑھا یا نہ جائیگا تردد خاطر رفع نہوگا حاضران محفل مین اس خط کے پڑھنے کی مہارت کوئی نہ رکھتا تھا
مگر ایک حکیم زاویہ نشین کہ جمیع فنون مین دستگاہ رکھتا تھا ارکان سلطنت اُس حکیم کو بدقت صحبت بادشاہ
مین لائے بادشاہ شرط تکریم بجا لایا اور فرمایا کہ آپ کے تکلیف دینے کا سبب یہ ہی کہ اس راز مخفی سے
آگاہی دیجیے مطلب ان سطرون کا کہ ہم ناواقف اور مشتاق اسکے ہین بہ تفصیل فرمایئے

حکیم نے اُس خط کو پڑھا اور بعد غور و تامل کے فرمایا کہ مکتوب مین فوائد بیشمار ہین اور یہ دریکتا
حقیقت مین اس گنج کا حاصل ہی کہ قیمت جسکی پلہ ارض و سما مین تل نہین سکتی ہی القصہ مطالب
اس سطور کا حرفاً یہ ہی کہ مین بادشاہ وقت ہون یعنی ہوشنگ بن سیامک بن کیومرث بن سام
بن نوح علیہ السلام اور اس گنج کو امانت رکھتا ہون رائے عظیم بادشاہ سومنات کے واسطے کہ
لقب اُسکا دابشلیم ہوگا اور اس راز غیب سے سوائے جل وعلی کے کسی کو خبر نہ تھی مگر مجھے از روے
الہام اتنا معلوم ہوا کہ خزانہ اسکے نصیب مین ہی یہ کتبہ لکھ کے خزانے کے ایک صندوق مین رکھا ہی
کہ جب اس خزانے کو وہ پائے اور تحریر ہاتھ آئے اسے مشرح دریافت کرکے دستور العمل اپنا
فرمائے تا سعادت دارین حاصل کرے اور اتنا سمجھے کہ زر و مال دُنیا سے دل لگانا کام عقلا کا نہین
ہی کہ یہ ہرجائی دست بدست پھرتی ہی اور مانند قحبہ کے ایک کی پابند نہین رہتی ہی نظم
دُنیا اک زال بیسوا ہی ÷ بے مہر و وفا و بیحیا ہی ÷ مردون کے لیے یہ زن ہی رہزن ÷ دُنیا کی عدو
ہی دین کی دشمن ÷ رہتی نہین ایک جا پہ جمکر ÷ پھرتی ہی برنگ نرد گھر گھر ÷ اور اتنا سمجھ کہ یہ دستور العمل
سلطنت کا ہی بادشاہون کو اس سے گزیر نہین ہی اور جو بادشاہ کہ اس وصیت پر چلے گا
بخت و دولت اُسکے یار ہونگے اور جو بادشاہ کہ ان چودہ قاعدون کے خلاف کام کریگا سلطنت
اُسکی کبھی جلوہ نہ پکڑیگی اور ارکان سلطنت ہمیشہ متزلزل رہینگے اور اساس سلطنت کے استحکام کی وصیتین
یہ ہین وصیت پہلی یہ ہی کہ بادشاہ جسکو سرفرازی بخشے اور عزت افزائی اسکی کرے پھر اُسے
کسی دشمن کے کہنے سے یا کوئی خطا اس سے صادر ہو تو یکایک پایۂ عزت سے نہ گرائے اور تذلیل اور
توہین اُسکی پسند نہ فرمائے وجہ یہ ہی کہ اہل زمانہ جسکو کہ عزیز کردۂ سلطان دیکھتے ہین یہ لازمہ
حسد ہی کہ خواہان اُسکے زوال دولت کے ہوتے ہین اور مقدار اپنے اپنے حسد کے خیرخواہی کے
پردہ مین دور دور سے مضمون پیچدار تراش کے لاتے ہین کہ اگر کسی پہلو سے بھی غرض انکی مقبول
ہو جائے تو مطالب برآئین کہ وہ کلام آخر کار منتہی اس عزیز کی تخریب کا ہوتا ہی اسلیے بادشاہ بیدار مغز
کو چاہیے کہ انکے ابتدائے کلام سے انتہائے مطلب کو پہونچ کے جواب دندان شکن ایسے ایک پر دے

مین دے کہ تمام بد انجام پست ہو جاوے **وصیت دوسری** یہ ہی کہ ساعی اور چغلخور کو اپنی
محفل مین بار نہ دے کہ یہ فتنہ انگیز اور جنگجو ہوتے ہین اور ذات اُنکی کم از شیطان نہین ہی بلکہ جب یہ صفت
اسمین مشاہدہ کرے تو کسی حیلہ سے اس آتش فساد کو آب شمشیر سے بجھاوے تا مادہ فساد اِس کا
عرصہ جہان کو گھیر نہ لے **بیت** آتشے را کہ سوخت خلق ازان ٭ جز بکشتن علاج نتوان کرد ٭
وصیت تیسری یہ ہی کہ اپنے امرا و ارکان دولت کے ساتھ طریق موافقت اور سلوک جاری
رکھے اور باتفاق مصاحبان یکدل اور مشیران عالی منزل کارہاے کلی کو سرانجام دیتا رہے
لمؤلفہ **بیت** تسخیر ملک کی ہی مگر اتفاق سے ٭ برباد ہو گئی ہی ریاست نفاق سے ٭
وصیت چوتھی یہ ہی کہ مہربانی اور چاپلوسی پر دشمن کی مغرور نہو ہر چند تملق اور تضرع
کرے اعتماد نہ لاوے کہ دشمن دلی کبھی دوست نہین ہوتا ہی **رباعی** ہو جو دشمن دوست پیدا
ہے اس سے لازم احتراز ٭ ام صبیان ہوتی ہی بچون کے حق مین جانگداز ٭ دشمنی سے
خواہش دل جبکہ بر آتی نہین ٭ دشمنی کرتے ہین آخر بنکے یار دل نواز ٭ موافق اسکے غنی کشمیری
کہتا ہی **بیت** بر تواضعہاے دشمن تکیہ کردن ابلہیست ٭ پاے بوس سیل از پا افگند دیوار را ٭
وصیت پانچوین یہ ہی جبکہ گوہر مراد ہاتھ آوے اسے کمال محافظت سے رکھے تہاون
اور غفلت سے ضائع نکرے والا پھر تدارک اسکا نہو سکے گا اور بجز پشیمانی کے کچھ ہاتھ نہ آویگا
وصیت چھٹی یہ ہی کہ گوہر مراد مین عجلت نکرے بلکہ تامل اور تانی کو عادت کر لے کہ
مضار تعجیل کے بسیار اور منافع صبر و سکون کے بیشمار ہین **بیت** نہ کسی امر مین کرو تعجیل ٭
کرتی ہی خوار کام کو تعجیل ٭ کام ہو گا خراب عجلت سے ٭ نفع ہووے نہ پھر ندامت سے ٭
وصیت ساتوین یہ ہی کہ عنان تدبیر اور استقامت کو کبھی ہاتھ سے نچھوڑے اور کسی مشکل مین
دست و پا چہ نہو یعنی اگر گروہ دشمنون کا اسکے ضرر اور ہلاکت پر متفق ہو جاوے تو لازم ہمت و تدبیر یہی
کہ ہوش باختہ نہو جاے اور انھین دشمنون مین سے ایک شخص کے ساتھ راہ و رسم پیدا کرے صورت
اپنی نجات کی نکالے کہ حدیث شریف مین آیا ہی الحرب خدعۃ انکی نہ لے فریب کو تو مکر سے کھو ڈالے

کہ عاقلون نے کہا ہے بیت از دام مکر خصم بحیلہ توان گریخت + قد تفلح الحدید کما قیل بالحدید
وصیت آٹھوین یہ ہے کہ اہل حقد اور حسد سے بچتا رہے اور اُنکی چرب بانی پر مائل نہو جائے
کہ جب نہال کینہ زمین سینہ مین اہل حسد کے نشو و نما پائیگا پھر سوا ضرر و آزار کے کچھ پھل
نہ لائیگا بیت کینہ پھر سینہ کہ نہاد رخت + دل شود دش از پے آزار سخت + وصیت
نوین یہ ہے کہ عفو کو شعار اپنا کرے اور ملازمون اور رفیقون اور غریبون کو تھوڑے
قصور پر شکنجۂ عتاب سخت مین نہ کھینچے اکثر درگذر کرے اور اغماض سے اُسے نادیدہ و ناشنیدہ
کر ڈالے اور اسی طرح سے بادشاہان ماضی ذوی الاحترام اپنے رفقا اور غربا پر مرحمت کی
نظر اور خطاؤن سے درگذر کرتے رہے بقول ناسخ آگاہ قدیم سے ہے سب خلق خدا + چھوٹون
سے خطا اور بزرگون سے عطا + جسکو کہ سرفراز کیا شفقت سے + مت اُسکو گرا اگرچہ ہووے
بھی خطا + وصیت دسوین یہ ہے کہ کسی کے درپے آزار نہو کہ جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا یعنی
جزا بدی کی بدی ہے مانند اسکے تا تجھے بھی لائق نہو بلکہ باران احسان کو برسر خلق خدا کے
حتی الوسع برساتا رہ تا کہ تیرے باغ مراد مین بحکم اِنْ احسنتم احسنتم لانفسکم گلہاے تمنا
شگفتہ ہون قطعہ نیک ار کنی بجاے تو نیکی کنند باز + در بد کنی بجاے تو از بد بتر کنند +
امروز ہستی از بد و از نیک بیخبر + روزی بود کہ از بد و نیکت خبر کنند + وصیت گیارھوین
یہ ہے کہ میل اس کام کا کہ لائق اپنی وضع کے نہو ہرگز نہ کرے بہت شخص ہین کہ اپنے کام سے
بھی جاتے رہتے ہین بقول جرأت ع کہ بھولے اپنی بھی کوا چلے جو ہنس کی چال
وصیت بارھوین یہ ہے کہ اپنا حال حلم و ثبات سے آراستہ کرے کہ حلم نہایت امر ملیح ہے
اور ملکہ ہے کاد الحلیم ان یکون نبیا حدیث صحیح ہے بیت جانتے ہین صاحب تدبیر علم + تیغ بران
سے ہے بران تیغ حلم + وصیت تیرھوین یہ ہے کہ بادشاہ کو چاہیے کہ ملازم امین و معتمد کو رکھے
اور شخص خائن اور غدار سے اجتناب کرے جبکہ مجاور عتبہ سلطنت صفت امانت سے موصوف
ہونگے تو رعایا و برایا براحت و آسانی زندگانی بسر کرینگے اور اگر عیاذاً باللہ چہرہ اُنکے حال کا

خال خیانت سے سیاہ ہوگا اور بادشاہ کے نزدیک درجۂ اعتبار کو پہونچے ہونگے تو یقیناً اپنی طینت کے موافق حق بے گناہون کا تلف کرکے انکو معرض تلف مین ڈالینگے اور یہ مقرر ہی کہ ستم رسیدون کی تاثیر آہ سے نتیجہ بد بارگاہ کبریائی سے بادشاہ کے واسطے مرتب ہوگا ناسخ چاہیے ہون اہلکار نسہ امین + تخت اور دولت سے رکھین پاس دین + بادشاہ کا ملک تا آباد ہو + ہو خدا راضی رعیت شاد ہو + اور اگر ہو جائین خائن اہلکار + ملک ہو ویران رعیت خوار و زار + **وصیت چودھوین** یہ ہی محنت روزگار اور انقلاب چرخ دوار سے چاہیے کہ غبار ملال اُسکے دامن ہمت پر نہ بیٹھے کس واسطے کہ مرد عاقل ہمیشہ بستۂ بند بلا ہوتا ہی یعنی فکرہاے آخرت اور اندیشہ دور دراز مین مبتلا رہتا ہی اُسکی روشنی طبع اُسکے واسطے خود بلا بنجاتی ہی اور شخص غافل راحت سے روزگار بسر کرتا ہی یعنی کسی طرح کی فکر اسکے دل مین راہ نہین پاتی ہی **بیت** دیوانہ باش تا غم تو دیگران خورند + آنرا کہ عقل بیش غم روزگار بیش + اور دوسری لازمہ مزاج فلک سفلہ پرور ہی کہ اہل کمال اور صاحب ہنر کو ہمیشہ فشار دیتا ہی اور بے ہنرون اور تہی مغزون کی ترقی کرنے مین شبانہ روز گرم اور سریع السیر رہتا ہی **بیت** اسپ تازی شدہ مجروح بزیر پالان + طوق زرین ہمہ در گردن خرمی بینم + پس یقین جان کہ بے اعانت لطف ازل اور بغیر عنایت فیض لم یزل کے تیر سعادت ہدف مراد پر نہین بیٹھتا ہی اور فضل و ہنر بے اعانت قضا و قدر کے کچھ کام نہین آتا ہی سچ ہی کہ دولت اکتساب علم و ہنر سے نہین ہی بلکہ وابستۂ احکام قضا و قدر ہی **بیت** دولت نہ باکتساب علم و ہنر است + وابستۂ حکام قضا و قدر است + اور موافق اسکے ناسخ نے رباعی لکھی ہی رباعی ہاتھ آتی ہی کب علم و ہنر سے دولت + ملتی ہی قضا او رقدر سے دولت + جو علم و ہنر رکھتے ہین وہ ہین محروم + مانوس ہی بل احمق و خر سے دولت + اور یہ چودہ وصیتین کہ بیان ہو چکین ہر وصیت کے واسطے حکایت معتبر اوّل اور داستان بہتر مقرر ہی اگر بادشاہ چاہے کہ اُن حکایات کی تفاسیر پر اطلاع پاے تو بجانب کوہ سراندیپ کہ قدمگاہ سیدنا ابوالبشر حضرت آدم علی نبینا وعلیہ السلام کا ہی توجہ فرماے کہ یہ عقدہ اُس جگہ بتفصیل تمام کھل جاے اور گل مطلوب کلی اس روضۂ جنت نظیر

مین شگفتگی پائے واللہ مؤید لوصول المطلب وحصول المقصود جبکہ حکیم دانا دل نے یہ تفصیل
حضور مین راے سبز آراے کے پہونچائی راے دابشلیم نے بنوازش خسروانہ اُسے سرفراز فرمایا اور
صحیفہ سراپا حکمت کو بہ تعظیم تمام چومکر تعویذ بازوے شہریاری کیا اور فرمایا وہ گنج کہ مجھے خواب
مین جسکا نشان اور بشارت دی گئی تھی وہ یہی گنج اسرار ہی نہ بدرہ ہاے درم و دینار الحمد للہ کہ
متاع دنیا اس قدر حاصل ہی کہ زیادہ اس سے احتیاج نہین ہی اور حقیقت اس محقر یافتہ کی
نیافتہ سے بدتر جانتا ہون مین اب لازم ہی کہ شکرانہ مین اس پند نامہ کے کہ گنج حقیقی یہی ہی اس
دفینے کو بھی کہ ہاتھ آیا ہی بروجہ صدقہ ارباب استحقاق کو پہونچا دون اور یہ ہدیۂ ثواب روح
پرفتوح ہوشنگ بادشاہ کو واصل کرون اور بین بحکم الدال علی الخیر کفاعلہ اس تحفۂ خیر سے بہرہ مند
ہون خدام بادشاہی نے حسب ایماے عالی مجموع اس دفینے کو کہ جو نقود اور لآلی سے بھرا
تھا رضاے خداے لایزال مین اہل استحقاق کو بانٹ دیا اور کچھ اس سے باقی نہ رکھا جبکہ اُس
حال سے فراغت پائی بادشاہ مسند شاہی پر جلوہ افروز ہوا اور ہمیشہ شب و روز اس اندیشے
مین رہتا تھا کہ جانب سراندیپ روانہ ہوکر مقصد اتمام اور مطلوب سرانجام کو پہونچے اور
بتفصیل وصایا معرفت تمام حاصل کرکے اسے عمدہ مملکت داری اور رکن رکین بادشاہی کرے
ایکدن دم صبح دابشلیم نے فرمایا دو شخصون کو کہ مقربان حضرت اور صدق مشاورت اور حسن تدبیر
اور خیر اندیشی مین مشار الیہ وقت کے تھے انھین حاضر کرین جبکہ بموجب حکم دونون شخص حاضر
ہوے اور زمین ادب چوم کے دست بستہ استادہ ہوے بادشاہ نے مرحمت خسروانہ سے سرفراز
کرکے مکنون خاطر فیض مظاہر سے کہ عزم سفر سراندیپ دل مین رکھتا تھا اور اطلاع دی کہ
اس امر مین عنان اختیار میرے قبضۂ اقتدار سے باہر ہی تم اس مین کیا صلاح دیتے ہو
اور مین نے مدت مدید سے حل اس عقدے کا تمھارے ناخن تدبیر پر رکھا ہی اور بنیاد وجہات مالی
اور ملکی کو تمھاری راے صواب نما کے سپرد کیا اب اس مقدمہ خاص مین کہ میرا عمدہ
مقاصد اور اہم مطالب ہی کیا اصلاح دیتے ہو تا مین اُس کے اطراف و جوانب پر نظر تامل کرکے

جس تدبیر پر کہ اتفاق سب کی رایون کا ہو اُسکو اہل الباب ور قابل عمل سمجھو شعر
بناے کار بر تدبیر باید ÷ کہ بے تدبیر کارے بر نیاید ÷ وزیرون نے عرض کیا کہ اس بات
کا جواب فی البدیہ نہ چاہیے اور سلاطین کے ارشاد مین بے تامل بات کہنا زر نا سنجیدہ اور محک
نا رسیدہ کے مانند ہی چنانچہ وزرا نے دوسرے دن غور تام کے بعد عرض کیا کہ غلامون کی
خاطر مین یہ آیا ہو کہ اس سفر مین فائدہ تھوڑا اور مشقت زیادہ سے زیادہ ہی
کہ راحت اور لذت زندگانی بالکل برطرف ہو جائیگی اور محنت و ریاضت اور کربت و غربت
بہت اُٹھانی پڑیگی اور یہ بات ضمیر منیر بادشاہ عالم پناہ سے مخفی نہین ہو السفر قطعۃ من السقر
شعلہ ہی سینہ سوز و الجلاء عظیم البلاء ناوک ہی جگر دوز اسیلئے انکھون نے اس سبب سے سر پر جگہہ پائی
ہی کہ زاویۂ خانہ سے قدم باہر نہین رکھتی ہین اور قطرات اشک اس باعث سے پائمال رہتے
ہین کہ گوشہ کاشانہ مین قرار نہین پکڑتے ہین لمولفہ بیت سفر مین سو طرح کی محنتین ہین ÷ اقامت
مین سراسر راحتین ہین ÷ مرد عاقل کو چاہیے کہ راحت کو محنت سے نہ بدلے اور غربت کو عوض
اقامت کے خرید نکرے حاصل کلام یہ ہی کہ اگر حضر مین اچھی گذرے تو سفر کو ہرگز اختیار نہ کرے
اور اگر ایسا کریگا تو اُس پر وہ گذرے گا جو کہ اس کبوتر پر گذرا بادشاہ نے کہا کہ ماجراے کبوتر کیونکر
تھا حکایت وزیر نے عرض کیا سُنا ہی کہ دو کبوتر باہم ایک آشیانہ مین دمساز تھے اور ایک ہی
کاشانے مین ہمراز غبار اغیار سے انکی خاطر پر گرد نہ تھی اور نہ محنت روزگار سے انکے
دل پر درد تھا محض آب و دانہ پر قناعت کرکے مانند درویش گوشہ نشین کے کنج توکل اختیار
کیا تھا نام ایک کا بازندہ تھا اور نام دوسرے کا نوازندہ شام و سحر باتفاق یکدگر نغمات
موزون سے یاد الٰہی مین ترانہ سازی کرتے تھے اور کبھی الحان روح افزا مین مضامین گوناگون
سے خوش آوازی کرتے تھے فلک تفرقہ انداز اُن دو یار راست کردار کی موافقت پر حسد
لے گیا اور چرخ سحر ساز نے ان دو ہمدم و دمساز پر افسون دم کیا بقول سودا بیت
پھینکے ہی منجنیق چرخ تاک کے سنگ تفرقہ ÷ بیٹھ کے ایک دم کہین ہو وین جو ہم کلام دو ÷

یعنی سفر ایک ٹکڑا ہی دوزخ کا
۱۰ جلا
یا نکلنا از خانمان نمودن کردن ترجمہ یعنی وطن
سے باہر جانا ایک بڑی بلا ہی
۱۲ حرم یعنی محنتین بڑی بڑی
اقامت یعنی کسی جگہہ ٹھہرنا
۱۴ گوپیلا
منجنیق یا فلاخن کہ ہندی مین اسے گوپھنی کہتے ہیں ۱۲
۱۵ دمساز ہمراز

بازنده کو یکایک آرزوے سفر دل مین پیدا ہوئی نوازنده سے کہا کہ ہم کب تک اس آشیانہ مین
رہا کرین اور محبوسون کے مانند ایک ہی کاشانے مین عمر عزیز کو بسر کرین اب دل چاہتا ہو کہ
چندے سیر اطراف جہان سے دل خوش کرین اور لذت سرود گرم زمانہ سے دل اور گوش اور
چشم کو آشنا بنائین فرمان عظیم الشان قل سیروا فی الارض کے کاربند ہون کہ سفر مین عجائب بسیار
دیکھنے مین آتے ہین اور فائدے بیشمار حاصل ہوتے ہین بزرگون نے کہا ہو السفر وسیلۃ الظفر تلوار
جب تک میان سے باہر نہین آتی ہو معرکۂ مردان مین سرخروئی نہین حاصل کرتی ہو اور قلم جب تک
کہ راہ رقم مین سر کو قدم بنا کر سیر نہین کرتا ہو نقش عبارت زیبا صفحۂ وجود پر ظہور نہین کرتا ہو آسمان
نے کہ ہمیشہ سفر اختیار کیا ہو اس سبب سے بالاتر اور مزین بستارہ ہاے گوناگون ہو اور زمین کہ
ہمیشہ پابند سکون ہو اسلیے پائمال عالم اور زبون ہو نظم بجرم خاک دیگردون نگاہ باید کرد + کہ این
کجاست ز آرام وآن کجا ز سفر + سفر مربی مردست و آستانۂ جاہ + سفر خزانۂ مال است و اوستاد
ہنر + درخت گر متحرک شدی ز جاے بجاے + نہ رنج ارہ کشیدے و نے جفاے تبر + نوازنده نے کہا
کہ اے یار ہمدم تو نے مشقت نہین کھینچی ہو اور کربت غربت نہین دیکھی اور یہ نکتہ کہ الفرقۃ حرقۃ تیرے
گوش جان تک نہین پہونچا ہو اور باد گرم تفرقہ تیرے گلشن دل مین وزان نہین ہوئی ہو سفر وہ
درخت ہو کہ سواے فراق اور میوہ نہین لاتا ہو اور غربت وہ ابر ہو کہ سواے باران
ذلت و ناکامی اور قطرہ نہین برساتا ہو بازنده نے کہا اگرچہ رنج غربت بلاے جان فرسا ہو
لاکن تفرج بلدان اور مشاہدۂ غرائب جہان کس طرح پر روح افزا ہو اور جبکہ طبیعت تکلیف
سفر سے آشنا ہو جاتی ہو تو پھر کبھی تکلیف سے متالم نہین ہوتی ہو بلکہ ملاحظۂ عجائب دیہات
و ولایات اور انہار و گلزار سے تفریح حاصل ہوتی ہو نوازنده نے کہا کہ اے رفیق تفرج
اطراف عالم اور تماشاے ریاض ارم یاران ہمدم اور دوستان محرم کے ساتھ خوش آتا ہو
بیت وہ ہم نہین جو کرین سیر بوستان تنہا + بہشت ہو تو نہ منہ کیجیے باغبان تنہا +
اور جس کا دل کہ آتش فراق یار و دیار سے برشتہ ہوا اُسے سیر شہر و ریاض بھلا مسرور

وخزان کیونکر کریںکے گی القصہ بعد رد وقدح بسیار اُن دو یار دمساز نے قطع کلام کیا ایک نے
دوسرے کو باصد حسرت ویاس وداع کیا اور بازندہ نے بجانب ہوا پرواز کی اور نوازندہ نے
بچشم گریان اور بادل بریان رخصت کرکے مراجعت کی اور غم جدائی وتنہائی پر کلبہ احزان مین
بیٹھ کے زار زار تمام روز وشب روتا رہا اور یہ شعر مؤلف کا تکرار کرتا رہا **شعر** آتش غم سے
مرا دل کیون نہو جلکر کباب ٭ ابر ہی بینا ہرے ہوا اور ساقی تو نہین ٭ اور کبھی یہ شعر مؤلف کا
پڑھتا تھا اور کہتا تھا کہ اے بازندہ **بیت** کوئی نہ اس طرح کسی بیگانے سے کرے ٭ تونے کیا
سلوک جو مجھ آشنا کے ساتھ ٭ اور بازندہ روے ہوا پر شوق تمام سے پروازکنان سیر کوہہاے
بلند اور بوستان فردوس مانند کی کرتا تھا اور خوش ہوتا تھا کہ ناگاہ ایک پہاڑ دیکھا کہ
بلندی مین فلک سے لاف برابری مارتا تھا اور عظمت تمام سے کرۂ زمین کو زیر دامن تودۂ
خاک سمجھتا تھا اُسکے زیر دامن ایک مرغزار تھا کہ سواد مینا رنگ اُسکا روضۂ مینو کے مانند
دلکشا اور اُسکی نسیم غالیہ بیز نافۂ مشک تتار سے زیادہ عطر ساتھی **مثنوی** صد ہزاران
گل شگفتہ در رو ٭ سبزہ بیدار آب خفتہ درو ٭ ہر گلی گونہ گونہ از رنگی ٭ بوے ہر گل
رسیدہ فرسنگے ٭ بازندہ کو وہ منزل خوش اور راحت دلکش پسند آئی اور دن بھی آخر
ہو چکا تھا قصد بسیرے کا کرکے وہین مقام کیا ہنوز رنج راہ سے آسودہ نہوا تھا اور
نفسے راحت وآسایش سے آرام نہ کیا تھا کہ بیک ناگاہ فرش سبک خیز باد نے سائبان ابر
کو فضاے ہوا مین ایستادہ کیا اور خروش رعد ونہیب برق سے جہان آرمیدہ درہم
اور برہم ہوا اور کثرت ہوا اور شدت تگرگ باری سے شور نشور برپا تھا لمؤلفہ **بیت**
خرمن مہ کو خطر تھا برق کے انداز سے ٭ گوش کر دبی ہوے گر رعد کی آواز سے ٭ بازندہ کو
اُسوقت ایسی جاے کہ تیر باران سحاب سے ایمن رہے نہ ملی اور ایسا گوشہ کہ صدمۂ بردو زمہریر
سے محفوظ رکھے میسر نہوا کبھی درختون کی شاخون کے تلے چھپتا تھا اور کبھی برگ درختان
کی پناہ لیتا تھا ہر دم آسیب ژالہ باری کا زیادہ ہوتا تھا اور ہر لحظہ نہیب

رعد وبرق روبہ ترقی کرتا جاتا تھا بازندہ نے جبکہ یہ حال دیکھا یہ اشعار مولف کہ اُسکے
حسب حال تھے پڑھنے شروع کیے ابیات فراق یار مین ست اگر میان کر ہم سے جا بدلی +
دل افسردہ کو ٹھنڈی ہوا سے مت جلا بدلی + ترے آنے سے دل پانی ہوا جاتا ہی فرقت مین +
خدا کے واسطے لے اپنے گھر کا راستا بدلی + فراق شمع دمین سر سے پا تک آبلہ ہون مین +
جلا مت مجکو جا بدلی ٹرلا مت مجکو جا بدلی + القصہ بازندہ ناکام نے بلاے بے ہنگام پر صبر کیا
اور گوشۂ آشیانہ اور مصاحبت یار فرزانہ کو ہر دم یاد کرتا تھا اور آہ سرد با ہزار حسرت و درد
کھینچتا تھا اور کہتا تھا بیت گر خبر ہوتی جدائی ہوتی ہی ایسا بلا + اُس پری سے ہم نہ سایے
کی طرح ہوتے جدا + جسوقت کہ خط صبح حاشیہ مشرق پر کھینچا گیا اور رقم ظلمت شب کو ورق
روزگار سے محو کیا اور فرمان آفتاب عالمتاب بشش دانگ عالم مین درخشان و ساحت زمین و
آسمان مین درخشان ہوا بیت جبکہ مشرق سے ظہور اپنا کیا خورشید نے + قاف سے تا قاف
روشن کردیا خورشید نے + القصہ دم صبح بازندہ نے پرواز کی مگر متردد تھا اور دل مین
کہتا تھا تو کیا سمجھکے پھر آیا اور کبھی کہتا تھا کہ شرم آتی ہی کہ لوگ کہینگے کہ کیا گیا تھا اور کیا سمجھکے پھر آیا
اور یار کہے گا کہ بس ایک ہی دن مین عافیت تنگ ہوئی اور محنت سفر نہ کھینچ سکا اور جانے کے وقت
کہنا میرا نہ مانا اس فکر و تردد مین اُڑتا تھا اور ہنوز قول فیصل نے درمیان اسکے اور متنبہ دل کے
قرار نہ پایا تھا کہ اِس اثنا مین ایک شاہین تیز بال سخت چنگال روے ہوا پر بلند ہوا کہ شعاع
آفتاب سے جلد تر صید پر جا پڑتا تھا اور تیر اندیشہ سے بھی سبقت کرکے ہدف شکار پر پہونچتا تھا
یک بیک ناگاہ نظر اُس شاہین شکار جو کی بازندہ پر پڑی اور بازندہ نے بھی دیکھا کہ موت
روے ملک الموت پر مجھے لے آئی بیچارے کبوتر کا دل مانند سیماب آتش رسیدہ کے تڑپنے لگا اور
جو قوت بدن مین تھی دفعۃً جاتی رہی لمولفہ بیت ہوا شہباز کی دہشت سے حال ابتر کبوتر کا +
ہوا پرواز سے معذور ہر شہپر کبوتر کا + القصہ شاہین بلند پرواز کبوتر مسکین دراز کو پہلی ہی حملے مین
لے گیا اور بازندہ نے جبکہ آپ کو گرفتار چنگل بلا دیکھا دل مین کہا کہ اگر ایکبار پروردگار اس بلا سے

نجات بخشے تو تمام عمر خیال سفر کو دل مین جگہ نہ دونگا بلکہ بقیۃ العمر گوشہ کاشانہ سے پانون نہ باہر نکالونگا اس عرصے مین شاہین چاہتا تھا کہ کھانا اُسکا شروع کرے کہ امداد غیبی سے ایک عقاب آہنی چنگال پیدا ہوا کہ شاہین اسکی تیزدستی کے آگے مگس کے مانند تھا اتفاقاً نظر اُسکی شاہین و کبوتر پر پڑی بس دیکھتے ہی حملہ آور ہوا ہرچند شاہین کو عقاب سے قوت مقابلہ کی نہ تھی لاکن عرق حمیت شاہین کی بھی جوش مین آئی اور عقاب اور شاہین مین مجادلہ شروع ہوا بیت مرغ با مرغ جنگ در پیوست ✤ اد با مین حیلہ از میانہ بر جست ✤ بازندہ نے فرصت پا کے ایک سوراخ مین کہ گنجشک ہزار مشکل سے گنجائش پاتی آپ کو پنہان کیا اور خوف جان سے یہان تک لاغر اور باریک بنگیا کہ اس سوراخ تنگ و تاریک مین در آیا اور تمام شب و روز پتھر کے نیچے بسر کیا جبکہ کبوتر سپید بال صبح نے آشیانۂ سپہر سے پر مارنا شروع کیا اور زاغ شب سیہ فام عنقا صفت نظر سے غائب ہوگیا بازندہ باوجود ہزار ناطاقتی کے اُڑا اور بحرارت تمام پروبال مارنا شروع کیا ترسان و ہراسان اور پس و پیش با ہزار جگر ریش نظر کنان اُڑا جاتا تھا ناگاہ ایک جگہ دیکھا کہ ایک کبوتر ہی کہ دانہ چند اُسکے آگے پڑے ہین اور بیٹھا ہی بازندہ بیچارہ کہ بھوکا اور پیاسا کئی دن کا تھا اپنا ہمجنس سمجھکر الجوع الجوع گویان اُسکے پاس جا بیٹھا ہنوز ایک دانہ نہ کھایا تھا کہ پانون اپنا بستہ بند دام دیکھا بیت دام شیطان است دنیا دانہ لذتہاے نفس ✤ مرغ دل را حرص دانہ زود در دام افگند ✤ اور مناسب اسکے شیخ ناسخ کہتے ہین بیت مرغ دانا پھنس گیا دانے کی خاطر جال مین جس طرح عاشق ہین عشق خال سے جنجال مین ✤ بازندہ نے اس کبوتر اسیر اولین سے شکایت آغاز کی کہ اے برادر ہمجنس یہ واقعہ مجھ سے بسبب جنسیت کے واقع ہوا کیون اس حالت سے تونے مجھے آگاہ نہ کیا اور شرط مروت کو کیون ترک کیا اگر شرط مہمانداری اور حسن اخوت بجا لاتا اور اندک بھی اسیری کا ایما فرماتا تو مین حذر کرتا اور زنہار اسیر بند بلا نہوتا کبوتر نے کہا کہ اے ناتجربہ کار اس گفتار بے سروپا سے درگذر کر کہ آگے قدر کے احتیاط اور حذر کام نہین آتا ہی اور بعد حکم قضا کے کوشش کچھ کام نہین کرتی ہی بیت چون تیر قضا از شست

تقدیر بجست + ہرگز نکند روسپر تدبیرش + بازندہ نے کہاکہ اے میزبان مہربان کچھ تدبیر فرماکر اس مضیق سے راہ مخلصی ہاتھ آئے اور طوق تیری منت کا تاحیات میری گردن مین رہے کبوتر نے کہا اے یار سلیم الطبع اگر مین حیلہ رہائی جانتا تو خود وابستہ دام آفات کیون رہتا اور اُس حال شکستہ بال سے کہ مشاہدہ کرتا ہے گنہگار دار اسیر قفس تزویر نہ رہتا اور بہت نزدیک ہے یہ حال شتر بچہ سے کہ بعد رہروی بسیار جبکہ تھک گیا تو رو رو کر اپنی مان سے کہا کہ مادر مہربان نفس چند توقف کر تاکہ دم راست کرلون اگرکچھ بھی ماندگی راہ کی برطرف ہوجائے تو آگے چلون مان نے جواب دیا کہ اے نادان بے بصیرت نہین دیکھتا ہے تو کہ مہار میری غیر کے ہاتھ مین ہے ع می برد ہر جاکہ خاطر خواہ اوست + اگر فی الجملہ بھی اختیار ہوتا تو لشت اپنی بار سے اور پاؤن تیرے رفتار سے بچا لیتی بازندہ نے جبکہ یہ سُنا نا اُمید ہوکر تڑپنے لگا اور جہد تمام سے ارادہ اُڑنے کا کیا ایک تو رشتہ حیات کا مستحکم تھا اور دوسرے ڈورے جال کے گھس گئے تھے تھوڑی سی قوت مین قادر توانا کے حکم سے ٹوٹ گئے اور اُسکی گردن بند دام سے چھوٹ گئی گرچہ کم طاقت اور نزار تھا لیکن بخوف جان پرواز کنان اور شکر گویان جانب کاشانہ روانہ ہوا اتفاقاً ایک دہ ویرانہ ملا اور شام بھی ہو چکی تھی ناچار ایک گوشۂ دیوار مین بیٹھا اور ایک کشتکار کہ قریب دیوار کے تھا اُس کا تماشا دیکھتا تھا ہرچند کہ صدمات گوناگون سے کوئی سیر اسے آسودہ نکرتی تھی مگر بچیا جان کا ہزار نعمت سے زیادہ تر سمجھتا تھا ہنوز رنج راہ برطرف نہوا تھا اور دم راست نہ کیا تھا کہ ایک دہقان بچہ کہ کشت کی نگہبانی کے واسطے اس دشت مین گشت کرتا تھا اُسکی نظر اس کبوتر پر پڑی کباب کی ہوس مین پانی مُنھ مین بھر آیا کمان گروہہ کہ جسے غلیل کہتے ہین غلہ اُس مین رکھ کے مارا بازندہ بیچارہ شعبدہ بازی چرخ سے غافل طرف کشت زار اور دشت کے مائل تھا کہ ناگاہ صدمہ غلے کا بازو پر پہنچا یہ بلا رسیدہ بھوکا پیاسا زار اور ناتوان آفت کا مارا اُسکے صدمے سے زیر دیوار ایک چاہ تھا اُس مین سرنگون گر پڑا دہقان بچہ نے

دیکھا کہ شام ہوگئی اور کبوتر بھی ہاتھ سے گیا بازندہ نیم جان کو اُسی چاہ تاریک بین چھوڑا
اور راہ اپنے گھر کی لی القصہ بازندہ دلخستہ اور بازو شکستہ نے شب اُسی درد و الم مین
بسر کی اور دل مین کہتا تھا کہ جو کوئی آرام عزلت پر شکر نہ کریگا اُسکا یہی حال ہوگا کہ جو
بلا آسمان سے نزول کریگی اُسی ناشکرا زیادہ طلب کا گھر ڈھونڈھے گی اسکے بعد دست دعا
اُٹھائے اور عرض کیا کہ یا خداوندا در توبہ گنہگارون کے واسطے کھلا ہی مین ناسپاسی نعمت
نہ کرونگا اور کنج عزلت اور دانہاے خشک کو لاکھ راحت و نعمت سے بہتر سمجھونگا یہ کہتا تھا
اور زار زار روتا تھا اور پیشانی اپنی سجدۂ نیاز مین گھستا تھا کہ ناگاہ سپیدۂ صبح کا اس تاریکی
مین گونہ جلوہ گر ہوا اور موذن نے صداے اللہ اکبر کی بلند کی بازندہ نے بسم اللہ کہ کے
جست کی اور لب چاہ تک پہونچا اور پھر پرواز کر کے اُفتان و خیزان نزدیک آشیانہ قدیم
کے بعد خرابی آپہونچا جب کہ نوازندہ نے آواز جناح یار سُنی آشیانے سے باہر اگر مُنھ پر مُنھ
دھر دیا اور شکر یہ پروردگار عالم ہزار زبان سے ادا کیا اور یہ شعر گویا کا پڑھا بیت
تھا مین مردہ تو جو آیا جان آئی جان مین * قم باذن اللہ شہپر کی صدا ہی کان مین جبکہ
دونون ہمکنار ہوے بازندہ کو نہایت لاغر و ناتوان پایا کہا اے یار دلنواز بیان فرما کہ
کیا حال گذرا اُسنے جواب دیا بیت ناسخ صدمۂ غم فرقت کا بیان ہو نہین سکتا *
جو داغ نہان ہی وہ عیان ہو نہین سکتا * جو کچھ کہ میرے سر پر گذرا بعد اطمینان کے
شرح اسکی بیان کرونگا کہ وہ قصہ پرہول اور حکایت جانکاہ ہی کہ زبان پر
لانے سے خون خشک ہوا جاتا ہی اور مختصر اُسکا یہ ہی کہ بے ضرورت شدید خدا سفر نصیب
نہ کرے مرگ اس سے بہتر ہی جب تک بازندہ زندہ ہی گوشۂ آشیانہ سے کبھی پانون باہر
و قدم بیرون ہرگز ہرگز نہ رکھے گا اور اس رنج و عنا کو زنہار گاہے اختیار نہ کریگا
غلام ناچیز یہ مثل اس لیے پیش نظر کرتا ہی کہ بادشاہ عالم پناہ ارادہ سیر و سفر کا
نہ کرین کہ فراق یار و دیار کا نتیجہ جز نالہ زار و دیدہ اشکبار کیا ہی دالتسلیم نے کہا کہ اے

وزیر ناصح اگرچہ مضرت سفر کی بہت ہی لیکن حصول فوائد اُس سے بھی زیادہ ہین ع عیب
می جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو ✤ اول یہ کہ جو کوئی غربت کی محنت مین پڑتا ہی مودب اور مہذب
ہو جاتا ہی اور دوسرے وہ تجربے کہ تمام عمر کے واسطے مفید ہون حاصل ہوتے ہین اور
اکثر ترقی مراتب سفر مین میسر ہوتی ہی خواہ بطور صوری ہو خواہ بطرز معنوی کیا نہین
دیکھا ہی تو نے کہ پیادہ شطرنج کا سفر سات منزل کا کرکے شطرنج سے نکل کے وزیر ہو جاتا
ہی اور ماہ چودہ دن کا سفر اختیار کرکے رتبہ ہلالیت سے درجہ بدریت کو پہونچتا ہی اور
جو کہ اپنے مسکن اور محنت آباد وطن سے قدم باہر نہ رکھیگا عجائب بلاد کے مشاہدہ سے محروم
اور اکابر عباد کی ملازمت سے بے بہرہ رہیگا باز سیر و شکار کے سبب بادشاہون کے ہاتھ پر
بیٹھا اور چغد روپوشی اور گوشہ گزینی کے باعث سے ویرانے مین خوار اور ذلیل رہتا ہی
لمؤلفہ **بیت** چاہیے سیر و سفر عاقل کو مثل آفتاب ✤ جو کہ گوشے مین رہیگا چغد سان ہوگا
خراب ✤ اور ایک درویش سیاح اپنے مریدون کو اس رباعی کے مضمون پر تحریص کرتا تھا
رباعی انسان کو چاہیے کرے سیر و سفر ✤ ہی سیر و سفر مین پایۂ علم و ہنر ✤ نکلے نہ اگر گنج لحد
سے باہر ✤ دریا مین محال ہی کہ ہو قدر گہر ✤ اگر وہ باز شکاری زغن کے بچون کے ساتھ پڑا
ہوتا اور ہم صحبت اُنکا مدت العمر رہتا اور ہوائے سفر مین پرواز نہ کرتا تو کبھی بادشاہ
کی تربیت سے مشرف نہوتا وزیر نے عرض کیا کہ صورت باز کے قصے کی کس طرح ہی **حکایت باز**
رائے دابشلیم نے کہا سُنا ہی کہ ایک باز کے جوڑے نے قلعہ کوہ بلند پر آشیانہ بنایا تھا اور
فراغ سے اُس نشیمن مین تھے اور دیدار سے ایک دوسرے کے مسرور و خرم تھے ایک مدت کے
بعد خالق نے ایک بچہ خوب اور محبوب اُنھین عنایت کیا طعمے کے واسطے اکثر جاتے تھے اور
طعمہ گوناگون لاکر کھلاتے تھے تا اعضا اُسکے جلد تربیت پائین کہ اندک عرصے مین حد رشد
کو پہونچے ایکدن دونون کو تھوڑی تاخیر واقع ہوئی اس باز بچے کو غلبۂ اشتہا حرکت مین لایا ہر
طرف قصد حرکت اور ہر دم تلاش طعمہ مین جنبش کرتا تھا ایک بار آشیانے سے جست کرکے نشیب

کوہ مین گرا قضارا اس وقت ایک زغن یعنی چیل اپنے بچون کے واسطے طعمے کی تلاش مین آشیانہ سے نکلکر کوہ مین انتظار مین شکار کے بیٹھی تھی کہ ناگاہ نگاہ اُسکی اُس باز کے بچے پر پڑی سمجھی کہ یہ موش ہی ہنوز باز بچہ زمین تک نہ پہونچا تھا کہ جھپٹ کرکے اور پنجے مین پکڑ کے اپنے آشیانے کو لے گئی جب خوب نظر کی دیکھا کہ یہ موش نہین ہی بلکہ ہمجنس اپنا ہی جنسیت کی محبت نے زور کیا اور یہ سمجھی کہ اللہ تعالی نے اسکی پرورش میرے ذمہ لازم کی ہی بہتر یہ ہی کہ اپنے بچون سے بھی اسکی زیادہ پرورش کرون پس اُسی دم وہ زغن اسکی پرورش مین مشغول ہوئی بلکہ زیادہ تر اپنے بچون سے اُس پر شفقت کرتی تھی تا زمانہ کہ باز بچہ جوان ہوا اور اُسکے جوہر ذاتی نشو و نما مین آئے بموجب حدیث شریف کل شئی یرجع الی اصلہ حوصلہ باز بچہ زغن کی صحبت مین تنگی کرنے لگا اگرچہ اس سے غافل تھا کہ مین باز کا بچہ ہون تاہم ہمت اسکی راتدن اسپر مصروف تھی کہ کچھ کار مردانہ ایسا نمایان کرون کہ اس جیفہ خوری سے کنارے پر رہون کبھی خیال کرتا تھا کہ مین اگر بچہ زغن نہین ہون تو اُسکے آشیانہ مین کیون پیدا ہوا ہون اور اگر زغن بچہ ہون تو دست و باز و اور رنگ ڈھنگ میرا بھائیون سے کیون جدا ہی یہ سوچتا اور یہ رباعی زبان پر لاتا تھا رُباعی نے داخل این دائرہ دارم خود را ٭ نے خارج ازین جمع شمارم خود را ٭ آن بہ کہ ازین نیستی و ہستی خویش ٭ خوش بگذرم و باز گزارم خود را ٭ ایک دن زغن نے اُسکے بشرے سے پہچانکر کہا اے فرزند مین تجھے چندروز سے ملول پاتی ہون پس سبب تیرے ملال کا کیا ہی جو رنج کہ تیرے خاطر نازک مین پیدا ہوا ہی لازم ہی کہ مجھسے مشرو حاً بیان کر تا مین چارہ جوئی اُسکی کرون کہ رنج تیرا مجھے سوہان روح ہوتا ہی باز بچہ نے کہا کہ اے مادر مہربان مین تو حیران ہون اور سبب اپنے ملال کا مفصل نہین جانتا ہون مگر بلا شک ملول رہتا ہون

بیت پوچھ اے ہمدم نہ تو میری اُداسی کا سبب ٭ اب جو مین دن رات حیران ہون ہوا ہی کیا مجھے ٭ اب مصلحت میرے دفع ملال کی اسی مین ہی کہ شرف رخصت مجھے عنایت کر کہ چندے سیر اطراف جہان کرون شاید برکت حرکت سے غبار غم میرے آئینۂ خاطر سے دور ہو کہ جب طبیعت عجائب سیر و شکار سے آشنا ہو تو یقین ہی کہ صورت خوشی کی بھی آئینہ سینہ مین جلوہ نما ہو زغن نے

جبکہ لفظ فراق زبان سے باز بچہ کے سُنا کثرت محبت سے کہ پرورش کے سبب زغن کے دل مین
سمائی تھی نہایت بیقرار ہوئی اور کہا کہ اے فرزند یہ کیا اندیشہ نامناسب ہی کرتا ہی اور یہ کیا
خیال باطل ہی کہ جسے دل مین جگہ دیتا ہی سفر دریا ہی عالم آزار اور اژدہا ہی آدم خوار بغور دیکھ
صورت سفر و سقر مین بجز ایک نقطہ کے کوئی فرق نہین ہی **بیت** سقر اہل این جہان سفر است
زان سبب صورت سفر سقر است * بیشتر لوگ کہ سفر اختیار کرتے ہین وجہ اُسکی دو امر سے
خالی نہین ہوتی ہی یا تنگی معاش و یا سبب لحوق حوادث کے سوا سفر کے صورت مفر نہین ہوتی
ہی سو خدا کے فضل سے اُن دونون سے تو محفوظ ہی منت خدای را کہ توشۂ فراغت اور گوشۂ
راحت موجود ہی اور اپنے سب امثال پر سرفرازی رکھتا ہی پھر با این ہمہ حصول دولت
رنج سفر اختیار کرنا اور اقامت کو عمداً ترک کرنا طریق خردمندی سے فرسنگون دور ہی **بیت**
جو سفر کا قصد کرتے ہین وطن کو چھوڑ کر * پھنستے ہین دام بلا مین وہ چمن کو چھوڑ کر * باز بچہ نے
کہا جو کچھ فرمایا تو نے یہ سب مہربانی اور شفقت سے ہی لیکن جب خوب فکر کرتا ہون تو گوشہ اور
توشہ ہرگز اپنے فراخور حال نہین پاتا ہون اور جو کچھ کہ میرے دل مین گذرتا ہی زبان پر
نہین لاتا ہون زغن نے جانا کہ ہر شی اپنی اصل کی طرف رجوع کرتی ہی یہ اُسی کا ظہور ہی یہ تحریک
کبھی اُسکے روکے سے نہ رُکے گی لاکن بطور تجاہل عارفانہ زغن نے کہا کہ مین جو کچھ کہتی ہون
قناعت ہی اور جو تو نے ارادہ کیا ہی وہ مرتبہ حرص کا ہی اور حریص ہمیشہ محروم رہتا ہی اور قانع
مُنھ بہرہ مندی کا دیکھتا ہی اور تو اے فرزند شکر نعمت اور قدر دولت پر قناعت نہین کرتا ہی
ڈرتی ہون کہ تجھے وہ ایذا نہ پہونچے جو اُس گربہ حریص کو پہونچا باز نے کہا کہ قصہ گربہ حریص کا
کیا ہی **حکایت** زغن نے کہا ملک ختا مین ایک پیرزال تھی نہایت کہن سال اور مفلس
اور ضعیف الحال ایک گھر رکھتی تھی کہ تنگ تر تھا جاہلون کے سینے سے اور تیرہ تھا بخیلون کی
گور سے بڑھیا نے ایک بلّی پالی تھی لاکن تہیدستی سے خبرگیری اُسکے طعمے کی اقرار واقعی نکر سکتی تھی
جو کچھ کہ اُسے میسر ہوتا تھا بقدر حصہ اُسکو دیتی تھی اور بلّی بھی پیرزال کی مصاحبت مین اسی حال سے

حکایت گربہ حریص و پیرزال

بسر کرتی تھی باوجودیکہ روے نان چشم خیال سے بھی نہ دیکھی تھی بلکہ نام نان بھی گوش توہم سے کسی کی
زبان سے نہ سُنا تھا اگر موش سوراخ سے نکلکر نزدیک اُسکے گذرتا تھا دونون پنجون مین اُسے لے لیتی
تھی والا طاقت جست کی بھی نہ رکھتی تھی لیکن ع رزق را روزی رسان پرمید ہد ❊ بقدر بقاے حیات
کے ہفتے مین دو ایکبار پروردگار ایسا شکار نصیب اُس گربۂ ناتوان زار کے کر دیتا تھا کہ مرتی نہ تھی القصہ
ایک دن یہ گربہ نرحمت تمام بالاے بام چڑھی دیکھتی کیا ہو کہ دیوار ہمسایہ پر ایک گربۂ فربہ مانند بچۂ
شیر کمال قوت وطاقت سے آہستہ آہستہ قدم اُٹھاتی آتی ہو گربہ پیرزن لاغری اپنی اور فربہی اُسکی
دیکھکر متحیر ہوئی یہ جانتی تھی کہ سب بلیان میرے ہی مانند ہوتی ہین پکاری کہ اے خواہر ہم جنس اس
طاقت ولطافت کا کیا سبب ہو کیا تو خان ختا کی مہمان ہی وہ یا باعث طاقت ولطافت کا کوئی اور
چیز ہوئی گربہ ہمسایہ نے جواب دیا کہ مین شام وپگاہ بارگاہ سلطان مین حاضر رہتی ہون جبکہ دسترخوان
بچھایا جاتا ہی تو جرائت کرکے بیک حملہ پارہ گوشت چرب فربہ ونان مائدۂ لے بھاگتی ہون اور اُسے کھاکر اُنھپہر
مرفہ الحال رہتی ہون گربہ پیرزال نے کہا کہ گوشت فربہ کسے کہتے ہین اور نان مائدہ کسکا نام ہی مین نے
مدت العمر مین سواے دال اور یا شوربا ے پیرزال دیا گاہ گاہ گوشت موش نام تیسری چیز کا نہین
سُنا ہی خدا جانے تو سچ کہتی ہو یا مضحکہ کرتی ہی گربہ ہمسایہ ہنسی اور کہا کہ تجھے عنکبوت بلکہ تار عنکبوت
کہا چاہیے جس ہیئت وشکل سے کہ تو ہی ہمارے جنس کے واسطے ننگ ہی لمولفہ بیت گرچہ تو بلی ہی
ملا ہی نہین پر تجھکو قوت ❊ اسلیے ہین دست وپا تیرے بشکل عنکبوت ❊ اگر تو بارگاہ سلطان اور اُسکا
دسترخوان دیکھے اور لذیذ نعمتون کی خوشبو تیرے دماغ کثیف تک پہونچے تو غالب ہو کہ بحکم تحیی العظام
وہی رمیم پردۂ غیب سے حیات تازہ ولطافت بے اندازہ تیرے نصیب ہو جاے بیت ناسخ
بوے طعام خوش دم عیلے سے کم نہین ❊ آئیگی جان جان مین گو دم مین دم نہین ❊ بڑھیا کی بلی نے کہا اے
خواہر مہربان میرا بھی تجھپر حق ہمسائگی اور ہم جنسی ہی اگر شرط مروت بجا لائے تو منت کرم داشتن ہی کہ مجھے
اپنے ساتھ خوان سلطان پر لیچل شاید کہ بدولت تیرے مین بھی توانا ہو جاؤن اور تیری صحبت کی برکت سے
حیات دوبارہ پاؤن گربہ ہمسایہ نے جبکہ منتین اُسکی سُنین رحم کھایا اور وعدہ کیا کہ تیرے بغیر آج

خوان سلطان پر حاضر ہونگی گربہ پیرزن اس وعدہ سے خرسند ہوئی اور یہ ماجرا پیرزن سے
بیان کیا پیرزن نے نصیحت کی کہ اے رفیق دمساز اہل دنیا کی باتون پر فریفتہ ہوکر گوشۂ قناعت
کو ہاتھ سے نہ چھوڑ کہ کاسہ حرص کا سواے خاک گور کسی چیز سے بھرتا نہین اور دیدۂ آرزو
سواے رشتہ سوزنِ فنا سیا نہین جاتا بیت قناعت توانگر کند مرد را ✣ خبر دہ حریص جہانگرد را ✣
فرد خداراندانست و طاعت نکرد ✣ کہ بربخت روزی قناعت نکرد ✣ دل مین گربہ کے خوان
بادشاہ کی ہوس ایسی سمائی تھی کہ پند پیرزال کو کچھ بھی مال نہ سمجھی القصہ دوسری شب ہمسایہ
کی بلی کے ساتھ اُفتان وخیزان سلطان ختا کی بارگاہ تک پہونچی اس سے پہلے کہ گربۂ پیرزال
پہونچے اُسکی سُستی طالع نے ایک بلاے چست کو برپا کیا تھا یعنی شب گذشتہ بلیون نے خوان
سلطان پر ازبس ہجوم کرکے یہان تک شور وغوغا برپا کیا تھا کہ مہمان اور میزبان دونون
تنگ آئے تھے اِس لیے خان ختا نے بتاکید حکم دیا کہ پیش ازین کہ دستر خوان بچھایا جاے
تیر انداز کمان سمیت جمع ہون اور سوفار تیر دن سے چلون مین وکیر کمینگاہ مین منتظر رہین جبکہ کوئی
گربہ نظر آئے پیکار زنبور نیش سے جگر اُسکا ریش کرین گربہ پیرزال بیخبر اس حال سے جبکہ بوے
طعام اُسکے دماغ ناکام مین پہونچی بے اختیار رگس وار دستر خوان پر گر پڑی ہنوز میزان
اشتہا اُسکا لقمہ گران سنگ طعام سے ہموزن نہ ہوا تھا کہ تیر جگر دوز اُسکے دونون پہلوؤن سے
گذر گیا نظم چکان خونش از استخوان میدوید ✣ ہمیگفت واز ہول جان میدوید ✣ کہ گر رستم از دست
این تیرزن ✣ من و موش و ویرانۂ پیرزن ✣ اور یہ مثل مین نے اسلیے بیان کی ہے کہ تو میرے گوشۂ آشیانہ کو
غنیمت سمجھے اور قدر اس طعمے کی کہ بے زحمت تجھے پہونچتا ہے پہچان اور زیادہ طلبی نفس حریص کی
نکر و جانے کہ پیش از وقت و بیش از قسمت حاصل نہین ہوتا ہے اور مرتبہ قناعت کہ نیر جمع اور سراسر
رحمت ہے ہاتھ سے کیون کھوتا ہے اور پھر افسوس کام نہ آئیگا باز نے کہا کہ جو کچھ فرمایا تو نے لازمۂ
شفقت والدین یہی ہے لیکن خیال فرما کہ اگر کوئی عجوزہ کے مانند ہر رطب یا یابس پر قناعت کرے
تو اولوا العزمی اور بلند حوصلگی جہان سے اُٹھ جائے اور جو کوئی کہ فقط اکل و شرب پر مثل بہائم

قناعت کرتا ہی کبھی عالی ہمتون کے شمار مین نہین آتا ہی اور جو کوئی چاہے کہ سر پر بزرگی پر بیٹھے
اور تاج سرفرازی سر پہ رکھے کمر ہمت چست باندھے اور کارہاے خسیس پر ہمت مصروف نہ کرے
مثنوی ناسخ جسنے پائی راہ ہمت والا ٭ اُسکی منزل ہی عالم بالا ٭ کرگس چرخ جیفہ خوار نہین ٭ کرگسان
زمین کو عار نہین ٭ مرغ زرین چرخ کی ہی خوراک ٭ دانہ ہاے کواکب افلاک ٭ زغن نے کہا یہ
خیال محال تیرے دماغ پر کثرت پندار سے مستولی ہوا ہی اور یہ دیگ سوداے بیحاصل مخالفت
نفس امارہ سے تیرے دیگدان سینے مین جوش مارتی ہی اور اسباب بلند پروازی کا ظاہرا ایک بھی
تیرے واسطے مہیا نہین ہی غالب ہی کہ نتیجہ اس ناشدہ کا جسکو شدہ شدہ سمجھتا ہی بجز ندامت
اور کچھ حاصل نہو بموجب بیت تکیہ بر جاے بزرگان نتوان زد بگزاف ٭ مگر اسباب بزرگی ہمہ آمادہ کنی
باز بچہ نے کہا کہ قوت میرے چنگال کی حصول دولت کے لیے خوب سامان ہی اور تیزی میری
منقار کی مراتب رفعت کے واسطے بہتر وسیلہ ہی مگر حکایت اُس شمشیر زن کی نہین سُنی ہی تو نے
کہ وہ حوصلۂ بادشاہی کا دماغ مین رکھتا تھا آخر کار دست و بازوے دلاوری سے شاہد ہمت
اُسکا تخت مراد پر پہونچا زغن نے کہا کہ یہ ماجرا کس طرح تھا حکایت باز نے کہا کہ ایام ماضی مین
ایک موکاسب تھا کہ کثرت عیال سے بہت درماندہ رہتا تھا نہایت تہیدستی سے کبھی حرف آسایش کا
ورق نشاط سے نہ پڑھتا تھا اور فائدہ مزدوری کا اسقدر نہ تھا کہ سواے خرچ روزمرہ کے کچھ
پس انداز ہوتا اسلیے تنگ رہتا تھا آخر کار عنایت پروردگار سے اُسکے ایک بیٹا پیدا ہوا کہ آثار
دولت و اقبال اُسکی پیشانی پر تابان اور اطوار سعادت و حشمت چہرۂ پرنور پر نمایان تھے بیت
کوکب نور آسمان جلال ٭ گل شاداب گلشن اقبال ٭ اور اُسکے قدم کی سعادت سے اُسکی معاش
مین برکت ہونے لگی یعنی فائدہ حرفت کا دوچند سہ چند ہونے لگا والدین اُس اقبال نشان کی
پرورش مین دل و جان سے مصروف رہتے تھے اور جبکہ وہ باسعادت ایام تربیت کو پہونچا کھیل
اُسکا سواے سپر و شمشیر کے دوسرا نہ تھا اور جبکہ اُسے مکتب مین بٹھایا اوّل حرف کہ اُس لڑکے
کی زبان پر جاری ہوا تیر و کمان بجاے الف بے تھا ہر چند کشان کشان مکتب کو لیجاتے

تھے اور سوال تعلیم خطی سے کرتے تھے یہ جواب نیزہ خطی سے دیتا تھا اور جبکہ کوئی اُسے
پڑھاتا تھا یہ خطوط کتابت کو خطوط شمشیر تصور کرکے اُس سے مضمون جہانگیری کا نکالتا تھا
اور جبکہ ترغیب نقش و نگار نظم و نثر سے دیتے تھے یہ نقش سپر سے مطلب سرفرازی مشاہدہ
کرتا تھا باپ اُسکا اسکے حالات دیکھکر متحیر ہوتا تھا جبکہ شدہ شدہ سرحد بلوغ کو پہونچا
باپ نے کہا کہ ای فرزند ارجمند چاہتا ہون کہ جو بہتری عالم کی ہی تیرے لیے ہوا ور ضرر ظاہر و
باطن کا تجھے نہ پہونچے اب مصلحت یہ ہی کہ مین نکاح تیرا ایک مخدوم و ہمقوم سے کہ خصائل کریمہ
سے متصف ہو کردون مبادا تو مہلکہ شہوت مین گرفتار ہو پس حصار استوار اس بلا کے دفع
کا مِن تزوج فقد احسن نصف دینہ سے بہتر نہین اور مین نے اسقدر سامان بھی مہیا کر رکھا ہی
کہ ہمارے کفو کے واسطے کفایت کرے اب اسبات مین تیری کیا مصلحت ہی بیٹے نے کہا کہ ای پدر
شفیق مین نے سامان اس سے بہتر اپنی شادی کا تجویز کر رکھا ہی آپ کو تکلیف اسکی ندونگا اور امداد
تم سے اسکی غیر ممکن ہی باپ نے کہا کہ ای بابا مجھے تیری قدرت کا حال بخوبی معلوم ہی اور وہ عروس کہ
جسکی خواستگاری تو نے کر رکھی ہی کس جگہ اور کس خاندان سے ہی لڑکا گھر جا کر ایک شمشیر کہ جو بردیون
کی تیغ ابرو سے خونریزی مین ہزار درجہ زیادہ تھی لا یا اور کہا کہ ای پدر بزرگوار مین نے عروس مملکت
کی خواستگاری کی ہی کہ مخدرۂ سلطنت کو اپنے عقد مین لاؤن اور مہر اسکا یہ شمشیر تیز اور نیزہ
اور خنجر خونریز ہی **بیت** عروس ملک کسے در بغل بگیرد تنگ ٭ کہ بوسہ برلب شمشیر آبدار زند ٭
مناسب اس شعر کے ناسخ اُستاد نے کہا **اشعار** ہاتھ گرچسپت ہی سپاہی کا ٭ زیر پا ہی سریر شاہی کا
روز میدان جو سر کرے نہ عزیز ٭ وہی شایان ہی کج کلاہی کا ٭ ای پدر بزرگوار مغلوب شہوت
ہونا کام بہائم کا ہی اور جسنے کہ عروس سلطنت کو پسند کیا ہی وہ نظر کسی رذیل پر کب کرتا ہی **بیت**
با بخت نیک ہیچ کسی راستیز نیست ٭ مہر عروس ملک بجز تیغ تیز نیست ٭ جو کہ ہمت جبلی اس
فقر واری کی حصول دولت سلطنت پر مصروف تھی بموجب مثل کے کسنے ڈھونڈھا کہ نپایا آخر
اُسکی تیغ عالمگیر نے اکثر اقالیم کو مسخر کیا اور انجام کار مراد دلخواہ کو پہونچا باز بچے نے

کہاے مثل اس لیے سنائی گئی ہی کہ جو اسباب دولت کہ میری مقتضاے ہمت کے ہین مہیا رکھتا
ہون اور توفیق یزدانی نے کہ دروازہ سعادتمندی کا میرے آئینہ دل پر کھولا ہی تو امید
غالب پروردگار عالم سے رکھتا ہون کہ روے مطلوب جلد مشاہدہ کرون اور دست مراد
گردن مقصود مین ڈالون اور سن اے مادر مہربان افسون و افسانہ کسی کا میرے سوداے
پختہ پر کارگر نہ ہوگا اور اس خیال فرخندہ فال سے زنہار نہ پھرونگا لمولفہ **بیت** اوکھلی
مین سر دیا دھمکون سے کب ڈرتے ہین ہم ٭ عشق اوس پردہ نشین کا آشکارا چاہیے ٭ زغن
نے جانا مرغ عالی ہمت رشتۂ فریب سے باندھا نہ جائیگا بناچاری اجازت سفر کی دی اور
سنگ مہاجرت سینہ ریش پر گوارا کیا باز بچہ نے الوداع کہی اور آشیانہ سے پرواز کرکے روباوج
سعادت کیا اور قریب شام ایک درخت بلند کہ قلۂ کوہ پر تھا اوسپر بسیرا لیا اوسوقت سایہ ڈھلا
ہوا اور عجب بہار سبزہ زار کی تھی ہر طرف باز نگران تھا ناگاہ دیکھا کہ کبک دری بہزار جلوہ گری
قہقہے کرتا ہی اور نعرہ نغمہ سرائی کا اطراف کوہ مین پیچیدہ ہی باز اوسوقت ہر چند کوفتگی راہ اور
شدت اشتہا سے سست و نزار تھا تو بھی ایک حملہ مین کبک کو پنجے مین پکڑکر اوسی درخت پر
لے گیا اور گوشت سینے کا خوب سیر ہوکر کھایا تمام عمر آشیانۂ زغن مین سواے جیفۂ مردار کے اور
شی سے زبان اوسکی آشنا نہوئی تھی کبک کے سینے کا گوشت کھانے سے اور خون تازہ کے ذائقے
سے عجب طرح کی کیفیت حاصل ہوئی قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جاوے کہ وہ لذت نہ تھی گویا
شربت حیات تھا اور دل مین کہتا تھا کہ اول منزل مین فائدۂ سفر کے ہوے کہ محتاجان
دنی اور کم ہمت سے رہائی پائی اور غذا نا ملائم کے عوض طعمہاے خوشبودار اور مقبول طبع
حاصل ہوے اور آشیانہ تیرہ و تار سے نکل کے درخت بلند اور منزل عالی پر جگہ پائی اسکے بعد دیکھنا
چاہیے کہ پردۂ غیب سے کیا لطیفہ پیش آئے اسی طرح باز چندروز شکار کبک دری اور دراج کا
کرتا رہا اور اوس درخت پر خوش گذران کرتا رہا ایک روز باز اوسی درخت پر بیٹھا تھا کیا دیکھتا ہی
کہ غول سوارون اور پیادون کے دامن کوہ مین صف باندھے ہوے چلے آتے تھے اور صدہا جرگے

اور باز وشاہین شکاری ہاتھون پر لیے ہوے تلاش شکار مین چارسو نظر کر رہے ہین
اور وہ بادشاہ اُسی ولایت کا تھا کہ شکار کے واسطے دامن کوہ مین آیا تھا اس حال مین
وہ باز کہ بادشاہ کے ہاتھ پر بیٹھا تھا ایک صید پر چھوٹنا چاہتا تھا کہ اُسے صید کرے یہ باز بلند
ہمت اپنی جگہ سے حملہ آور ہوکر اُس شکار کو بادشاہ کے باز سے پہلے صید کرے گیا بادشاہ نے
جبکہ تیز پروازی اس باز سبک پرواز کی دیکھی عاشق ہوگیا اور دام وارون کو حکم گرفتاری
دیا دام وارون نے چند روز کوشش کرکے پھندا اُسکی گردن مین مارا اور بادشاہ کی خدمت
مین حاضر کیا بادشاہ نے حکم تیاری کا دیا تھوڑے دنون مین بازدارون نے تیار کرکے حاضر
کیا جبکہ بادشاہ نے اُسکی بلند پروازی اور سبک تازی دیکھی نہایت خرسند ہوا بالآخر ہمت بلند
کے وسیلے سے حضیض نکبت سے نکل کر اوج عزت کو پہونچا یعنی منزل اُسکی بادشاہ کے ہاتھ
پر مقرر ہوئی سفر کی بدولت صحبت زاغ وزغن سے چھٹ کے شرف صحبت بادشاہ حاصل ہوا
غرض اس بیان سے یہ ہی تا فائدہ سفر کا معلوم ہو **قطعہ** بہار دل سفر باشد کہ از وے * خلائق را
گل مقصود بشگفت * سفر کن تا مراد خویش یابی * کہ فامشوا فی مناکبہا خدا گفت * جبکہ
حکایت دابشلیم نے تمام کی وزیر ثانی نے بعد دعاے خسروانہ عرض کیا کہ جو بادشاہ ظل اللہ
نے فائدے سفر کے بیان فرمائے اسمین کسی طرح کا شک نہین ہی لاکن غلامون کے دل مین گذرتا
ہی کہ بادشاہ عالم پناہ کی ذات ملکی صفات کہ راحت سب عالم کی ہی اُسکو روضہ جان فزاے
عشرت سے دور ڈالنا اور بادیہ رنج ومحنت کو اختیار کرنا حکمت کے خلاف ہی دابشلیم نے کہا کہ
مشقت کرنا کام مردون کا ہی جبتک بادشاہ اذیت نفس کی گوارا نکرے گا ضعفا سایہ گلستان
راحت مین کبھی آرام نہ پائینگے اور جو بادشاہ خوکردہ راحت وآرام ہو یقین جانو کہ کام
رعیت کا تمام ہوا رباعی ناسخ ہوتا ہی جو بادشاہ آرام طلب * رہتا ہی ہمیشہ
مائل عیش وطرب * ملک اُسکا خراب سلطنت بھی ہی تباہ * افواج رعایا مین گرفتار تعب *
سُن اے وزیر کہ بندگان خدا دو قسم پر ہین ایک کہ اُنکا حصہ فرمان روائی ہوا ہی

اُن کو سوائے محنت اور خلق خدا کی فکر کے آرام کرنا حرام ہی اور ایک رعیت ہی کہ نصیبہ اُسکو
فرمانبرداری اور راحت و آرام بخشتا ہی کہ دعائے منعم وظیفہ اپنا کرین اور استراحت و
آرام کے ساتھ کسب اور حرفت کرتے رہین اور یہ دونون جمع نہین ہوتے ہین یا آرام
اختیار کر کے رعیت بنے یا محنت و مشقت شعار کر کے سلطنت و فرمانروائی کرے قطعہ
آنکہ او پا بر سر ناز و تنعم میزند + روزگارش در جہان سر دار و سروری میکند + بادشاہے
در چمن دادند گل را زانکہ گل + با وجود نازکی از خار بستر میکند + حکیمون نے کہا ہی جد و جہد کرنا
طالب کو سرِ حد منزل رسا تک پہونچاتا ہی اور میان مجاہدہ کو قدم وفا سے قطع کرنا جمال مطلوب کو
مشاہدے مین لاتا ہی رباعی رغبت ہو بہت جسکو تن آسانی سے + کچھ کام نہین ہی اُسے
سلطانی سے + سمجھے جو کوئی بستر گل کو پر خار + پائے وہ ثمر نخل جہانبانی سے + جس نے کہ
علم محنت بلند کیا آخر تاج دولت سے ارجمند ہوا جیسا کہ وہ پلنگ بچہ فرح افزائی کی
آرزو رکھتا تھا آخر کار جانفشانی اور مشقت کی برکت سے درازدستی اسکی دامن مطلوب
تک پہونچی وزیر نے عرض کیا یہ قصہ کس طرح پر تھا حکایت رائے دابشلیم نے کہا کہ حوالی بصرہ
مین ایک جزیرہ تھا نہایت خوش ہوا انیس لطافت سے چشمہائے آب زلال ہر طرف روان
اور نسیم روح افزا ہر گوشے مین نہایت اعتدال سے دوان تھی اِس نزہت سے اُسکو
بیشۂ فرحت افزا کہتے تھے کہ ایک پلنگ اس بیشے کا حاکم تھا اور ایسا قوت و دلاوری
مین یکتائے روزگار تھا کہ شیران شرزہ کام نام اُس ناکام کا اُسکے خوف سے نہ لیتے تھے
مدت دراز اس بیشے مین داد آرام دیتا رہا اور ناکامی کی صورت کبھی حاشیہ خیال پر
نہ گذری اور اسکا ایک بچہ تھا نہایت خوبصورت اور خوش سیرت ہموار اسکے دیدار سے
مسرور ہوتا تھا اور یہ کہتا تھا کہ اگر یہ بچہ ایک سال کا ہو کے اپنے ناخن اور دانت اکبار
بھی ہژبرون کے خون سے سرخ کرے تو ریاست اس بیشے کی اسکے قبضہ اختیار مین دیکر
بقیۃ العمر گوشۂ قناعت اور یاد رب العزت مین بسر کرون ہنوز نہال اسکا شگوفہ مراد نہ لایا تھا

که باغ حیات اسکا لشکر اجل نے لوٹ لیا مصرعه ای بسا آرزو که خاک شده ٭ یعنی جبکه وه
پلنگ شیر اجل کے پنجه مین گرفتار هوا اس نواح کے درندے که آرزو اس بیشه کی بیشتر رکھتے
تھے ایک بار سب حمله آور هوے پلنگ بچه نے دیکھا که مین مرد میدان ان سب کا نهو سکونگا
جلاوطنی اختیار کیا اور باهم درندون مین نزع عظیم واقع هوئی ایک شیر خونریز شور انگیز
سب پر غالب آیا اور اُس بیشے کو اپنے قبضه تصرف مین لایا پلنگ بچه چند روز آواره و
سرگردان دشت و بیابان مین پھرتا رها بعد عرصے کے ایک بیشه پر سباع مین وارد هوا
اور اپنی سرگذشت سے انھین مطلع کر کے امداد چاهی انھون نے اُس شیر ژیان کا حال
اُسکے اعانت سے انکار کیا اور کها که ای نادان تیری کوه منزل اب اس شیر غران کے تصرف
مین هو کر جسکے سبب سے هوا مین پرندے پرواز نهین کر سکتے هین اور پیل مست اُسکی وهشت سے
اس صحرا کے حوالی مین قدم نهین رکھ سکتے مین هم ناتوان کو اُسکے چنگال سے قوت برابری اور
دندان تیز سے طاقت مقابله کی کب هی مگر ایک راه صواب هم تجھے بتائین که تو رجوع اُسکی درگاه
مین لا اور جان و دل سے کمر خدمتگذاری کی محکم باندھکر شبانه روز اسکی رضاجوئی مین مصروف
رها کر یقین هی که شیر جوانمردی کو کام فرمائے اور مقصد تیرا خدمتگذاری مین حاصل هو جائے نظم
تنے را که نتوانی از جاے برد ٭ بپرخاشش و پاے نتوان فشرد ٭ همان به که با او مدارا کنی ٭ بپائی و
عذر آشکارا کنی ٭ پلنگ بچه کو یه بات پسند آئی اور اصلاح اپنے حال کی اُنھین درندون کی
صلاح مین سمجھکر ملازمت شیر کی بهزار عجز و نیاز اختیار کی اور خدمتگذاری اُسکی جیسا که چاهیے
بجا لایا تھوڑی سی مدت مین مقبول شیر کا هو کر عمده ارکان دولت هوا شعر جد و جهد کسی که
بیشتر است ٭ کارش از جمله کار بیشتر است ٭ اتفاقاً شیر کو ایک مهم دور دست اُس موسم مین پیش
آئی که تنور فلک زیاده از حد جوش مین اور عرصه کوه مانند کوره شیشه گران التهاب اور
خروش مین تھا که نهایت حرارت سے مغز جانوران هوائی کا استخوان مین پانی هوا جاتا تھا اور
سرطان دریا مین کباب کے مانند بریان رباعی بجلی کی طرح سے ابر تر جلتا تھا ٭ مانند

شفق شام وسحر جلتا تھا + فانوس حباب اور شمعین موجین + پروانہ صفت مچھلی کا پر جلتا تھا
شیر تامل کرتا تھا کہ اگر اس مہم مین درگذر کرتا ہون تو طنطنہ سلطنت مٹا جاتا ہی اور اگر کسی
کو حکم دیتا ہون تو ایسے وقت مین کہ صدف قعر دریا مین مانند کباب کے بریان ہوتی ہو
کون ملازم ایسا خیال مین آتا ہی کہ ایسی شدت حرارت سے اپنے دلکو ملول نہ کرے اور
بطیب[۱] خاطر اس مہم کو قبول کرے اور اگر بنا چاری گیا تو اس سے کیا ہو سکے گا بلکہ اگر شکست فاش
لاحق حال ہوئی تو زیادہ تر خرابی متصور ہو اسی فکر مین مستغرق تھا کہ پلنگ نے فراست سے
جانا کہ بادشاہ کو کوئی فکر سنگین لاحق ہوئی ہی کس طرح سے از خود رفتہ ہی زمین بوس ہوکر
عرض کیا کہ بادشاہ ظل اللہ کی عمر دراز ہو کونسا سانحہ صعب رونما ہوا ہی کہ اس قدر فکر مزاج اقدس
پر طاری ہی ہم سرفروش کسواسطے اور کس دن کے لیے ہین جبکہ سب نثار ہو جائین اسوقت
فکر کرنا حضور اقدس کا بجا ہی والا امکان نہین ہی کہ ہم میدان سربازی مین قدم نہ رکھین
شیر نے دیکھا کہ یہ پلنگ بچہ مرد میدان نظر آتا ہی عجب نہین کہ سامان اس مہم کا اس کے
دست دلاوری سے سرانجام ہو جائے شیر نے مرحبا کہا اور حال مشرحًا بیان کیا پلنگ نے
بخوشی قبول کیا اور فوج کے ساتھ روانہ ہوا جبکہ اس جگہہ پہونچا بمردی و مردانگی اعدا کو
تہ تیغ کرکے اُس بیشے کو مسخر کیا خواص دولت اُسکی رکاب مین حاضر تھے باتفاق سب نے
عرض کیا کہ اس شدت حرارت مین اللہ تعالی نے تمھین کامیاب کیا اور کسی طرح کا دغدغہ[۲]
باقی نہ رہا بہتر ہی کہ چند ساعت سایۂ درخت مین آسایش کیجیے اور آب خنک[۳] سے عطش کو تسکین دیجیے
جبکہ تمازت[۴] آفتاب کم ہو روانہ ہو جیے شعر آسودہ باش باز مشقت فرو مکش + بکشا میان
کہ رنج جہان را کنارہ نیست + پلنگ نے تبسم کیا اور کہا شیر کے نزدیک سبب میرے
تقرب کا بھی ہی کہ مین نے علم جفاکشی سب پر بلند کیا ہی پسندیدہ نہین ہی کہ کاہل
مزاجون کے مانند طبیعت اپنی سستی سے آشنا کرون کہ تن آسانی آخر کار پشیمانی لاتی ہی
جس نے کہ کمر مشقت کی چست باندھی کبھی مطلب سے دور نہ رہ سکا اور جس نے کہ راحت

[۱] طیب بکسر بوے خوش ۱۲
[۲] دغدغہ بالفتح تشویش دادن و در فارسی معنی گداگری ۱۲
[۳] خنک بفتحتین سرد و خوش ۱۲
[۴] تمازت مصدر بمعنی گرمی رسیدن از آفتاب بسیار گرم شدن بامعنی گرم و تاخت ۱۲

کو دوست رکھا زنہار منزل مقصود کو نہ پہونچے گا شیر نے ہمکو مشقت کا حکم دیا ہی شرط غمخواری سے دور ہی کہ اُس کے بے حکم نام آرام کا ہماری زبان پر گذرے اس حال مین پرتو آفتاب سہین ظل ہما سے بہتر ہی رباعی ناسخ استاد ہماری طبیعت کے مناسب ہی **رباعی** جو شاہ مقصود کا طالب ہی بشر + دم لے نہ تگاپو سے وہ ہرگز دم بھر + کرتا ہی درخت آرزو کو سرسبز + خون دل و آب چشمۂ دیدۂ تر + جاسوسان لشکر نے خبر اس گفتگو کی ہوبہو شیر کو پہونچائی شیر نے سر تحسین کو جنبش دی کہ سرداری اور سروری ایسے ہی شخص کو زیبا ہی کہ مشقت سے دل نہ چورائے اور سر کو بالین استراحت سے آشنا نہ کرے اور وہ در نزدیک نمک حلالی مین برابر کوشش کرے اسکے بعد بلنگ کو بلا کر باکرام تمام سرفراز کیا اور ولایت اس بیٹے کی اسے سپرد کی بدولت مشقت کے مسند پدری پر متمکن ہوا اے وزیر یہ مثل اس واسطے بیان کی ہی تا معلوم کرے تو کہ بے تگاپوے بلیغ آفتاب مراد کسی کا مطلع امید سے طالع نہین ہوتا ہی اور بغیر جستجوے کامل کے نتیجہ رجا کا ہاتھ مین نہین آتا ہی **مثنوی ناسخ** اُٹھا رنج اگر ہی طلبگار گنج + کہ ملتا نہین گنج بے درد و رنج + نہ تنگ آ اگر ہو اذیت تجھے + ملے گنج تا بے مشقت تجھے + اور اس سفر مین کہ مقصود میرا طلب ہی اس لیے عزم جزم کیا اب شہسوار میری ہمت کا عنان عزیمت کو پھیر نہین سکتا ہی ان ذلک من عزم جزم الامور وزیرون نے جانا کہ ہماری نصیحت بادشاہ کے سفر کی مانع نہو سکے گی اسواسطے تائید کلام بادشاہ پر مصروف ہوے اور شرائط مبارکباد سفر کی زبان پر لائے اور یہ بیت گویا کی ہر دم بشاشت سے پڑھتے تھے لمولفہ **بیت** ہی جو عزم سفر خدا حافظ + رہ تو اسکا حفیظ یا حافظ + اور کبھی اس بیت کو تکرار کرتے **بیت** بسفر رفتنت مبارکباد + بسلامت روی وباز آئی + اس کے بعد دابشلیم نے نیابت سلطنت ایک امیر معتمد کے سپرد کی اور رعایت حق رعایا اور وصیت شوق برایا بواقعی اس کو سمجھا کے بعد فراغت امور ضروری مع خواص و خدام مخصوص جانب سراندیپ روانہ ہوا شہر بشہر

مانند آفتاب کے انتقال فرماتا تھا اور ہر گروہ قافلے سے منزل بمنزل فوائد حاصل کرتا جاتا تھا بعد طے مراحل بحر و بر اور شدائد گرم و سرد کے اطراف سراندیپ مین جا پہونچا جبکہ روائح نفحات قدم گاہ حضرت ابوالبشر آدم علی نبینا علیہ السلام اس کے مشام جان تک پہونچی نہایت مسرور ہوا چند روز شہر سراندیپ مین ماندگی راہ کی دور کر کے آسودہ ہوا پھر لشکر مع بیرون گاہ اسی شہر مین چھوڑ کر با تنے چند از خواص متوجہ پہاڑ کا ہوا ہر طرف مرغزار انواع ریاحین سے آراستہ دیکھتا تھا اور ہر جانب سے بوستان نزہت آباد کہ روکش باغ ارم کہا چاہیے نظر آتے تھے واشلیم ہر مقام متبرک کا طواف کر کے خرسند ہوا تھا کہ ناگاہ نظر اُسکی ایک غار تاریک پر پڑی کہ جسکے دیکھنے سے آنکھین روشن ہوتی تھین اُس غار کے مجاورون سے پوچھا کہ یہ کسکی جگہ ہی اور حقیقت حال اسکی کیا ہی انھون نے عرض کیا کہ یہ مکان حکیم بیدپا دانا دل کا ہی کہ بہت سنے خلائق کی صحبت سے کنارہ کش ہی اور اس غار کو منزل اور ماوا اپنا کیا ہی اور اندک کفاف پر قناعت کر کے خاشاک ناپاک ہستی کو آتش ریاضت سے جلا دیا ہی اور اُسکے دیدۂ بیدار نے شب زندہ واری سے چہرہ خواب کا مدت دراز سے نہین دیکھا ہی اور نہ اُسکے گوش ہوش نے غایت پرہیزگاری سے آواز اہل دُنیا کی سُنی ہی واسطے واشلیم ملاقات حکیم کے بصد نیاز وتمنا قریب غار کے جا کھڑا ہوا اور اُس صاحب کمال کی زبان حال سے زیارت کی اجازت مانگی اُدھر سے آواز مرحبا اور تعال آئی بعد اُسکے قدم آگے رکھا غار مین جا کر دیکھا کہ ایک شخص ہی کہ عالم تفرید مین علم حقائق بلند کیا ہی گویا سیر ملکی نے صورت بشری مین ظہور پایا ہی جبکہ نزدیک پہونچا شرط سلام و قدمبوس بجالایا برہمن نے جواب اسلام و مراسم اکرام کے بعد اجازت بیٹھنے کی دی اور سبب اذیت اختیار کرنے کا پوچھا واشلیم نے حکایت خواب اور گنج اور وصیت نامہ ہوشنگ اور باعث سفر کا واسطے دریافت ہونے اسرار چودہ وصیتون کے برہمن سے از مطلع تا مقطع بیان کیا برہمن نے تبسم کیا

اور ہزار آفرین بادشاہ کی ہمت پر کی اور کہا کہ علم کی طلب کے واسطے محل اتنی مشقتون کا ہونا
کام نامرد کا نہین ہی واقعی سلطنت کا سزاوار ایسا ہی شخص ہوتا ہی کہ رفاہ اور آرام خلایق
کے لیے اتنی محنتون کو اختیار کرے اسکے بعد وہ پرچہ حریر کا دابشلیم نے برہمن کے ہاتھ مین دیا
برہمن نے دیکھا کہ یہ نسخہ دست گوہر فشان ہوشنگ ابن کیومرث ابن طہمورث دیو بند ابن
سام ابن نوح علیہ السلام کا لکھا ہی چوم کر آنکھون سے لگایا اور بطور تمام سب وصیتون کو
دیکھ کے دابشلیم سے بیان کرنے لگا اور مثل اور حکایات واضح ہر ایک وصیت کی توضیح
مین لاتا دابشلیم قلم خیال سے لوح حافظہ پر لکھتا جاتا تھا بعد اتمام کلام وصایاے ہوشنگ
حکیم دابشلیم نے ترتیب اسی نسخے کی دیگر موسوم بہ کلیلہ دمنہ کر کے چودہ باب پر یون مرتب کیا۔

باب پہلا اجتناب کرنے مین قول نمام اور چغلخور اور ساعی کے ہی

سوال دابشلیم نے بیدپا حکیم سے کہا کہ خلاصہ مضمون پہلی وصیت ہوشنگ کا یہ ہی کہ جو کوئی تقرب
سلاطین سے عزت پاتا ہی ہر آئینہ وہ محسود مجلس کا ہوتا ہی اور حاسد اسکی خرابی اور سلب منصب
مین ہزار رنگ سے روبہ بازی اور حیلہ سازی کرتے رہتے ہین اور اکثر پیرایہ خیرخواہی سلطان
مین باہمین مکر و فریب کی اسکے حق مین بنایا کرتے ہین تا کسی طرح سے مزاج پادشاہ کا اسکی طرف
سے متغیر کرین اور پایۂ عزت سے اسے گرائین اور بادشاہ کو لازم ہی کہ اقوال صاحب غرض پر
خوب غور کرے اور تحقیق اور تنقیح کو در پردہ سرحد صدق و کذب پر پہونچاے اگر جانے کہ قول
حاسدون کا محمول بر حسد نہ تھا اور بلکہ راست و درست تھا تو بتدریج اسے اپنی نزدیکی سے جدا
کرے لاکن بسترہ بھی پردہ دری اسکی نکرے کہ بہترین صفات سے بادشاہ کے واسطے ستاری اور
درگذر ہی اور اگر معلوم کرے کہ یہ بیان محض حسد اور نفسانیت سے ہی تو ان حاسدون سے
اجتناب کرے اور کبھی پھر اپنی صحبت بابرکت مین انھین بار نہ دے ای حکیم دانادل اتنا تو معلوم
ہوا اگر اب یہ التماس کرتا ہون کہ اس وصیت کے مناسب حال کوئی داستان بیان فرما اور قصہ

کسی ایسے شخص کا کہ بادشاہ کا مقرب ہوا ہو اور حاسدون کے مکر و فریب سے اسکے مرتبے مین
خلل آیا ہو اور دوستی و دشمنی اور موافقت مخالفت سے مبدل ہوگئی ہو بتفصیل بیان کر
برہمن نے عرض کیا کہ ای بادشاہ جان تو کہ مدار سلطنت کا اس وصیت پر ہی اگر بادشاہ اہل فساد
کو تنبیہ اور منع نہ کریگا تو بیشتر ارکان دولت انکے فساد سے منکوب اور مخذول ہو جائینگے اور
اور مختل کلی امور سلطنت مین واقع ہوگا وجہ اسکی یہ ہی کہ سلطنت مانند عمارت کے ہی اور ارکان
دولت ستون اسکے ہین جبکہ ستون گر پڑینگے مکان برپا نرہیگا جبکہ مفسد اور شریر دو و ستون
مین مجال دخل کی پائینگے تو انجام کار انکا ضرر وحشت اور ملال کو کھینچے گا جیسا کہ شیر اور گاؤ مین
ہوا دابشلیم نے کہا یہ قصہ کیونکر تھا حکایت برہمن نے کہا کہ ایک تاجر تھا کہ منازل بحر و بر
کو طی کرتا رہتا تھا اور اقالیم شرق و غرب مین کوئی شہر نہین چھوڑا تھا سرد و گرم زمانے کا بہت
دیکھا تھا اور تلخ و شیرین ایام کا خوب چکھا تھا بیت ای پسر ہوشیار و کاردانی * زروی
تجربہ بسیار دانی * جبکہ مقدمہ سپاہ موت کہ عبارت ضعف پیری سے ہی اسکی مملکت قوی
پر تاخت و تاخت کرنے لگا اور طلایہ لشکر اجل نے کہ اشارہ موے سفید کی طرف ہی اسکے
حوالی حصار وجود کو گھیر لیا نظم نوبت پیری کہ زند کوس درد * دل شود از خوشدلی
و عیش سرد * موے سپید از اجل آرد پیام * پشت خم از مرگ رساند سلام * تاجر
سمجھا و مبدم کوس رحیل بجاتے ہین اور سرمایہ حیات کو صندوق بدن مین امانت پھیرے
مانگتے ہین ایک دن بیٹون کو بلا کے نصیحت کی وہ جوان ثروت دولت اور نخوت
شباب مین مغرور اور طریقۂ اعتدال سے یہان تک دور تھے کہ پند پدر کو مضحکہ سمجھتے
باپ نے کہا ای جوانو مجھ پیر کی بات سنو کہ یہ مال اندوختہ میرا کہ تم ابھی سے
بیہودہ برباد کرتے ہو اور جو اسکے حاصل کرنے مین کھٹین کچھ مشقت نہین ہوئی
اس لیے تم قدر اسکی نہین جانتے ہو یہ عقل سے بہت دور ہی اسے بغور تامل سمجھو کہ سرمایہ
دنیا و آخرت ہی جو فائدہ دین و دنیا کا مطلوب ہو اسی سے حاصل ہو سکتا ہی

چنانچہ طلب تمام بنی آدم کی تین قسم پر ہوتی ہی ایک طلب فراخی معیشت یعنے کھانا اور پینا
اور عیش کرنا دوسرے خواہش ترقی منزلت اور زیادتی منصب کہ مقصد جاہ وجلال
اور بلندنامی سے ہی تیسرے استدعاے حصول فوائد عقبیٰ کہ حاصل اسکا رضامندی
خالق ارض وسما ہی اور یہ تینون مطلب مال سے حاصل ہوتے ہین نعم المال الصالح حدیث
شریف مین آیا ہی جیسا کہ مولوی معنوی نے فرمایا شعر مال را گر بہر دین باشی حمول
نعم مال صالح گفتہ رسول ٭ معلوم ہو کہ برکت سے مال کی اکثر مطلوب دل ہاتھ آتا ہی اور
بغیر کسب ومشقت کے حاصل کرنا مال کا قبیل محال سے ہی اگر کبھی بطور ندلت بے مشقت بھی
کچھ کسی کے ہاتھ آگیا تو قماربازون کے مانند بیقدری سے صرف کرتا ہی اور گمان اُسے یہ ہوتا
ہی کہ مین بڑا خوش نصیب ہون کہ بے محنت اس قدر مال مجھے ملا ہی اور ساون کے اندھے
کی طرح ہمیشہ ہرا ہرا سوجھتا ہی یعنی جانتا ہی کہ ہمیشہ یون ہی مجھے ملا کریگا اور محنت کسب
پر التفات نہین کرتا ہی صرف ہونے کے بعد سواے ندامت کے روے فلاح پھر نہین
دیکھتا ہی اسلیے کہتا ہون کہ کسب اور تجارت مین سعی کرو اور اس مال حلال کو راہ
حرام اور عیاشی مین برباد نہ دو اول بڑے بیٹے نے جواب دیا کہ اے پدر بزرگوار ہم
فائدہ کسب کو بیفائدہ سمجھے ہین کیونکہ ہمنے توکل کو اختیار کیا ہی اور ہم خوب جانتے ہین
کہ جو مقدر ہی اگر ہزار بار جد وجہد کرین وشبانہ روز راحت مین بسر کرین کم وبیش اُس سے
نہوگا اور ایک بزرگ سے سُنا ہی کہ جو کچھ روزی جسکے مقدر کی ہی ہرچند اُس سے
بھاگتا رہے وہ خود دامن سے اپٹےگی اور جو چیز کہ مقدر مین نہین ہی ہرچند اُسکے پیچھے
دوڑے وہ ہاتھ نہ آئیگی ہم کسب کرین یا نکرین جو کچھ نصیبہ ازلی مین ہی کم وزیادہ
نہوگا چنانچہ داستان اُن شاہزادون کی شاہد حال اس قال کی ہی کہ ایک کو گنج پدر
بے رنج ہاتھ آیا اور دوسرے نے ملک موروثی باوجود کوشش کے ہاتھ سے کھویا
سوداگر نے کہا کہ یہ حکایت کیونکر تھی حکایت بڑے بیٹے نے کہا کہ ولایت حلب

مین ایک بادشاہ تھا بہت آزمودہ کار انقلاب لیل ونہار سے نہایت ہوشیار اِسکے
دو بیٹے تھے دریاے غرور جوانی مین غرقاب اور نشۂ شراب کامرانی سے سرشار ہمیشہ
لہو ولعب مین مشغول اور رات دن نغمہ سرائی چنگ ورباب مین مصروف رہتے تھے
بادشاہ عاقل بتجربہ کارنے جانا کہ یہ ناخلف میرے بعد خزانہ میرا اندک مدت مین تاراج و
برباد کر ڈالینگے اس شہر کی حوالی مین ایک زاہد تھا کہ پشت پا کو اسباب دنیا پر مارا تھا
اور تعلق دار ناپایدار سے کنارہ کیا تھا بادشاہ کو اُس زاہد سے الفت اور عقیدت بہت تھی
زاہد سے کہا کہ مین مال اپنا تیرے مسکن مین دفینہ کرونگا جبکہ دولت بیوفا اور جاہ بے بقا
میرے فرزندون سے روتابی کرے اور وہ کم بضاعت اور محتاج ہو جائین یا کوئی مشکل
امور سلطنت مین ایسی درپیش ہو کہ بے تصرف کثیر دفع بلا نہ ہوسکے اسوقت نشان اس مال
کا انھین دینا شاید کہ رنج اُٹھانے کے بعد متنبہ ہو کر قدر مال کی سمجھین اور اسراف سے باز
رہین زاہد نے بادشاہ کی وصیت قبول کی بادشاہ نے زاہد کے مکان مین دفینے کی جگہ
ترتیب دیکر سب خزانہ اپنا دفن کر دیا اور بیٹون سے یہ وصیت کی کہ جب تمھین مصیبت
پیش آئے اور بے خزانہ کثیر دفع نہو سکے اس زاہد سے احتیاج اپنی بیان کرنا غالب
ہی کہ حاجت تمھاری رفع ہو جائے بیٹون نے یہ قیاس سے دریافت کیا زاہد کو
استطاعت خزانے کی کہان سے ہم پہونچی مگر پدر بزرگوار نے کوئی دفینہ زاہد کو بتایا ہی اور
وصیت کی ہی کہ وقت ضرورت کے میرے بیٹون کو بعد میرے بتا دینا اتفاقاً اندک
مدت مین زاہد اور بادشاہ بادۂ کل نفس ذائقۃ الموت سے بیہوش ہوے **بیت**

ہر آنکہ زاد بناچار بایدش نوشید ✤ ز جام دہر مئ کل من علیہا فان ✤ اور وہ گنج صومعہ زاہد مین
مخفی رہا بھائیون مین باپ کی وفات کے بعد تقسیم ملک و مال کے واسطے مناظرہ واقع ہوا
برادر کلان چھوٹے بھائی پر غلبہ پا کر ساری سلطنت کو اپنے قبض و تصرف مین لا یا
برادر کوچک مغموم اور محروم منصب سلطنت سے بے نصیب رہا اور یا خود اندیشہ کیا

کہ آفتاب حشمت و اقبال نے منھ جانب زوال کیا اور فلک جفا پیشہ نے شیوہ بیمہری و بیوفائی
کا آشکارا کیا اب بار دیگر منھ طرف دنیاے دنی کے لانا اور آزمودہ کو پھر آزمانا نتیجہ
نیک نہ دیگا بہتر یہ ہی کہ جب گریبان دولت اپنے قبضۂ قدرت سے باہر ہو جاے تو دامن
توکل و قناعت کو ہاتھ مین لائے بیت گدا کو بہت شاہ سے ہی فراغت + بہ از تخت شاہی
ہی کنج قناعت + یہ نیت کر کے شہر سے باہر آیا اور دل مین کہا کہ فلانا زاہد والد بزرگوار
کا دوست تھا مصلحت یہ ہی کہ زاہد کی خدمت مین جا کر طریق ریاضت اور عبادت
اختیار کرون جبکہ صومعۂ زاہد مین پہونچا سُنا کہ طوطی روح شریف زاہد نے قفس بدن سے
جانب ریاض جنت پرواز کی اور صومعہ اُس پیر روشنضمیر سے خالی ہی ایک ساعت مندوہ ملال
اُسکو رہا بعد اُسکے کہا کہ یہ جگہہ متبرک ہی اسی جگہہ مسکن اختیار کرون اسی نیت سے زاہد کی قبر
پر مجاورت اختیار کر کے ایک مدت اسی طرح سے بسر کی چند عرصے کے بعد کو یہ اتفاق ہوا کہ
حوالی صومعہ مین ایک کاریز تھی اور صومعہ خاص مین ایک چاہ تھا کہ اُسی کاریز سے آب اس
چاہ مین لائے تھے اور اہل صومعہ اُس سے کام کرتے تھے ایک روز بادشاہزادے نے ڈول
اُسمین ڈالا آواز پانی کی نہ آئی متحیر ہوا کہ پانی نہ ہونے کا سبب کیا ہی اور کونسی چیز مانع ہوئی
ہی شاہزادہ چاہ مین اترا اور اطراف و جوانب پر نظر کرتا تھا کہ ایک گڑھا دیکھا خیال کیا کہ یہ کیا
چیز ہی اور اُسے ٹھوکر لگائی منھ اُسکا کشادہ ہو گیا قدرے اور کھودا وہی منھ اُس خزانہ کا تھا
جبکہ زیادہ کھودا دیکھا کہ گنج شایگان دینار سرخ اور جواہر آبدار سے بھرا ہی معلوم کیا کہ وہ
اشارہ پدر بزرگوار کا اِسی خزانے کی طرف تھا الحمد للہ کہ میراث پدر ہاتھ آئی سجدۂ شکر بجا لاکر
دل مین کہا کہ یہ مخزن بیشمار عنایت پروردگار سے ہاتھ آیا ہی لاکن دامن قناعت و توکل کو
نہ چھوڑا چاہیے اور بقدر ما یحتاج تھوڑا صرف کیا چاہیے اور یہ شعر ناسخ اُستاد کا پڑھا
بیت منھ توکل سے فراغت مین نہ موڑا چاہیے + ہاتھ سے دامن قناعت کا نہ چھوڑا چاہیے
اور حکایت برادر کلان کی یہ ہی کہ جب مسند پدری پر متمکن ہوا ہواے نخوت و غرور سے یہانتک

مغرور ہوا کہ پروا نے رعیت و فوج مطلق نہ رہی بجز عیش و آرام اور کام نہ کرتا تھا کہ ناگاہ
دشمن صعب نے بافوج جرار تیغ گزار اس ولایت کے تصرف کا قصد کیا یہ بیہودہ غفلت شعار
جبکہ دشمن قریب آ پہونچا ہراسان ہو دیکھا کہ ایک حبہ خزانے میں موجود نہیں اور رعیت
اور اہل فوج سبب ملول اور دل برداشتہ ہیں یاد کیا کہ باپ نے اشارہ زاہد کی طرف کیا تھا شاید
اُس سے کچھ ہاتھ آئے اس صومعہ زاہد میں آیا زاہد کو جان تحت تسلیم بالطبع ہر چند دست و پا مارے
کچھ مال کا پتہ نہ پایا نا امید ہو کر پھر آیا اور اُس بے لوث حرد فقیر کی ضرورت پر کچھ رحم نہ فرمایا اور نہ
مطلق دلجوئی کی کہ اس حال کو تبدیل کردے یا ساتھ لیجائے ہرگز التفات نہ کیا جبکہ اپنی منزل
کو آیا اور مشاہدہ حال سپاہ سے سمجھا کہ ہرگز کوئی ارادہ جان نثاری کا نہیں رکھتا ہے لا ملک الا بالرجال
ولا رجال الا بالملک جبکہ تدبیر سے انجام نہ دیکھا نا اُمید ہو چلے اور دمبازی سے لشکر کو اُمیدوار
کرکے ہمراہ لیا اور کوچ کرکے دشمن کے نزدیک پہونچا آخر دونوں صفیں مقابل ہوئیں ہنوز
صف جنگ آراستہ نہو چکی تھی کہ ایک تیر اُدھر سے اور ایک اِدھر سے سر ہوا قدرت نمائی
حکیم کارساز کی دیکھا چاہیے کہ دونوں تیروں نے کام دونوں بادشاہوں کا تمام کیا اور فوج
طرفین سے احد من الناس کوئی مجروح بھی نہوا جبکہ دونوں فوجوں نے دیکھا کہ کام دونوں
فرمانرواؤں کا تمام ہوا اب جنگ و قتال محض حمق اور ضلالت ہے دونوں فوجوں کے
سرداروں نے متفق ہوکر یہ صلاح کی کہ کوئی ایسا شخص کہ لایق اور مستحق اورنگ اور دونوں
ریاستوں کا ہو تجویز کیا چاہیے جبکہ تحقیق کیا دونوں خاندانوں میں اس شاہزادے صومعہ نشین
کے سوا اور کوئی باقی نہ تھا القصہ اتفاق اسپر ہوا کہ اسی سرفراز کے سوا کوئی لائق تاج
سرفرازی کے نہیں ہے کلہم اجمعین اسی شہزادے پر راضی ہوئے آخر کار اسکو صومعہ سے اُٹھا کر
تخت سلطنت پر متمکن کیا یہ بدولت صبر و قناعت کے ملک موروثی کا حاکم ہوا اور سلطنت
دوسری اعدا کی بھی بہتر بہرہ ور ہوا یہ مثل اسلئے بیان کی ہے تا معلوم کرے تو کہ ملنا منصب عالی
کا سعی اور کسب سے تعلق نہیں رکھتا ہے بہتر ہے کہ اعتماد و توکل پر کرے نہ تکیہ سعی اور کسب پر جبکہ تاج کے

بیٹے نے یہ تمام داستان بیان کی باپ نے کہا کہ یہ جو کچھ کہا راست و درست ہی مگر یہ عالم اسباب
اور حکمت الٰہی اسپر جاری ہوئی ہی کہ ظہور اکثر امور کا اس جہان مین وابستہ تدبیر و اسباب
ہی اور منفعت کسب کی توکل سے زیادہ ہی اور نفع توکل کا ہر جگہ درست نہین ہوتا ہی اور
متوکل اس سے عبارت ہی کہ تن آسانی و نفس پروری سے مطلق قطع تعلق کرے یہ نہین کہ آدھا
تیتر اور آدھا بٹیر یعنی عیاشی و نفس پروری مین بھی مصروف رہے اور دعوی توکل کا بھی
کرے ایسا دعوی کبھی صادق نہین ہوتا ہی اور منفعت توکل کی مخصوص متوکل کو پہونچتی
ہی اور منافع کسب مشقت کے متعدی ہوتے ہین کہ غیرون کو بھی پہونچتے ہین اور نفع پہونچانا
غیرون کا عند اللہ اور عند الخلق محبوب ہی خیر الناس من ینفع الناس اور جو کوئی کہ غیر
کے نفع پہونچانے پر قادر ہو حیف ہی کہ وہ کاہلی کرے اور محتاج دوسرے سے نفع پانے
کا ہوا ہی فرزند تونے قصہ اُس مرد کا نہین سُنا ہی کہ مشاہدہ حال باز و کلاغ کے بعد
اسباب کسب کو برطرف کیا اور اسی سبب سے عتاب الٰہی مین گرفتار ہوا بیٹے نے پوچھا کہ یہ
قصہ کس طرح پر تھا حکایت باپ نے کہا کہ ایک درویش ایک بیشے مین گذرا اور آثار حیرت
اور اطوار قدرت الٰہی مین اندیشہ کرتا تھا کہ ناگاہ شاہباز تیز پرواز کو دیکھا کہ تھوڑا
گوشت چنگل مین لے کر ایک درخت کے گرد پھرتا ہی درویش اس عجائب تازہ کو دیکھکر کھڑا ہوا
اور حیرت تمام سے تماشا دیکھتا تھا کہ سبب اسکا کیا ہی کہ ایک زاغ بے پر و بال کو دیکھا
کہ اس درخت پر بیٹھا ہی باز نے نزدیک آکر وہ گوشت زاغ کے حوالے کیا درویش نے
مشاہدے سے اس حال کے یہ شعر مولف کا پڑھا لمولفہ بیت رزاق کریم ہی کیا جل شانہٗ
ساری زمین کو سفرہ انعام کر دیا ٭ اور اپنے دل مین کہا کہ مین روزی کی طلب مین سرگردان
پھرتا ہون تسپر بھی بہزار حیلہ و مشقت بہم پہونچتی ہی یہ محض میرے اعتقاد کی سستی ہی
اب بہتر یہ ہی کہ سر فراغت زانوے قناعت پر رکھون اور اُسکے بعد رنہا طلب روزی
کی نکرون اور خط بطلان صفحہ کسب اور حرفت پر کھینچون کہ جو کوئی گوشہ قناعت مین

بیٹھے اور دل اسباب سے اُٹھاکر تعلق اپنا مسبب الاسباب سے رکھے تو کبھی درماندہ کسی
امر مین نہوا اسکے بعد تین شبانہ روز مراوبہ عزلت مین بیٹھا مگر کسی طرف سے روے فتوح
نظر نہ آیا ہر دم نحیف وضعیف ہوتا جاتا تھا اور اداے مراسم طاعت وعبادت سے بھی
درماندہ اور کاہل ہونے لگا حق تعالی نے پیغمبر زمان کو حکم کیا پیغمبر نے درویش کے پاس
آکر عتاب فرمایا کہ اي فقیر بے فہمید مدار عالم اسباب کا موقوف وسائط پر رکھا ہو اگرچہ
بے سبب جو کچھ اللہ تعالی چاہے وہ ہوجاتا ہو الا اُسکی حکمت کاملہ مقتضی اسکی ہو کہ مہمات عالم
بغیر قاعدہ افادے اور استفادے کے جاری نہ ہون پس بہتر یہ ہو کہ اور کے فائدے کا
سبب بن اور بے ہمتون کے مانند غیر سے فائدہ لینے کا محتاج نہو بیت چو باز باش کہ صیدے
کنی ولقمہ دہی ✣ طفیل خوار مشو چون کلاغ بے پروبال ✣ اي فرزند یہ مثل اسلیے بیان کی ہو
تا معلوم کرے تو کہ ہر کسی کے واسطے قطع تعلق زیبا نہین ہو اور توکل پسندیدہ وہ ہو کہ باوجود
اسباب کے متوکل رہے یعنے کسب کو بھی نہ چھوڑے اور دل سے سمجھے کہ یہ کسب محض حیلہ ہو اور
جو کچھ کہ اس حیلے سے حاصل ہوتا ہو محض عنایت اُسکی ہو کسب میرا کچھ حقیقت نہین رکھتا ہو
اور اس نیت سے اعتقاد اپنا رکھے تا فیض الکاسب حبیب اللہ سے بہرہ مند ہو اور
فائدہ توکل بھی حاصل رہے بزرگون نے فرمایا ہو کہ کسب کرے تا کاہل نہ بنے کہ کاہل مردود خدا
ہوتا ہو اور روزی کو محض انعام پروردگار سمجھے تا کافر نعمت نہو نظم ہر کسی کو چاہیے فکر معاش
ہو توکل پر ہو روزی کی تلاش ✣ چاہیے کسب و توکل ساتھ ہو ✣ سوے حق دل سوے
حرفت ہاتھ ہو ✣ بیٹے نے کہا اي والد بزرگوار کسب کرے اور خداوند تعالی خزانہ کرم سے
بہت سامان ومال عنایت فرمائے تو اُسے کس طرح پر صرف کرے اور جمع کرے تو کیونکر رکھے باپ نے
کہا کہ اي فرزند مال جمع کرنا آسان ہو مگر فوائد حاصل کرنا اُس سے البتہ مشکل ہو جبکہ مال ہاتھ
آئے تو دو صورت کو اختیار کرے ایک یہ کہ محافظت اُسکی اس طرح پر کرے کہ تلف وتاراج سے
ایمن رہے بموجب حدیث شریف استر ذہبک وذہابک تا دسترس دزد اور راہزن اور

کیسہ بر کا اُس سے کوتاہ رہے کہ زر کے دوست اور زردار کے دشمن بہت ہین **بیت**

چرخ نہ بر بیدرمان میزند ۞ قافلۂ محتشمان میزند ۞ دوسرے یہ کہ منافع سے گذران کرے
اور اصل مال کو ہرگز تلف نہ کرے والا اندک زمانے مین نکبت[۱] افلاس مین مبتلا ہو جائیگا
جسکو مداخل[۲] نہو اور مخارج بدستور کرے یا مداخل سے مخارج زیادہ ہون تو غالب ہی کہ
ورطۂ[۳] احتیاج مین پڑے اور کام اُسکا انجام کار ہلاکت کو پہونچے جیسا کہ اُس موش تلفکار
نے ہجوم غم سے جان اپنی دی بیٹے نے پوچھا یہ قصہ موش کا کس طرح تھا تاجر نے کہا **حکایت**
کہتے ہین کہ ایک دہقان نے ذخیرہ غلے کا کر کے دروازہ صرف کا بند کیا تھا اس نیت سے
کہ جب احتیاج بغایت اور ضرورت نہایت درپیش آئیگی اُسوقت صرف کرونگا قضارا ایک
موش نے کہ تیزدستی مین لاثانی تھا قریب اُس انبار کے چار طرف سے نقب دیکے اور غلہ
فراوان لیجا کے اپنے غار مین فراہم کیا اسکے بعد ایک نخوت اُسکو پیدا ہوئی اور دعوت
فرعونی شروع کی اندک عرصے مین سب موش اُس محلے کے اُسکی خدمت مین حاضر ہوے
نظم عہد دولت مین جو تیرا دوست ہی ۞ گھات کرتا ہی نہ تیرا دوست ہی ۞ کچھ بھی تیری
دوستی اُسکو نہین ۞ فی الحقیقت تیرے زر کا دوست ہی ۞ اور دوستان ہم نوالہ اور
حریفان ہم پیالہ واسطے خورد برد غلے کے جمع ہو کے فرقہ نوالہ دوست کی عادت کے موافق
خوشامد مین مصروف ہوے اُسکی مدح و ثنا کے سوا زبان کو اور سخن سے آشنا نکرتے تھے اسلیے
صائب فرماتا ہی **بیت** بشکست قدر خود را نخوت فرود ما را ۞ برباد خود ستم کرد ہر کس شود ما را
اور اُسنے بھی دیوانہ وار زبان کو لاف و گزاف پر اور ہاتھ کو اسراف پر دراز کیا تھا اس
تصور پر کہ یہ غلہ فراوان کبھی کم نہین ہونے کا ہر روز مقدار کثیر مصاحبون پر تقسیم کرتا تھا
اور مطلق عاقبت اندیشی دھیان مین نہ لاتا تھا اور یہ شعر ناسخ کا تکرار کرتا تھا **بیت**
کیا خوب قول ہی یہ کسی بادہ خوار کا ۞ ہون آج مست غم نہین کل کے خمار کا ۞ اس سال
قحط سال نے آتش گرسنگی کو سینون مین مفلسون کے یہانتک بھڑکایا تھا کہ بدلے نان کے

حکایت موش و دہقان

۱ بکسر بابکر[illegible] خواری کاسبک
۲ دخل مصدر [illegible] بمعنی آمدنی
۳ ورطہ بفتح زمین کہ دروازہ بنا شود محل ہلاکت

جان دیتے تھے تو بھی کوئی التفات نہ کرتا تھا اور محتاج خانہ کو بدلے جو کے بیچتے تھے تو بھی کوئی
خرید نہ کرتا تھا مگر اُس بے خرد نے سفرہ نان و نعمت کو بیہودہ بچھا رکھا تھا جبکہ چند روز اسی طرح
پر گذرے دہقان کو کاروبار تنخواہ و کار بجان پہونچا نقصان غلے کا دیکھتا تھا اور آہ سرد
کھینچتا اور دل میں کہتا تھا کہ جزع و فزع اُس چیز پر کہ تدارک جسکا امکان سے باہر ہو
طریق خردمندی سے دور ہے اب مصلحت یہ ہو کہ باقیماندہ غلے کو لیکر دوسرے قریہ میں جا رہوں
جبکہ دہقان نے غلہ اُٹھانا شروع کیا موش آپکو صاحب خانہ اور مالک کاشانہ سمجھتا تھا
اور پردہ خواب ناز میں غافل تھا جبکہ موش صدائے آمد و شد دہقان سے مطلع ہوئے
تحقیق حقیقت حال کے واسطے باہر آئے اور راہ سوراخ سے معائنہ حال دہقان کا کیا اور
سب کو اطلاع دی ان مصاحبوں نے کہ دم رفاقت بھرتے تھے ولی نعمت کو چھوڑ کر راہ فرار
لی نظم ہمہ یار تو اند بہ معاش اندوختہ ہوا دار تو باشند بجو مالت کاہد از صحبت
بکاہند ہمہ یار صفت ہمہ سود خویش خواہند ٭ ایسے رفیقان ریائی سے انقطاع بہتر ہو نہ آشنائی
جبکہ موش نے سر بالین استراحت اُٹھایا ہر چند چپ و راست نگاہ کی اور تفحص کیا اثر ایک
مصاحب کا نہ پایا گیا دل میں کہا مولفہ بیت جو ہمارے تھے فدائی دفعۃً کیا ہو گئے ٭ کیا سبب
ہم چھوڑ کر ہمکو روانہ ہو گئے ٭ جبکہ باوجود تلاش کسی رفیق کا نشان نہ ملا خرمن کی طرف روانہ
ہوا اثر غلے کا نہ پایا حتی کہ اس قدر ابھی نہ تھا کہ قوت ایک دن کا کرے اس حال کے مشاہدے
کے ساتھ طاقت طاق ہو گئی اور اضطراب عظیم میں مبتلا ہوا اسقدر سر زمین پر مارا کہ ہلاک ہو گیا
فائدہ اس مثل کا یہ ہے کہ آدمی کو خرچ کرنا فراخور مداخل چاہیے اور اس طرح منافع مال سے گذران
اپنی کرے کہ نقصان راس المال کو نہ پہونچے بیت بہ دخل و خرج خود ہر دم نظر کن ٭ چو دخلت
نیست خرج آہستہ کم کن ٭ بعد اس کے چھوٹا بیٹا اُٹھا اور بعد ثنا و دعا باپ سے
عرض کیا کہ اے پدر بزرگوار اور جو کوئی کہ اس قاعدے پر مال کی محافظت کرے کہ انتفاع کلی
اُس سے حاصل ہو تو پھر اُس منافع کو کس طرح صرف کرے باپ نے کہا کہ طریق اعتدال

کا ہر چیز مین پسندیدہ ہی بموجب حدیث شریف بہر دو عالم خیر الامور اوسطہا خصوصاً معاش
کے باب مین نہایت ضرور ہی خداوند مال کو لازم ہی کہ اسراف سے اجتناب کرے
ورنہ لا طعن و تشنیع خلق اور ناخوشنودی خالق مین مبتلا ہوگا اور فی الحقیقت یہی ہی کہ
اتلاف و اسراف مال وسوسہ شیطان سے ہی بموجب آیہ کریمہ ان المبذرین کانوا
اخوان الشیاطین حق تعالیٰ لا یحب المسرفین الزم دانش یہ ہی کہ اسراف سے اجتناب کلی
کرے بلکہ مردم عاقل گوہر کے نزدیک بخل اگرچہ بد ہی لیکن اسراف سے بہتر ہی دوسرے یہ کہ
بخل اور امساک کی بدنامی سے بھی احتراز کرے کہ مردم بخیل ہر وقت مین مطعون اور دشمن خلائق
اور ناکام ہوتا ہی اور مال اُسکا آخرکار اثر بخل سے آماج تیر تاراج ہو جاتا ہی غرضیکہ سوائے
خیر الامور اوسطہا کہ نہایہ رستگاری متصور نہین ہی نظم دیتے ہین زکوۃ جو صاحب زر بہ اثر جاتا
ہی وہ بال لگا کر شہپر پاتے ہین جو وارث اتفاقاً میراث پہ کہتے ہین و یا بخیل نے زر مرکز بہ آخرکار
نصیحت نے سوداگر کے دونون بیٹون کے دل مین اثر کیا ایک نے حرفت اختیار کی اور برادر بزرگ
نے پیشہ تجارت بہتر سمجھکر سفر دور دست اختیار کیا اور پاس اُسکے دو گاؤ بارکش تھے کہ تو ملک
قوت مین اُنسے برابری نکر سکتا تھا اور شیر گردون اُنکی مہابت سے مانند روبہ زبون نظر
آتا تھا بہت ناسخ بلتین و شیر والی مار دم بہ گاؤ زمین خستہ ہو بارے جو سم ایک کا شنزبہ
اور دوسرے کا نزبہ نام تھا خواجہ تاجر اُنھین انہیں عزیز رکھتا تھا اور ہر وقت
تیمارداری اُن دونون کی کرتا تھا و آب و علف سے بذات خود غفلت نہ کرتا تھا جبکہ مدت
سفر کی دراز ہوئی اور منزلین بہت کرنی پڑین فتور دونون بارکش کے حال مین پیدا ہوا
اور ضعف اُنکے اعضا پر مستولی ہوا قضارا ایک وادی مین دلدل اور کیچڑ بہت تہی عین راہ مین
بڑی شنزبہ اسمین پھنسگیا بہزار خرابی خواجہ تاجر نے اُسے نکالا لیکن طاقت رفتار مطلق نہین
رہی تھی لہذا اسی قریہ سے ایک شخص کو باجرت مقرر کیا کہ اُسکے پاس دو چار روز رہے اور
تیمارداری کرے جبکہ طاقت کچھ بھی عود کرے تو تاکار... خواجہ نے جہان مقام اپنے ٹھہرائے تھے

پہونچادے مزدور نے ایک دو دن بیابان مین نگہبانی کی آخر تنہائی سے گھبرایا اور شنزبہ کو چھوڑ کر نزدیک
خواجہ کے آکر کہا کہ قضا سے چارہ نہین ہی شنزبہ مرگیا خواجہ ملول ہوا اور بمجبوری کوچ کیا اور
شنزبہ کو چند پہر مین اس قدر قوت ہوئی کہ ہر طرف حرکت کرنے لگا ناگاہ ایک مرغزار کو پہونچا
کہ انواع ریاحین سے آراستہ اور گوناگون روئیدگی سے پیراستہ تھا لمولفہ نظم گل جو تھا
اس دشت مین بنجار تھا + سبزہ رشک سبزۂ رخسار تھا + نام کو بھی رنج جز راحت نہ تھا +
تھا نہ صحرا خلد کا گلزار تھا + شنزبہ کو وہ مقام نہایت بھایا اور رخت اقامت اسی جگہ ڈالا
جبکہ یک چندے بے قید و بند اس مرغزار مین حسب دلخواہ چرا اور ہوائے روح افزا اور
فضائے دلکشا سے مراد دل حاصل کی کمال فربہی اور طاقت لاحق حال اسکے ہوئی نہایت
سرور و نشاط سے کبھی کبھی خوار رعد آسا کھینچتا تھا اور اسی بیشے مین ایک شیر فرمانروا تھا کہ
کمال شوکت و غرور سے پیل مست کو خیال مین نہ لاتا تھا اور اپنی جنس کو بھی ہرگز اپنے
مقابل اور برابر نہ جانتا تھا سباع اور درندے اس بیشے کے سب مطیع اور فرمانبردار اسکے
تھے جبکہ آواز خوار شنزبہ کان مین شیر کے پہونچی کبھی اس آواز کو وہ شگاف سے کان اسکے
آشنا نہ تھے سنتے ہی عجب طرح کا ہراس شیر کے اوپر طاری ہوا سمجھا کہ یہ کوئی بیر برآن ہی
کہ مین اسکے آگے پشے کے برابر ہون کہ اسکی مہابت آواز سے خون رگون مین خشک ہوتا ہی
اس ہیئت سے ایسا خوفناک تھا کہ اپنی جگہ سے نہ نکلتا تھا اور چاہتا تھا کہ یہ خوف میرا کسی پر
ظاہر نہ ہو تو بہتر ہی اور ملازمان بادشاہی مین دو شغال تھے ایک کلیلہ نام تھا اور دوسرے کا
دمنہ نام تھا دونون آپسمین برادر اور ذہن وذکا مین شہرۂ آفاق تھے کلیلہ عاقل اور سلیم الطبع
اور قانع مزاج تھا اور دمنہ بزرگ منش اور طلب جاہ و حشمت مین حریص تر اور فساد
دوست تھا بفراست دمنہ نے جانا کہ شیر کے دل مین خوف گاؤ کی آواز کا اثر کرگیا ہی کلیلہ سے کہا
کہ بادشاہ کے حال مین کیا کہتے ہو کہ سیر و شکار کو ترک کرکے ایک جگہ گوشے مین قرار پکڑا ہی اور
جگہ سے جنبش نہین کرتا ہی سبب کیا ہی کلیلہ نے جوابدیا کہ ماحصل اس سوال کا کیا ہی اور ہمین

فضا بفتح میدان
دلکشا دلکی مراد
زمین فراخ
فربہی بضم
خوار بضم آواز کردن
گاو
بیشہ بکسر بیشہ نیستان
شیر
سباع بکسر
ترجمہ رستم نے اسکو مارا تھا
اور اسکے پوست کا
پیراہن بنا تھا
فاصیت اسکی یہ ہی
کہ کوئی حربہ اسپر
کارگر نہین ہوتا ہی
عہد نوشیروان مین
ہزار سوار کو اسکو مارا
آخر گرفتار ہوا اور
نوشیروان ہی ہی

بادشاہ کی فکر محال سے علاقہ کیا شعر ناسخ تو نے نہین سُنا ہی بلیت چاہیے شاہون کو فکر سلطنت
کب ہمین شایان ہی ذکر سلطنت ÷ ہم اِس درگاہ سے طعمہ پاتے ہین اور اُس کے سایۂ دولت
مین باسایش بسر کرتے ہین سوا اُسکے شکر و دعا کے ہمین اور تفحص نہ چاہیے دمنہ تو تفتیش اسرار ملوک
اور اُنکی تحقیق احوال سے درگذر کہ ہم اُس جنس کے لوگون مین سے نہین ہین کہ بادشاہ کی
مصاحبت سے مشرف ہوون اور ہم اس لائق نہین ہین کہ اسرار سلاطین مین قیل و قال کرین
اس طرح کا کلام مصاحبان دمساز کے واسطے زیبا ہی بلکہ اُن کو بھی احتیاط لازم ہی اور اگر کوئی
تیرے مانند غیر کے منصب کا بھی حوصلہ کرتا ہی تو اُسے وہ پہونچتا ہی جو اُس بوزنے کو پہونچا دمنہ
نے کہا حکایت اسکی کس طرح پر ہی

حکایت بوزنہ

کلیلہ نے کہا کہ ایک بندر نے دیکھا کہ درودگر
ایک چوب پر بیٹھا ارہ کھینچتا ہی اور دو میخین ہین کہ ایک کو شگاف چوب تراشیدہ مین ٹھونک
دیتا ہی جبکہ ارہ دور اُس سے پہونچتا ہی دوسرے کو بڑھا کر اُسی طرح ٹھونکتا ہی تا ارہ کشی
کے واسطے آسانی ہو یہ بوزنہ شاخ درخت پر بیٹھا تماشا درودگر کی صناعی کا دیکھتا تھا اتفاقاً
درودگر کسی کام کے لئے گیا بندر نادان نے اُس چوب پر بجاے درودگر بیٹھکر میخ کو ہلانا
شروع کیا آخر میخ شگاف چوب سے نکلی اور اُنثیین بندر کے کہ لٹکے ہوے تھے شگاف چوب
مین در آئے اور شکنجے کے مانند دونون شق مین دب گئے بوزنہ درد مہلک سے چلّاتا تھا سوچا
سے ہین وہ عاقل رکھتے ہین جو کام اپنے کام سے ÷ ہی وہ جاہل کام ہو جسکو پرائے کام سے
میرا کام میوہ کھانا تھا نہ ارّہ کھینچنا اور تماشاے بیشہ تھا نہ کار تبر و تیشہ بوزنہ اس رنج مین اندیشہ
کرتا تھا کہ درودگر آ پہونچا اور چوبدستی مارنا شروع کیا حتی کہ کام بوزنہ کا تمام ہوا آخر اپنی
فضولی سے ہلاکت کو پہونچا کسی نے سچ کہا ہی ع کار بوزنہ نیست نجاری ÷ یہ مثل اے دمنہ
اس لئے کہی گئی ہی کہ ع کار خود کن کار بیگانہ مکن ÷ جسنے کہ قدم اندازے سے باہر رکھا معرض ہلاکت
مین پڑا الکل عمل رجال یعنی کہ ع ہر کسے را بہر کارے ساختند ÷ مرد ہر کام کا جدا در کام ہر مرد
کا جدا ہی اور یہ کام تیرے سزاوار نہین ہی اس سے درگذر اور یہ تھوڑا طعمہ اور قوت

کہ پہونچتا ہی غنیمت جان دمنہ نے جوابدیا کہ جو کوئی جویائے تقرب سلاطین ہوتا ہی وہ
فقط کب طعمے پر قناعت کرتا ہی کریہ کام سفلہ دنی الطبع کا ہی کہ سگ استخوان پر اور گربہ پارۂ نان
پر خوش ہوتی ہی ملوک کی ملازمت کا فائدہ یہ ہی کہ منصب عالی کو حاصل کرکے دوستون کو
لطف سرفرازی بخشے اور دشمنون کو سزائے واقعی دے اور فقط طعمے کی طرف گردن جھکانا
کار بہائم مثین طبع کا نہین ہی مین نے دیکھا ہی شیر نے خرگوش کو شکار کیا ہنوز کھایا نہین کہ
گورنظر آیا اُسے چھوڑ کر متوجہ صید کلان کا ہوتا ہی بیت گر بلندی اور دولت چاہتا ہی
گر بھلا + تیری ہمت کے موافق مرتبہ دیگا خدا + جس نے درجہ بلند پایا اگرچہ گل کے مانند زندگانی
ایک ہی شب کی ہی مگر خردمندون کے نزدیک عمر دراز شمار کیجاتی ہی سبب اسکا یہ ہی کہ اُسکا ذکر جمیل
مدت دراز تک باقی رہتا ہی اور جس نے کہ دون ہمتی کو کام اپنا سپرد کیا چوب کے مانند اگرچہ عمر دراز
رکھتا ہو پر اہل فضل کے نزدیک گفتگو سے خارج اور حساب سے باہر ہی بیت جسکا رہے نیک نام
باقی + ہی مثل خضر مدام باقی + کلیلہ نے کہا کہ ہر کسی کو ہر کام کے واسطے پیدا کیا ہی طلب مراتب عالی
کی اُنکی واسطے سزاوار ہی کہ شرف نسب اور فضیلت حسب اور بزرگزادگی اور استعداد
اور استحقاق اُسکا رکھتے ہون اور ہم تم اس طبقے اور خاندان سے نہین ہین کہ مرتبۂ عالی کا حوصلہ
کرین اور اُسکی طلب مین قدم رکھین بیت خیال حوصلۂ بحر می برد ہیہات + چہاست در سر این
قطرۂ محال اندیش + دمنہ نے کہا کہ یہ بزرگی عقل اور ادب ہی نہ حسب اور نسب جو کہ خرد صافی
اور عقل کامل رکھتا ہی پایۂ خسیس سے مرتبہ شرف کو مقرر پہونچیگا اور جو کہ عقل ضعیف اور رائے
نحیف رکھتا ہی آخرکار درجہ اعلیٰ سے نکبت حضیض مین پڑیگا ع بہ پیشکاری عقل و شریف
ورائے درست + توان کمند تصرف بآسمان افگند + اور بزرگون نے کہا ہی کہ ترقی درجات کی
زحمت بسیار سے ہاتھ آتی ہی اور تنزل تھوڑی سی تکلیف سے بھی میسر ہوتا ہی جیسا کہ سنگ گران
کو بہت مشقت سے زمین سے دوش پر لاتے ہین اور تھوڑے سے اشارے مین دوش سے زمین پر
پھینک سکتے ہین جس بلند ہمت نے کہ تحمل محنت شاقہ کا پیرایۂ عقل سلیم کے ساتھ اختیار کیا گوئی

غنس اور کسی قبیلہ سے ہو مرتبہ عالی کو پہونچ سکتا ہی مصرع متاع نیک ہر دکان کہ باشد ٭ اور حصہ
مرتبہ منیف کا موقوف حسب شریف اور نسب عالی پر نہین ہی بلکہ فہم سلیم اور یاوری بخت سے
تعلق رکھتا ہی بقول مؤلف کے بیت باغ عالم مین اگر پیوند ہمت ہو درست ٭ تو تو شاخ
بید سے بھی مین ثمر پیدا کرون ٭ لیکن اکثر یون دیکھا ہی کہ جسنے آسایش طلب کی آبرو سے
ہاتھ دھویا اور دائم زاویۂ خمول ناکامی مین رہا اور جسنے کہ خارستان بلا سے اندیشہ نہ کیا
اندک عرصے مین چمن مطلوب سے گل مراد چنا اور باغ عشرت مین مسند عزت پر بیٹھا تونے ای
کلیلہ مگر داستان اُن دونون ہمراہیون کی نہین سنی ہی کہ ایک رنج و عنا اختیار کرنے کی
سبب وبدیہ بادشاہی کو پہونچا اور دوسرا کاہلی کے باعث سے حضیض احتیاج اور پریشانی
مین رہا کلیلہ نے کہا کہ یہ ماجرا کیونکر تھا حکایت دمنہ نے کہا کہ دو رفیق تھے ہمسفر ایک
کو سالم کہتے تھے اور دوسرے کو غانم باہم راہ منازل طی کرتے جاتے تھے کہ گذر اُنکا ایک کوہ
کے نزدیک ہوا کہ قلعہ اُسکا شبرنگ فلک سے عنان لیتا رہتا تھا اور کمر اُس کوہ کی منطقۃ البروج
کے ساتھ رکاب در رکاب تھی دامن مین اُس کوہ کے چشمۂ آب تھا کہ صفا مین مانند رخسارہ
تازہ رویان گلعذار اور حلاوت مین مانند سخن شکرین لبان شیرین کار کے تھا متصل اس
چشمے کے ایک حوض کلان بنایا تھا اور اُسکے گرد درخت سایہ دار شاخ در شاخ دست
بغل ہو رہے تھے خوشبوی گلون پر اس روش سے پیچ سنبل ٭ کہ جیسے عارض تابان پہ کاکل
ہر ایک سو جلوہ گر تھے سرو و شمشاد ٭ کہ جیسے جمع ہون خوش رو پریزاد ٭ تر و تازہ بنفشہ
اور ریحان ٭ برنگ زلف مشکین عنبر افشان ٭ برنگ چشم فتان چشم نرگس ٭ بہ از چشم غزالان
چشم نرگس ٭ القصہ دونون رفیق بادیہ ہولناک سے نکل کے اُس منزل پاک کو پہونچے
جاے اور منزل دلکش پائی چند ساعت قرار پکڑا جب حواس درست ہوے گرد اُس حوض
کے پھرنے لگے ناگاہ دیکھا کہ کنارے حوض کے سنگ سفید نصب کیا ہی اور چند سطرین
خط سبز سے اسپر ایسی خوشخط لکھی ہین کہ سواے قلم قدرت کے صفحہ حکمت پر کوئی ایسا

نقش نہین کھینچ سکتا ہی اور مضمون اُسکا یہ ہی کہ ای واردو صادر اس حوض کے اگر تو نے
اس منزل کو مشرف کیا ہی تو آگاہ ہو کہ ہمنے مہمان عزیز کی مہمانداری کی تدبیر جیسا کہ چاہیئے
کر رکھی ہی مگر شرط اُسکی یہ ہی کہ سربازی کر کے پانؤن اس چشمے مین ڈالے اور گرداب اور
غرقاب سے ہول نہ کرے اور جس طرح سے ہو سکے پار اس چشمے کے ہوپچنے اور پایان کوہ
مین کہ شیر سنگ کا بنا ہوا رکھا ہی اُسے دوش پر رکھکر بلا تامل ایک حملے مین بالاے کوہ
پہونچے اور نہیب سباع جان شکار سے کہ پیش آئے اور خلش خار پاے جگر دوز سے کہ دامنگیر
ہو ہرگز نہ ڈرے اور اپنے کام سے باز نہ ہی پھر دیکھے کہ کیا لطیفۂ غیبی پیش آتا ہی اور جلوہ ان
مع العسر یسرا کا کیا ظہور پکڑتا ہی **بیت** تا رہ نرود کسے بمنزل نرسد + تا جان نکند بجالم
دل نرسد + جبکہ اس مضمون سے مطلع ہوے غانم نے سالم سے کہا کہ ای برادر دل چاہتا ہی کہ اس راہ
خطرناک مین مجاہدۂ مردانہ عمل مین لاؤن اور اس طلسم کی حقیقت حال کو کوشش تمام سے
وا شگاف کرون جیسا کہ شاعر نے کہا ہی **بیت** یا تو سو رہتے ہین یا لیتے ہین دلبر اپنا +
آج قصہ ہی چکا لیتے ہین جلکر اپنا + سالم نے کہا ای عزیز بمجرد مطالعہ ایسے خط کے کہ حقیقت
جسکی رقم اور راقم کی مطلق معلوم نہو مرتکب خطر عظیم کا ہونا اور بہ تصور فائدۂ وہمی اور
منفعت خیالی کے مہلکۂ بزرگ مین پڑنا دلیل ہی جہل مرکب کی کسی عاقل نے بامید تقویت
تریاق زہر کو نہین کھایا ہی سو گو تریاق کہ بجز گمان حقیقت اسکی بھی موجود نہین ہی اور
کسی خردمند نے نقد کو نسیہ سے بدلا نہین ہی غانم نے کہا کہ ای رفیق مشفق سستی اور کاہلی کام
پست ہمتون کا ہی اور اختیار کرنا محنت کا نشان دولت کا ہی **بیت** ہر کہ آسودگی
وراحت جست + دل خود را ز بخت شاد نکرد + وآنکہ ترسید از جفاے خمار + قدح بادۂ
مراد نخورد + بلند ہمت گوشے اور توشے پر قناعت نہین کرتا ہی بلکہ تا پایۂ عالی کو نہ
پہونچے دست سعی باز نہین رکھتا ہی اور بے رنج گنج ہاتھ آنا بہت کم ہوا اس لئے
گلگون عنان بر داشتہ میری ہمت کا روکے سے نہ رُکے گا اور اس گرداب بلا سے

بلا اندیشہ عبور کرے گا سالم نے کہا کہ ای برادر فرمانا تیرا مسلم مگر ایسی راہ مین قدم مارنا کہ
پایان جسکا نہو اور ایسے دریا مین تیرنا کہ کنارہ جسکا دیکھنا کیسا بلکہ سُنا بھی نہو طریق خرد سے
دور ہی اور عاقل وہ ہے کہ جب ابتدا کسی کام کی کرے مدخل اور مخرج اسکا بمصداق قدم الخروج
قبل الولوج یعنی دخول سے پہلے خروج کو سمجھ لے اور آغاز و انجام ہر کام کا بواقعی دریافت
کرکے اُس کے نفع اور ضرر کو میزان عقل مین خوب سا تول لے اسکے بعد عمل مین لائے
تاریخ بیہودہ نہ کھینچے اور عُمر عزیز کو برباد و فنا نہ کرے ای برادر حکماے نصیحت شعار نے کہا
ہی پہلے جاے استوار دیکھ لے بعد اسکے قدم رکھے اور جب کسی مکان حصین مین در آئے پہلے
راہ باہر نکلنے کی مقرر کرلے اور یہ خط زنہار عمل کے قابل نہین ہی کیا عجب ہی کہ یہ خط بطور تمسخر
اور واسطے استہزا احمقا کے کھینچا گیا ہو اور کیا بعید ہی کہ اِس چشمے مین ایسا گرداب ہو کہ
اُسمین پڑ کے نکل نہ سکتا ہو اور بالفرض اس سے نجات بھی ملے تو شیر سنگین ایسا بھاری
ہی کہ اُٹھنا اُسکا قوت بشری سے باہر ہو اور اگر بر تقدیر فیضیاب ہوا پر نتیجہ ان مہلکون
اور مشقتون کے اختیار کرنے کا معلوم نہین کہ کیا ہی کاش وہ فائدہ بھی لکھا ہوتا کہ ہوس خام
نتیجہ بھی اِسکا مدنظر رکھتی صاف ہی کہ اس معاملے مین ہرگز مین تیرا شریک نہین ہون بلکہ تجھے
بھی منع کرتا ہون غانم نے کہا کہ استغفر اللہ مین تجھے کب شریک اپنا بناتا ہون اور تیرے
منع سے کب اپنی ہمت اس عزیمت سے پست کرتا ہون اب مین نے عہد خدا سے کیا ہی کہ وسوسہ
شیطان سے ہرگز باز نہ رہونگا اور تجھے بھی معذور جانتا ہون کہ تو قوت اور ہمت میری ہمراہی
کی نہین رکھتا ہی جا دور سے تماشا تو دیکھ اور دعا سے میری مدد کرتا رہ دیکھ تو پردۂ غیب سے
کیا ظاہر ہوتا ہی سالم نے کہا ای برادر عزیز سمجھا مین کہ تو اپنے ارادہ سے باز نہ رہے گا اور
اس ناکردنی کو مقرر کرے گا مین جیسا کہ تیری ہمراہی کی قوت نہین رکھتا ہون ایسے ہی
اس کار نا ملائم کے تماشے کی بھی اپنے مین طاقت نہین پاتا ہون کہ تو دیدہ و دانستہ
مہلکے مین پڑے اور مین تماشا دیکھون استغفر اللہ مجھ سے نہو سکے گا یہ کہا اور بادیدۂ گریان

روانہ ہوا اور غانم نے جان سے ہاتھ دھو کر اور قریب چشمہ آکر یہ شعر پڑھا رباعی
دریاے خطرناک مین مین جاؤنگا ٭ یا جان گئی یا مین گہر پاؤنگا ٭ یا کشتی اُمید لگی ساحل پر ٭
یا لقمہ طوفان بلا کہاؤنگا ٭ اور دامن ہمت کو استوار باندھ کے بسم اللہ مجریہا و مرسٰہا کہکر یہ شعر
پڑھا بیت درین دریاے بے پایان درین طوفان شور افزا ٭ دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و
مرسٰہا ٭ اور جست کی دیکھا کہ دریاے ہولناک ہے کہ ساحل جسکا حد نظر سے دور ہے لیکن کریم
کارساز کے کرم سے نزدیک ہے ہمت مردانہ نے مطلق قاصر نہ کیا آخر یقین کامل کی برکت سے
کنارے چشمے کے جا پہونچا دیکھا کہ وہ شیر گران سنگ رکھا ہے بسم اللہ کہکر دوش پر اُٹھایا
بیک حملہ قلہ کوہ پر لیجا کے دوش سے اُتارا دیکھا کہ ایک شہر بزرگ خوش ہوا اور
خوش وضع دور سے نظر آتا ہے بیت شہرے چو بہشت از نکوئی ٭ چون باغ ارم ز تازہ
روئی ٭ غانم نے بالاے کوہ قرار پکڑا اور اُس شہر کی طرف نگاہ کرتا تھا کہ ناگاہ اُس شیر نے
آواز ہولناک با ہزار مہابت بلند کی کہ زلزلہ کوہ پر آگیا اور وہ آواز اہل شہر کو پہونچی
شہری تمام جوق جوق غانم کی طرف روانہ ہوے غانم یہ ہجوم دیکھکر متحیر تھا جبکہ وہ ہجوم
قریب آیا اشراف اُس گروہ کے غانم کی طرف روانہ ہوے نزدیک آکر دعا و سلام
شاہانہ بجا لائے اور مرکب راہوار پر سوار کر کے اور شہر مین لا کے حمام مین غسل کرایا اور انواع
عطریات سے معطر کر کے پوشاک بادشاہانہ پہنا کر تخت سلطنت پر بٹھایا اور عنان سلطنت غانم
کے قبضۂ اختیار مین سپرد کر کے سب اطاعت اور فرمانبرداری مین اپنے پر مستعد اور بدل و جان
مطیع اور فرمانبردار ہوے غانم عجائب قدرت الٰہی دیکھ کے متحیر تھا وزرا سے پوچھا کہ یہ کیا
طلسم ہے بتفصیل اسے بیان کرو عرض کیا حکماے زمانہ سابق نے یہ چشمہ اور شیر کہ دیکھا تم نے
طلسم سے آراستہ کیا ہے اور شیر سنگین کو بانواع فکر و تامل بلاحظہ طلوع درجات اور بنظر ثوابت و
سیارات بنایا ہے جبکہ بحکم رب غیب دان کوئی شخص اس چشمے پر آنکلتا ہے اور امداد غیبی سے
القاء الغیبات کا اُسکے دل پر ہوتا ہے کہ چشمے کو طے کر کے شیر کو بموجب اُس تحریر کے کہ سنگ سر چشمہ پر لکھا ہے

دوش پر لے کر بالاے کوہ پہونچتا ہو اور وہ شخص ایسا ہی عمل کرتا ہی جیسا کہ تو نے ای کامگار عمل
فرمایا اور وہ کولسنا زمانہ ہوتا ہی کہ اول بادشاہ اس شہر کا مرچکا ہو اس حال کے بعد ستارۂ حشمت
حسن یا بدولت کا اس کوہ کی بلندی سے طلوع کرتا ہی بعد اسکے جب آواز شیر اہالی سلطنت کے
اور ارکان شہر کے کان مین پہونچتی ہو باکرام اُسے بادشاہ بناتے ہین جیسا کہ مشاہدے مین
شہریار کے آیا اسی طرح سے نوبت بنوبت ایک کی موت کے بعد نوبت دوسرے کی چلی آتی ہو
بموجب رباعی ناسخ رباعی جاتا ہو جو ایک دوسرا آتا ہو ٭ یہ کہنہ مکان نیا مکین پاتا ہی ٭
ہوتا ہو غروب چاند جب مغرب مین ٭ سورج مشرق سے جلوہ دکھلاتا ہو ٭ مدت متمادی اس طرح پر
بسر ہوئی ہو کہ اس قاعدے نے اسی دستور پر کہ مذکور جبکا ہو چکا استمرار پایا ہو اب یہ بادشاہی
تجھے مبارک ہو غانم نے جانا کہ تقاضا اُس محنت اُٹھانے کا کہ دفعۃً میرے دلپر غالب آیا باعث
یہی تھا کہ تقدیر الٰہی میرے فروغ کی باعث ہوئی تھی بیت بخت مسعود مددگار اگر ہوتا ہو ٭
سنگریزے کو اُٹھائے تو گہر ہوتا ہو ٭ یہ مثل اسلئے بیان مین آئی ہو تا معلوم کرے تو کہ نوش نعمت
بے نیش میسر نہین آتا ہو جسکے دماغ مین کہ سوداے سرفرازی جگہ پکڑتا ہو وہ ہر سفلے کا پامال
ہونا کب گوارا کرتا ہو اور پایۂ ادنی اور مرتبہ دون پر قانع نہین ہوتا ہو ای کلیلہ مین جب تک
تقرب شیر کا حاصل نہ کرونگا اور زمرۂ مقربان حضرت مین داخل نہونگا سر کو بالین فراغت
پر نرکھونگا اور پاؤن بستر راحت پر دراز نہ کرونگا کلیلہ نے کہا کہ ای بوالہوس اس در مقفل
کی کلید کہان پائیگا اور اندیشہ اس عقدۂ لاینحل کا باعث اپنے اوپر لازم پکڑتا ہو اور
کیون بیہودہ آتش سوزان مین ہاتھ ڈالتا ہو دمنہ نے کہا کہ برادر مصرع ہر سخن وقتی و
ہر نکتہ مکانی دارد ٭ واقعی تیرا ارشاد بجا ہو لاکن اسوقت شیر کو تحیر اور تردد لاحق ہو
اور مجھے راہ اُسکے رفع تردد کی بہت آسان ہاتھ آئی ہو اگر اس وقت مین تدبیر میری
شیر کے سرور خاطر کا باعث ہوئے تو یقین ہو کہ مطلب میرا کہ مصاحبت ہی جلد
حاصل ہو کلیلہ نے کہا کہ اول مصاحبت شیر کی تیرے واسطے ایک امر خیالی ہو اور

گمان تیرا درست پڑے اور اگر خطا تیری راے مین واقع ہوئی تو وہی ہونا ہی کہ جو مین نے
کہا ہی دمنہ نے کہا جو کہ بادشاہ کی صحبت مین سرفراز ہوا ور اُسکے بعد امداد راے سلیم
سے جد و جہد کرے اور رنجہاے بسیار اور شر تہاے ناگوار سے ضائقہ نہ کرے ممکن
نہین ہی کہ مرتبہ اُسکا روز افزون نہو مگر یہ ضرور ہی کہ جب بادشاہ کی نزدیکی حاصل ہو تو
پانچ کام کو اختیار کرے پہلے یہ کہ شعلۂ آتش خشم کو آب حلم سے بجھا ڈالے دوسرے وسوسہ
شیطان اور شہوت سے حذر کرتا رہے تیسرے حرص فریبندہ اور طمع فتنہ انگیز کو عقل پر
غالب نہونے دے چوتھے بناے کار راستی اور درستی پر رکھے اور دروغ فریب سے اجتناب کلی کرے
پانچوین جو حادثہ کہ پیش آئے اُسمین ثابت قدم رہے کہ مراد اُسکی حسب لخواہ بر آئے کلیلہ نے کہا
راے تیری صواب پر ہی اور مین نے جو کہا قصور کیا مگر یہ فرمایا چاہیے کہ تم بادشاہ کے نزدیک ہو چکے
پھر کس ہنر سے منظور نظر ہو کر رتبۂ عالی کو حاصل کروگے دمنہ نے کہا اگر تقرب بادشاہ کا حاصل ہوا
تو پانچ خصلتین اختیار کرونگا پہلے اخلاص تمام سے خدمت اُسکی کرونگا دوسرے ہمت کلی متابعت
سلطان مین صرف کرونگا تیسرے افعال و اقوال کو ہر وقت اور ہر جگہ نیکی سے یاد کرونگا
چوتھے بادشاہ جو کام کہ شروع کرے گا اور اگر نیک ہوگا تو فوائد اور منافع اُسکے کہ باریک اور
بعید الفہم ہونگے اُنھین فکر راے درست سے ذہن مین بادشاہ کے کمال توضیح سے راسخ
کرونگا کہ خوشی اسکے دلکی ہزار چند بڑھجائیگی پانچوین اگر کوئی ایسا کام کہ مضرت جسکی ملک و سلطنت
کی طرف راجع ہوتی ہوگی اور بادشاہ اس امر مین غفلت کرے گا تو عبارت شیرین اور لطائف
دلکش سے اُسے باز رکھونگا جبکہ ہنر میرے اُسپر ثابت ہونگے اُسی دم مقرر بنوازش عنایت مجھے
مخصوص اپنا کریگا اور ہمیشہ میری صحبت و نصیحت کا مائل رہیگا کیا نہین سُنا ہی تو نے کہ ہنر
چھپا نہین رہتا ہی اور ہنرمند بے بہرہ نہین رہتا ہی نظم نہین چھپتا ہنر چھپانے سے ٭ کب چھپا
مشک سار چھپانے سے ٭ مشک کی پھیلتی ہی بو ہر سو ٭ کہ ہنر کی ہی گفتگو ہر سو ٭ کلیلہ نے کہا
تیری راے نے اس کلام پر خوب قرار پکڑا ہی اور ارادہ مضبوط ہو چکا ہی مگر پھر

بفرض محال اگر یہ بھی ہوا اگر تو نے کہ ساری عمر بادشاہ کا تقرب نہین پایا ہی اور طریقہ آداب بادشاہی سے نابلد محض ہی پس یہ سب شدہ ایک آن مین ناشدہ ہو کے تیری جان کی ہلاکت کا باعث ہو جائیگا اور پھر تدارک بھی نہو سکے گا دمنہ نے کہا کہ جو شخص عاقل اور صاحب فضل ہوتا ہی اندک زمانے مین ماہر ہر فن کا ہنجاتا ہی جبکہ مین آداب شاہی مین نظر کرتا رہونگا اور جو راہ وروش مقربان قدیم دیکھونگا اُسکی پیروی سے قدم باہر نہ رکھونگا پھر وجہ کیا ہی کہ عتاب شیر کا مجھپر ہو اور دوسرے یہ ہی کہ ایسی باتین بے امداد غیبی میسر نہین ہوتی ہین جبکہ بخت مساعدت کرتا ہی اور پایہ بلند پر پہونچاتا ہی تو خود وہ اپنا اتالیق ہو جاتا ہی چنانچہ اخبار مین دیکھا ہی کہ آفتاب دولت ایک محترفہ بازاری کا بلند ہوا آخر کار پایۂ جہانداری کو پہونچا اور شہرہ اُسکے نظم ونسق کا عالم مین منتشر ہوا ایک بادشاہ قدیم نے اسے لکھا کہ تو پیشہ نجاری خوب جانتا تھا طریقہ ملک داری کا کس سے سیکھا اُسنے جواب لکھا کہ جسنے مجھے دولت و کامگاری عطا فرمائی دقائق جہانداری کے میری لوح سینہ پر لکھدیے تھے لمولفہ بیت مورد لطف الٰہی جو کوئی ہوتا ہی ✤ جو سزاوار ہی کام اُس سے وہی ہوتا ہی ✤ کلیلہ نے کہا کہ بادشاہ تمام ارباب فضل کو مخصوص اپنا نہین بناتے ہین بلکہ اپنے نزدیکون پر اعتبار اس بات کا رکھتے ہین کہ پشت ہا پشت سے اعتماد اُنکا چلا آتا ہی اُنھین کو اپنی خدمت مین اختصاص دیتے ہین اور تو نہ شیر کے ساتھ سابقۂ موروثی رکھتا ہی نہ وسیلۂ ذاتی کوئی پایا جاتا ہی کہ اُس سے سرفرازی خلاف دستور تو پائے بلکہ غالب یہ نظر آتا ہی کہ قباحت کا کوئی ایسا پہلو نکل آئے کہ مضرت عظیم کا باعث ہو اور یہ بھی تسلیم کیا کہ تو نے شیر کا تردد خاطر رفع کیا اور وہ مسرور بھی ہوا عوض اُسکا یہی ہی کہ تیری حقیقت سے زیادہ تجھسے سلوک کرے یہ مشکل نہین ہی بلکہ بیشتر ہوا ہی کہ ہرکارے یا خبردار نے ایسی خبر بادشاہون کو دی ہو کہ نہایت مسرور ہوے اور عوض اُسکا انعام و خلعت اُنکی مقدار سے زیادہ فرمایا ہو یہ نہین کبھی سُنا ہی کہ اُس شخص کو کبھی وزیر یا مصاحب یا منصب دار کیا ہو پس بالفعل تیرا حال بھی ایسا ہی ہی بشرطیکہ

بنظر سابقہ محبت کہتا ہون کہ بہت خوفناک اور پر حذر رہنا کہ صحبت سلاطین امر دشوار
اور باعث خطرہاے بسیار ہی حکماے نصیحت شعار نے کہا ہی کہ عاقل تین چیز کو بغیر مجبوری
اور ضرورت شدید کے اختیار نہین کرتا ہی مگر نادان کہ بوے خرد جسکے دماغ تک نہین
پہونچی وہ ان تین کامون کو اختیار کرتا ہی پہلے آرزو بادشاہ کی خدمت کی اور دوسرے
کھانا زہر تریاق کے اعتماد پر تیسرے افشاے راز عورتون اور لڑکون سے کرنا اور اتنا
سمجھ لے کہ تشبیہ بادشاہ کو کوہ بلند کے ساتھ ہی اگرچہ اسپر معدن اور جواہر قیمتی ہین لاکن
مسکن اژدہا اور پلنگ و موذیات کا بھی ہی اس لیے جانا بھی اُسپر مشکل ہی اور مقام کرنا
اُس سے مشکل تر ہی اور دوسری تشبیہ بادشاہ کی دریائے عمیق کے ساتھ ہی کہ جو شخص
سفر دریا کا اختیار کرتا ہی یا در اور جواہر حاصل کرتا ہی یا گرداب غرقاب ہلاکت مین پڑتا
ہی **بیت** بدریا در منافع بیشمار است + اگر خواہی سلامت بر کنارست + دمنہ نے کہا کہ
اے بھائی جو کچھ کہ تو نے کہا جانتا ہون کہ یہ محض دوستی اور خیر خواہی ہی کہ صحبت بادشاہ کی
آتش سوزان کے مانند ہی جو نزدیک تر پہونچیگا خطرہ اُسے بیشتر ہوگا **بیت** صحبت
بادشہ سے کر پرہیز + ہیزم خشک تو وہ آتش تیز + لاکن جو مخاطرہ سے ڈرا درجہ بزرگی
سے بے نصیب رہا تین کام کرنا چاہیے مگر بلند ہمتی کے ساتھ پہلے طلب صحبت سلطان دوسرے
سفر دریا تیسرے مقابلہ کرنا دشمن سے اور مین کم ہمت نہین ہون پھر کس واسطے
بادشاہ کی صحبت سے خوف کرون بلکہ میرا عمل تو گویا کہ اس مطلع پر ہی **مطلع** ہاتھ سے
رخش جنون کی باگ چھوڑا چاہیے + جس طرف لیجائے اُسکا مُنھ نہ موڑا چاہیے + کلیلہ
نے کہا اگرچہ مین منکر اس بات کا اور مخالف اس عزیمت کا ہون مگر تیری راے
اس کام مین وثوق اور طبیعت تیری اس اندیشہ مین ثبات رکھتی ہی مبارک ہو **مصرعہ**
اینک بسر راہ برو خوش بسر آئے + القصہ دمنہ کلیلہ سے رخصت ہوا اور جاکے شیر
کو سلام کیا شیر نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہی ملازمان شاہی نے عرض کیا یہ فلانے

شخص کا بیٹا ہی کہ مدت دراز سے عتبۂ عالی کا ملازم ہی اور اُسکے عزیز و اقارب سب نمکخوار
اس آستان دولت نشان کے ہین شیر نے کہا اسکے مان اور باپ کو مین پہچانتا ہون
اسکے بعد نزدیک بلا کے پوچھا کہ تو کہان رہا کرتا ہی اور کیا کام کرتا ہی دمنہ نے عرض کیا
کہ اپنے باپ کے عہدے پر ملازم درگاہ بادشاہی ہون اور رات دن اِسکا منتظر رہتا
ہون کہ اگر کوئی مہم پیش آئے اور حکم اقدس اس ذرۂ بیمقدار پر صادر ہو تو
انشاء اللہ تعالیٰ باقبال شاہی اُسے بقوت تدبیر صائب نہایت خوبی سے سرانجام
دون چنانچہ بارہا دیکھا ہی کہ ارکان دولت سلطان کو مہم حادث ہوئی ہی کہ زیردستون کی
امداد سے اُسنے سرانجام پایا ہی اور زبردستان عالی مرتبہ سے اُسمین کچھ نہین ہوسکا مصرع اندرین باغ
چو طاؤس نگارست مگس ؛ چنانچہ جو کام کہ سوزن سے نکلتا ہی نیزہ باوجود سرفرازی تمام اُس کام مین
عاجز اور ہیچکارہ ہی اور جو کام کہ کارد قلمتراش سے ہوتا ہی شمشیر آبدار اُس جگہہ بیکار ہی اور جو کار
کہ خدمتگار سے بن آتا ہی وہ امراء عالی وقار سے زنہار نہین ہوسکتا ہی غرضکہ کوئی شی ہرچند
بیقدر اور فرومایہ ہو دفع مضرت اور جلب منفعت سے خالی نہین ہی فعل الحکیم لایخلو عن الحکمۃ
غرض کہ قادر ذوالجلال نے جو چیز کہ خلق کی ہی بیکار اور عبث نہین ہی شیر نے جو یہ کلمات
معنی خیز زبان دمنہ سے سُنے متحیر ہوا اور مصاحبون سے کہا کہ مرد ہنرمند اگرچہ گمنام ہو مگر
روشنی دانش کی آخرکار اُسے بروے کار لاتی ہی جیسا کہ آتش ہرچند نرم نرم سلگا کرے
پر ایک وقت ہوا کی امداد سے زبان کھینچتی ہی دمنہ بادشاہ کے ارشاد سے شاد ہوا اور سمجھا کہ افسون
میرا شیر پر اثر کر گیا اسکے بعد زبان نصیحت کھولی اور عرض کیا کہ کافہ انام خصوصًا خدام
ذوی الاحترام کو لازم ہی کہ جو وسوسہ بادشاہ کو پیش آئے بے اُسکے کہ بادشاہ کچھ فرمائے
بمقتضاے نمک خواری فہم و دانش تام اور غور و فکر تمام سے نیک تامل کرین اور جو صورت
کہ خیرخواہی اور فوائد ملازمان شاہی کی باعث ہو اُسے ضرور عرض کرین اور طریق خیراندیشی
مین اصلا قصور نہ کرین بعد استماع حال بادشاہ کو اختیار ہی کہ جو مناسب شان

شاہی ہوا اُسپر عمل فرمائے اور ہر ایک کی عرض و معروض کو میزان خرد مین تولے اور موافق
خیرخواہی و اخلاص اُس شخص کے اُسے سرفراز فرمائے تا حوصلہ ہر ایک کا روز بروز افزونی
پائے کیونکہ جب تک دانہ بویا ہوا خاک مین پوشیدہ رہتا ہی اور روئیدہ ہو کر سر نہین نکالتا
ہی کوئی آبیاری اور پرورش مین کوشش نہین کرتا ہی اور کوئی روئیدگی جبتک کہ نقاب خاک
سے چہرہ نہین دکھاتی ہی اور خلعت زمردین پہن کے گریبان زمین سے سر نہین نکالتی ہی معلوم
نہین ہوتا ہی کہ یہ نہال باردار ہی یا درخت خاردار اگر نہال میوہ ہی تو پرورش اُسکی ذمے صاحب
کشت زار کے لازم ہی کیونکہ پرورش کے بعد جب سرحد مراد کو پہونچیگا تو میوہ شیرین بر وقت
مقرر کریگا اور درخت خاردار لائق قطع اور دفع کے ہوتا ہی اسی طرح سے بادشاہ کے ذمہ
پر اللہ تعالیٰ نے لازم فرمایا ہی کہ ہنرمند کے فراخور استحقاق قدر اور عزت اُسکی زیادہ کرے کہ
ایک دن خدمت عمدہ ظہور مین آئیگی اور بے ہنر کو اپنی محفل مین بار نہ دے کہ درخت خاردار
سے خلش اور ریش رسانی کے سوا دوسرا کام نہ نکلیگا نظم از ہنر خویش شو سینہ را ۔ یاد مکن
نسبت دیرینہ را ۔ زندہ بمردہ مشو اے ناتمام ۔ زندہ بکن مردہ خود را بنام ۔ از پدر مردہ بلاف
ای جوان ۔ گرنہ سگے چون خوشی از استخوان ۔ موش باوجودیکہ مردم خانہ کے ساتھ قدامت
رکھتا ہی لیکن اُس سے جو رنج پہونچتا ہی اس لیے اُسکی ہلاکت واجبی جانتے ہین اور باز باوجود
غربت و بیگانگی کے کہ اُس سے فائدہ متصور ہی باعزاز تمام ہاتھون ہاتھ لیے رہتے ہین
بادشاہ کو لازم ہی کہ نظر آشنا اور بیگانے پر نکرے بلکہ مردم عاقل اور فرزانہ کا خواہان رہے
اور جو لوگ کہ کارہائے عقل و ہنر سے بیگانہ ہون اُنھین مردان فاضل اور ہنرمندان کامل
پر ترجیح دے اور اگر منصب خردمندان کا بیخردون پر زیادہ کیا جائیگا تو خلل کلی امور سلطنت
مین راہ پائیگا اور شامت اس فعل کی بادشاہ کے حال پر آخر رجوع کریگی بیت
ہو نہ اس شہر مین زنہار ہما سایہ فگن ۔ عندلیبون سے زیادہ ہو جہان قدر زغن
کلام دمنہ جبکہ تمام ہوا شیر نے اُس پر تلطف کیا اور حکم دیا کہ بلا قید حاضر ہوا کرے

بعد اسکے ہر روز انس زیادہ کرنے لگا اور بیشتر صلاح اور مشورہ اسکا مقبول کرتا تھا اور دمنہ
بھی حکایات عجیب اور نکات لطیف سے خوش بیانی کرتا رہتا تھا تھوڑے ہی عرصے مین
محرم حریم سلطنت ہو گیا اور صلاح و اصلاح امور سلطنت مین مشار الیہ ہوا ایکدن وقت
مساعد پاکے عرض کیا کہ مدت ہوئی ہی کہ حضرت نے ایک جگہہ پر قرار پکڑا ہی لذت سیر شکار
اور تماشاے باغ و بہار سے دل اُٹھا لیا ہی سبب اسکا کیا ہی چاہتا ہون کہ موجب
اسکا معلوم کرون اور اس بات مین جس طرح سے کہ ہو سکے تدبیر صائب کرون اور جو چیز
کہ باعث ملال خاطر اقدس ہوئی ہی اُسے تدبیر صایب سے رفع کرون شیر نے چاہا
کہ دمنہ سے حال اپنا مخفی کرے اور کوئی سخن ساختہ کہکے بُہلا وادے کہ اسی حال مین
شنزبہ نے آواز رعد آسا سے خوار کھینچا شیر آواز شنزبہ سُننے کے ساتھ ہی زرد اور سراسیمہ
ہو گیا اور عنان اختیار ہاتھ سے چھٹ گئی شیر سمجھا کہ یہ حرکت میری دمنہ پر منکشف ہو گئی
بناچاری حال اپنا مشروحاً بیان کیا کہ سبب میری دہشت کا یہی آواز ہولناک
ہی کہ سُنتا ہون اور نہین جانتا ہون کہ یہ آواز کس کی ہی مگر معلوم ہوتا ہی کہ قوت و
شوکت اُسکی موافق آواز کے مقرر ہو گی اگر ایسا ہی ہی کہ جیسا مین سمجھتا ہون تو رہنا
اس مقام کا صواب سے دور ہی دمنہ نے کہا کہ بادشاہ کو سواے اس آواز اور اندیشہ کچھ
نہین ہی شیر نے کہا کہ ہرگز نہین مین مدت دراز سے اس آواز کی فکر مین مبتلا ہون دمنہ نے کہا
کہ اس آواز پر جلا وطن کرنا اور ملک موروثی کو چھوڑ دینا اور پاس ننگ و ناموس سے
درگذرنا خلاف جوانمردی کے ہی کہ سننے سے کسی کی آواز کے سراسیمہ ہو جاوے بادشاہ کی
شان کے لایق یہ ہی کہ کوہ کے مانند ثابت قدم رہے اور مانند کاہ کے ہر ہوا سے متزلزل
نہو جاے نظم کیا ہی آندھی کی حقیقت پیش کوہ + اُڑ نہ تنکے کی طرح اے باشکوہ + چاہیے ہر حال
مین ہو مستقل + عیب سے ہر امر مین ہو ہول دل + بزرگون نے کہا ہی ہر آواز بلند اور جثہ قوی
پر التفات نہ کیا چاہیے کہ ہر صورت دلالت معنی پر نہین کرتی ہی اور ظاہر رونق باطن کی

نہین ہوتا ہو گل ہر چند فربہ تر ہو چوب لاغر سے ٹوٹ جاتا اور کلنگ ہر چند بزرگ جثہ
ہوتا ہو چنگال باز کوچک قامت کا شکار ہوتا ہو اور جو کوئی اعتبار جثہ قوی کا رکھتا ہو
اُسے وہ پہونچتا ہو جو روباہ کو پہونچا شیر نے کہا کہ قصۂ روباہ کا کیونکر تھا حکایت
دمنہ نے کہا کہ ایک روباہ واسطے طعمے کے ایک بیشے مین پھرتی پھرتی ایک درخت کے تلے پہونچی
کہ ایک طبل پہلوانی اسپر لٹکتا تھا یعنی دستور ہو کہ کشتی کے وقت پہلوان ڈھول بجاتے ہین
اور جبکہ ہوا چلتی تھی شاخ اُس درخت کی اُس ڈھول پر لگتی تھی آواز سہمگین اس سے
نکلتی تھی روباہ نے اس درخت کے تلے ایک مرغ خانگی کو دیکھا کہ تلاش دانہ کرم مین زمین پر
منقار مارتا ہو روباہ نے چاہا کہ اس غفلت مین اُسے شکار کرے کہ ناگاہ آواز ڈھول کی روباہ
کے کان مین پہونچی نگاہ کرکے دیکھا کہ جثہ کلان نہایت فربہ ہو طمع اسکی دوبالا ہوئی دل مین
کہا کہ مرغ کوچک سے کیا حاصل ہوگا اور جثہ کلان کئی دن کے واسطے کفایت کرے گا مرغ کی
تاک چھوڑ کر ڈھول کی طرف متوجہ ہوئی مرغ اتنے عرصے مین ہوشیار ہو کر بھاگا اور روباہ بالاے
درخت آکر کوشش کرتی تھی آخر چمڑے کو اُس ڈھول کے چیرا پوست اور لکڑی کے سوا کچھ
نہ پایا حسرت سے افسوس کرتی تھی اور اشک ندامت سے روتی تھی کہ واے گرسنگی طمع مین
جثہ قوی کی صید ضعیف بھی ہاتھ سے گیا یہ مثل اس واسطے غلام نے عرض کی تا شہریار
آواز مہیب اور خیال شکل عظیم سے ذوق شکار اور حرکت سیر و تفرج کسے دامن کش نہو اگر
غور و تامل سے ملاحظہ فرمائے گا تو آواز مہیب اور جثہ قوی کی کچھ مقدار نظر مبارک
مین نہ ٹھہرے گی اگر ارشاد عالی ہو تو غلام جا کر حقیقت حال اسکی معلوم کرکے
خدمت عالی مین مشروحاً عرض کرے شیر نے اجازت دی دمنہ حسب الارشاد روانہ ہوا
جبکہ نظر سے غائب ہوا شیر نے تامل کیا اور دل مین نادم ہوا کہ مجھسے خطاے عظیم صادر ہوئی
اور خلاف مصلحت دانشمندون کے عمل کیا مین نے کہ ایک شخص عالی خاندان اور بزرگ نژاد
بھی نہو اور افعال اُسکے اور بزرگون کے بھی معلوم نہون اور اُس رتبے کے لائق

عقلاً اور نقلاً بھی نہوا اُسکو دفعتہً واحدۃً راز عمدہ سے خبر کر دینا مصلحت سے بہت دور تھا افسوس کہ مجھسے کیا حرکت بیجا صادر ہوئی بادشاہ کو لازم ہی کہ اس فرقے پر اعتماد نہ کرے اور مہمات خاصہ مین کہ اخفا اُنکا واجب ہی ان لوگون کو اُس سے آگاہی نہ کرے پہلے جس نے کہ بغیر صدور قصور کے سزا پائی ہو اور رنج بے سبب کھینچا ہو اس سے اندیشہ کر کہ اسکا دل کبھی صاف نہ ہوگا دوسرے جسکی حرمت و حشمت بادشاہ کی ملازمت مین برباد گئی ہو اور اُسکی معاش اب تنگی سے بسر ہوتی ہی تیسرے وہ شخص کہ اپنے عہدے سے معزول ہوا ہو اور آئندہ امید بھی باقی نرہی ہو چوتھے جو شریر اور مفسد اور فتنہ پرواز بالطبع ہوا اور آرام طلب اور کاہل مزاج بھی ہو پانچوین جو گنہگار تلخی عقوبت کی چکھے ہوا اور ہم چشم اِسکے کسی سبب سے بچ گئے ہون چھٹے وہ مجرم کہ شریک اُسکے فقط گوشمال پاکے بچ رہے ہون اور اُسنے عوض اُسی گناہ کے نقصانات اور گوشمال زیادہ پایا ہو ساتوین جس نے خدمت پسندیدہ کی ہون اور اُسکا صلہ کچھ نپایا ہوا اور غیر نے تھوڑی خدمت سے بہت سا فائدہ حاصل کیا ہو آٹھوین وہ کہ دشمنون نے ناحق چرب زبانی سے بادشاہ کی نظرون سے گرا کے منصب اُسکا آپ حاصل کیا ہوا اور بادشاہ اس سے کشیدہ خاطر اور اُسکے رفیقون کے حال پر متوجہ ہو اور یہ ذلیل اور زبون سبکی آنکھون مین ہو نوین وہ شخص کہ واسطے اپنی منفعت کے اُن کو برطرف کرے ولی نعمت کے ساتھ ہر بات مین دلیری کرے دسوین جسنے کہ بادشاہ کے نزدیک مقبولیت واقعی نپائی ہو یعنے عزت اور اکرام اور دن سے کمتر ہوا ور دشمن اُسکے مرفہ الحال اور خرسند ہون بادشاہ کو واجب ہی کہ ان دس فرقون سے راز اپنا کبھی ظاہر نکرے بلکہ دیانت اور امانت اور مروت و اہلیت جسکی کہ بارہا آزمایش کی ہوا اُسے بھی اپنا محرم راز نہ کرے **بیت** خوب یکھا تو کوئی قابل اسرار نہین ہے مشورہ ہر کس و ناکس سے سزاوار نہین — پس بنظر ان باتون کے کہ کبھی امتحان اس شخص کا نہین کیا ہی تعجیل کرنا ہرگز مناسب نتھا اور بھیجنا ایسے شخص کا دشمن کے پاس روشن ضمیری اور دور اندیشی سے بہت

دور تھا دمنہ شخص زیرک نظر آتا ہی اور میری درگاہ سے نصیب فلاح کا یعنی چندان حاصل
نہین کیا ہی اگر عیاذاً باللہ اُسکے دل مین خار اس آزار کا چبھا ہو اور قابو وقت کا پاکر آپسے
خیانت کرکے فتنہ انگیزی کر بیٹھے تو تعجب نہین ہی کہ دشمن کو مجھپر غالب سمجھ کے بامید سوخ فلاح
عہد و پیمان عمدہ عہدہ کا لیکے اس راز سے اُسے آگاہ کردے تو دلیری اُسکی زیادہ ہو جائے اور
تدارک بھی دشوار ہو بیت نہو بد نفس لیکن بدگمان ہو ٭ کہ آفات زمانہ سے امان ہو ٭ یہ سمجھکر
با خود کہتا تھا کہ بڑی خطا کی مین نے دیکھیے نتیجہ اِسکا کیا ہو مضطرب تھا اور چشم انتظار اس راہ
مین رکھتا تھا کہ دمنہ پیدا ہوا شیر نے اضطراب سے اندکے قرار پکڑا کہ دمنہ نے زمین ادب کو چومکر
دعا دی کہ شاہا حکم تیرا قاف سے تا قاف ہو اور کہا کہ غلام نے نہ نخوت اُسکی اور نہ شکوہ ایسی
پائی کہ جس سے قوت اور شوکت پر استدلال کرتا مین اور نہ دل مین کچھ مہابت اور احترام اُسکا
سمایا کہ جس سے اُسکی بزرگی دلپر ثابت ہوتی شیر نے کہا کہ اسبات کو ضعف و ناتوانی پر حمل نہ کیا
چاہیے اور اس صورت کے پر فریفتہ نہوا چاہیے کہ باد سخت گیاہ ضعیف کو کبھی توڑ نہین سکتی ہی لیکن
اور درختہاے قوی پیکر کو بیخ و بن سے اکھاڑ ڈالتی ہو اس طرح سے مہتر اور بزرگ منش جبتک
دشمنون کو ہمسر اپنا نہین پاتے ہین اظہار قوت و شوکت نہین کرتے باز گنجشک ضعیف کا قصد
نہین کرتا ہی شاہین پشے پر بال نہین کھولتا ہی وقعت تیری جو اُسکی آنکھ مین نہین سمائی ہی
اسلیے اُسنے اظہار قوت تجھپر ضرور نہین جانا ہی دمنہ نے عرض کیا کہ شہریار کو لازم ہی کہ عظمت
اُسکی اس درجہ اپنے ذہن مین نہ رکھے اور اس مہم کو اتنا مشکل نہ سمجھے مین نے اُسکے کلام سے
حقیقت باطن کو کماحقہ دریافت کیا ہی اگر ارشاد ہو تو دست لبستہ آستانہ عالی پر حاضر کرون
کہ حلقہ غلامی کا گوش جان مین رکھے اور غاشیہ ہوا داری کا کبھی دوش سے نہ اُتارے شیر نے خوش
ہوکے اجازت دی دمنہ نے شنزبہ کے پاس آکر گفتگوے دلیرانہ آغاز کی کہ تو کون ہی اور کہان سے
آیا ہی اور کس نزاوسے ہی اور سبب آنے کا بے اجازت شہریار عالیجاہ کے اس مقام مین کیا ہی شنزبہ
نے حال اپنا راست بے کم و کاست بیان کیا دمنہ نے کہا کہ اے نادان والی اس ولایت کا دہ شیر

غران ہی کہ کوئی ہمجنس اُسکا مقابلہ نہین کرسکتا ہی بلکہ پیل مست کوہ پیکر اُس کی ہیبت سے
بید کے مانند کانپتا ہی اور اُسکی بے اجازت اس بیشے کی حوالی مین کوئی پیر نہین رکھ سکتا ہی تونے
کیا سمجھا ہی کہ بیبا کانہ اس وادی مین قرار پکڑا ہی تجھسے ہزارون بیل شیر کے لشکر مین شکار ہوتے
ہین شاید کہ موت تجھے لائی ہی اگر یہان سے جاکر حال تیرا بیان کیا تو اک آن مین تیری جان
فنا ہوتی ہی مگر مجھے تیری غریب الوطنی اور تنہائی پر رحم آتا ہی اسواسطے اپنی عادت کے موافق
چاہتا ہون کہ مہمان نواز اور غریب دوست رہون اور شیر کی خدمت مین لیجا کے تقصیر تیری
معاف کرا دون بلکہ شیر کی مصاحبت سے تجھے سرفرازی دلواؤن شتربہ نے جبکہ یہ حکایت سُنی
بید کے مانند کانپا اور دمنہ سے کہا کہ ای برادر اگر مین جانتا ہوتا کہ یہ ولایت اِس شہنشاہ کی ہی
تو زنہار قصد اس طرف کا نکرتا مگر مین غریب الوطن اور ناواقف ہون اگر غریب نوازی کی راہ
سے مجھپر رحم کرے تو کیا عجب ہی کہ اللہ تعالی تجھپر رحم فرماوے گا دمنہ نے قسم کھائی اور کہا
ساتھ میرے چل حسب دلخواہ تیری ملازمت شیر سے کرا دونگا شتربہ اسپر راضی ہوا اور دمنہ کے
ساتھ چلا جبکہ نزدیک پہونچے دمنہ نے پیشتر جاکر یہ ماجرا شیر سے بیان کیا اور شتربہ کے حاضر
ہونے کا مژدہ دیا کہ اسی عرصے مین وہ بھی آپہونچا اور زمین ادب کو بوسہ دیا شیر نے بالطاف
خسروانہ حال شتربہ کا پوچھا شتربہ نے از ابتدا تا انتہا اپنا حال بیان کیا شیر نے کہا کہ حاضر
رہا کر کہ ہمنے در الطاف خادمان بارگاہ اور مسافران غریب الوطن کے لئے کھلا رکھا ہی اور
مائدہ فائدہ انعام کو واسطے خاص و عام کے حکم دے رکھا ہی لمولفہ **بیت** وہ شاہ ہون سب
خلق ہی راضی مجھسے ٭ سب خوش ہین نہین ہی کوئی شاکی مجھسے ٭ گاؤ نے بعد دعا و ثنا کے کمر خدمت
چست باندھی اور ہمیشہ حاضرباشی کرنے لگا شیر بھی ہر روزہ زیادہ تر الطاف فرماتا تھا اور
تقرب اُسکا روز بروز بڑھتا جاتا تھا اور اعزاز و اکرام اُسکا بہ نسبت سب ارکان دولت
کے دمبدم ترقی پاتا تھا اور حسن و خوبی اور جوہر ذاتی اُس کے ہر دم ذہن مین
شیر کے راسخ ہوتے جاتے تھے حتی کہ مقربان عالی مقدار مین شمار ہونے لگا غرض کہ

اس خوبی سے حسن خدمت بجالایا کہ تھوڑے سے عرصہ مین شیر کا محرم اسرار ہوا اور ہر ساعت منزلت اُسکی زیادہ اور مرتبۂ عزت بلند ہوتا گیا کہ ایک ہی سال مین جمیع ارکان دولت اور اعیان حضرت سے مرتبہ شنزبہ کا زیادہ ہوگیا جبکہ دمنہ نے دیکھا کہ شیر نے عزت بیل کی سرحد افراط کو پہونچائی واکرام مین یہان تک افراط کی کہ مرتبۂ اعتدال سے درگذرا اور دمنہ کی بات کو کچھ اُس کے آگے وقعت باقی نہ رہی اور کسی مہم مین مشورہ اسکا درکار نرہا دست حسد سر پر مارنے لگا اور سرنفرت دیدہ دل مین دینے لگا اور آتش خشم وشعلۂ غیرت سے زاویہ دماغ جلنے لگا بیت دل مین حاسد کے بھڑکتی ہو اگر نار حسد ہے پہلے حاسد کو جلاتی ہی یہی کار حسد القصہ خواب وقرار دمنہ کا مفارقت کرگیا اور آرام وسکون نے ساحت سینہ سے رخت اقامت اُٹھا لیا شکایت اُسکی کلیلہ کے پاس لے گیا اور کہا کہ ای برادر ضعف رائے اور سستی تدبیر میری دیکھ کہ تمامی ہمت مین نے شیر کے آرام کے لیے صرت کی اور گاؤ کو کہ شیر کی بیقراری اور اضطرار کا باعث تھا اُسکی خدمت مین بآسانی تمام حاضر کیا آخر کار وہ جمیع مقربان سلطانی سے بیشی لے گیا اور مین اُسکی مصاحبت کے سبب اپنے مرتبے سے بھی گر گیا کلیلہ نے جواب دیا کہ جان من کار خود کردہ را علاج نیست یہ تیشہ آپ تونے اپنے پانوٗن پر مارا اور غبار فتنہ اپنے ہاتھ سے اپنی راہ مین برپا کیا تجھے وہ پیش آیا کہ جو زاہد کو پیش آیا تھا دمنہ نے کہا کہ ماجرا زاہد کا کیونکر تھا حکایت کلیلہ نے کہا کہتے ہین کہ ایک زاہد کو بادشاہ نے خلعت فاخرہ عطا کیا ایک چور اس حال پر اطلاع پا کے خدمت مین زاہد کی بارادت حاضر ہوکر مرید ہوا اور خدمت قرار واقعی کرنے لگا اور آداب طریقت کے سیکھنے مین یہان تک جہد بلیغ کی کہ محرم اسرار اُسکا ہوگیا جبکہ زاہد کو بسبب اعتماد کے عظمت ہوئی ایک روز خلعت چورا کے اپنی راہ لی جبکہ زاہد نے خلعت کو نہ پایا اور مرید کو غائب دیکھا سمجھا کہ وہ چور تھا اسی حیلے سے خلعت چورا لے گیا اور اُسکی تلاش مین شہر کی طرف روانہ ہوا راہ مین دیکھا کہ

دونخچیر لڑتے ہین اور ایک نے دوسرے کو مجروح کیا ہی اور خون دونون کا زمین پر
گرتا ہی روباہ گرسنہ اس حال مین خون اُنکا چاٹنے لگی کہ اتفاقاً دونون کی ٹکر کے بیچ مین
آپڑی استخوان اُسکے مانند سرمے کے پس گئے زاہد اس حال کے مشاہدے سے متنبہ ہوکر
روانہ ہوا شب کو شہر مین جا پہونچا دروازے اہل شہر کے بند پائے جگہ قامت کی
ہرچند تلاش کی نہ پائی قضارا ایک عورت کوٹھے پر کھڑی تماشہ دیکھتی تھی زاہد کی سرگردانی
سے سمجھی کہ یہ مرد غریب الوطن ہی مکان مین اپنے بلاکر جگہ دی زاہد غنیمت سمجھکر اُس مکان
مین فروکش ہوا اور گوشۂ کاشانہ مین بیٹھکے یاد الٰہی مین مشغول تھا اور وہ عورت بدکاری
و ناہنجاری مین شہرۂ آفاق تھی اور کنیزین اُسکی سامان بدکاری کے سب مہیا رکھتی تھین ایک
اُن کنیزون مین سے کنیز تھی کہ کرشمۂ جمال سے عروسان بہشت کو شرمندہ کرتی تھی اور آفتاب
عالمتاب کو آتش غیرت سے جلاتی تھی اور چشم مست کے تیر غمزے سے سینۂ عالم مین مانند حرف
کے رخنہ کرتی تھی اور لب جان بخش سے تنگ شکر کے مانند حلاوت روح افزا عطا کرتی تھی
وہ ساتھ ایک جوان زیبا و مشکین موسرو بالا ماہ سیما شیرین زبان باریک میان کے کہ ترکان
ختا اُسکی چین زلف سے پیچ‌وتاب مین تھے اور نوش لبان سمرقندی اُسکے شکر شور انگیز کے شوق
سے اضطراب مین تھے دل بستگی اس درجہ رکھتی تھی کہ جدائی ایکدم کی تلخی مرگ سے بدتر سمجھتی تھی ہمیشہ
باہم رنگ بوے گل کے مانند مفارقت نہ کرتی تھی وہ عورت اُسپر فریفتہ تھی اور وہ جوان مطلق
اُسپر التفات نہ کرتا تھا فقط اُس کنیز کا شیدا تھا یہ عورت وصل کنیز کے جوان سے بتنگ آئی چاہا
کہ اُس جوان کو ہلاک کرے اُسی شب کو زاہد اس بیچارے کے گھر مین مہمان تھا تدبیر اُسنے اُنکی ہلاکت
کی اس طرح پر کی تھی کہ شراب مین داروے بیہوشی کو ملا کر رکھا تھا جبکہ دونون سرشار بادۂ بیہوشی
ہوے زن بدکار نے سودہ زہر ہلاہل کو ایک نے مین رکھکے اور ایک سوراخ اُسکا پرہ بینی مین
جوان کے رکھا اور ایک اپنے مُنہ مین رکھکے چاہتی تھی کہ پھونکے تا دماغ مین پہونچنے کے ساتھ
مغز اسکا زرداب ہوکر بہ جاے کہ بحکم رب غیب وان چھینک اُس جوان کو آئی سودہ زہر کہ نے

مین بھرا ہوا تھا چھینک کے ساتھ رجعت[1] قہقری کرکے گلو اور دماغ مین اُس قحبہ کے سرایت کرگیا فوراً وہ ہلاک ہوئی بموجب مصرعہ ہم در سرآن روے کہ در سرواری بیت جو چاہا کسی نے کسی کا بُرا ٭ خدا نے کیا بس اُسی کا بُرا ٭ زاہد کو مشاہدے سے اس مکروہات کے وہ رات مانند روز قیامت کے دراز ہوگئی تھی جس وقت کہ زاہد صبح نے زاویہ شب ظلمانی سے مخلصی پاکے سجادۂ اطاعت کو محراب افق پر بچھایا عالم روشن ہوا زاہد نے اُس گروہ ابلیس خصلت کی ظلمت سے رہائی پائی اور نکلکر مکان دوسرا تلاش کرنے لگا ایک کفشگر نے کہ معتقد خاص زاہد کا اور نیز باشندہ اُس شہر کا تھا دیکھکر قدم پکڑے اور اپنے گھر مین لے گیا اور اپنے قبیلے کو زاہد کی خدمتگزاری مین مشغول کیا تمام روز اُسی طرح گذرا شب کو آپ بضرورت ضیافت کہ مدعو تھا باجازت زاہد ایک آشنا کے گھر مین گیا اور زوجہ اُس کفشگر کی ایک آشنا رکھتی تھی زیبا خوشخو عشوہ ساز عشقباز اور ایک دلالہ انکے درمیان آفت روزگار تھی کہ افسون و افسانے سے آب و آتش کو باہم جمع کرتی تھی اور چرب زبانی سے سنگ خارا کو موم بناتی تھی زن کفشگر نے گھر جاکر اُس دلالہ کو بلاکر کہا کہ اس شیرین لب کو خبر کر کہ آج کی شب شہد بے غوغاے مگس اور صحبت بے اندیشۂ عسس[2] سے ع برخیز و بیا چنانکہ من دانم و تو ٭ حسب الطلب ناگاہ وہ جوان در پر حاضر ہوا منتظر دروازہ کھلنے کا تھا بیک ناگاہ کفشگر اس شب ظلمانی مین مانند بلاے ناگہانی کے آپہونچا اور اُس مرد کو دروازے پر آکر دیکھا پیشتر از ین کفشگر کو بدگمانی بعض نشانون کے سبب سے تھی اسوقت کہ اِس ہیئت سے اُسے دیکھا یقین ہوا کہ وہ گمان میرا گمان نہ تھا بلکہ یقین تھا گھر مین آکے دیکھا کہ عورت بھی آراستہ و پیراستہ منتظرانہ بیٹھی ہی وضع اور سنگار اُسکا اور بھی کفشگر کے یقین کا شاہد ہوا کفشگر نے نہایت غصے سے موے سر اُس بدکارہ کے ہاتھ مین لیکر کفش کاری کرنا شروع کی جبکہ خوب زدوکوب کرچکا آخرکار ستون خانہ سے محکم باندھکر آپ بستر آرام پر دراز ہوا زاہد جو اُسوقت کہ کفشگر کا مہمان تھا دل مین کہتا تھا کہ بے تحقیق اس قدر زدوکوب کرنا انصاف سے دور ہی بلکہ اگر مین شفاعت اُس عورت کی کرتا تو بجا تھا کہ اس عرصے مین زن حجام کہ دلالہ تھی آئی کہا اے بن یار

تیرا خفا ہی جلد باہر آ اور فرصت وقت کو غنیمت جان کہ یار تیرا دروازے پر کھڑا یہ شعر مولف کا
پڑھ رہا ہی **بیت** ہجر کی شب ہمکو نیند آتی نہین + زلف شبگون کی قسم کھاتے ہین ہم +
کفشگر نے آواز حزین سے اُسکو نزدیک بلا کر کہا کہ اس شوہر بیرحم نے شاید اُسے در خانہ پر
دیکھا ہی کہ دیوانہ وار گھر مین آکر زیادہ از حد مجھے مارا اور دیکھ کہ اس ستون سے باندھا ہی
اگر مجھپر شفقت رکھتی ہی تو مجھے کھول اور مین عوض اپنے اس ستون سے تجھے نرم باندھون اور مین
جاکر اُس یار وفادار سے عذر خواہی کر آؤن اور اسکے بعد تجھے کھولدون اور آپ بندھکر بدستور
کھڑی رہون اگر یہ کرے تو مجھے لونڈی اور میرے محبوب کو غلام اپنے احسان کا کرے زن حجام نے
بکمال خوشی اپنا بندھنا اور کھلنا اُسکا قبول کیا اور وہ باہر گئی اس عرصے مین کفشگر جاگا اور اُس عورت
کو آواز دی زن حجام اُس خوف سے کہ آواز میری پہچانے گا نہ بولی کفشگر زیادہ خفا ہوتا تھا اور
چلاتا تھا تو بھی جواب نہ دیتی کفشگر از بس خفا ہوکر نزدیک آیا اور ناک اُسکی کاٹ کے ہاتھ مین رکھی
اور کہا کہ لے یہ تحفہ اپنے یار کو بھیجدے زن حجام خوف جان سے تسپر بھی نہ بولی اور دل مین کہتی تھی
کہ تماشا ہی کہ عیش کسنے کیا اور مصیبت کسکے سر پڑی جبکہ زن کفشگر پھر آئی خواہر خواندہ کی ناک
کٹی پائی نہایت غمناک ہوئی اور بہت عذر خواہی کرکے کھولدیا اور ستون سے آپ بندھکر کھڑی ہوئی
زن حجام ناک ہاتھ مین لیکر گھر کو بھاگی ع حیران کبھی ہنستی تھی کبھی روتی تھی قحبہ + زاہد نے یہ سب
صورتین دیکھین اور سُنین اور اس عجائب روزگار سے جوان دو راتون مین گذرا زاہد کو حیرت پر
حیرت ہوتی گئی مگر زن کفشگر نے بعد ساعت کے غوغا برپا کیا اور ہاتھ اُٹھا کر دعا شروع کی ملکا
بادشاہا تو سمیع و بصیر ہی کہ میرے شوہر نے مجھپر ستم کیا ہی اور تہمت اور افترائے ناحق مجھپر باندھکے
یہ حالت میری کی ہی تو مجھپر رحم کر اور اگر مین پاک ہون تو ناک میری کہ باعث زینت جمال
صفحہ چمن عذار ہی جیسی کہ تھی ویسی ہی درست کردے کہ سر مو نشان بھی باقی نرہے غوغاے
مناجات سے کفشگر بیدار ہوا اور نالہ مکر آمیز اور دعاے شور انگیز اسکی سُنکے چلایا کہ ای قحبہ یہ
کیا دعا ہی کہ کرتی ہی کہ دعا فاجرہ کی درگاہ الٰہی مین مقبول نہین ہوتی ہی **بیت** جاہے جو

ل خواہر خواندہ منھ بولی بہن ۱۲

ع عذار بالکسر رخسارہ و دو طرف ریش ۱۲

یہ دعا ہو قبول خدائے پاک ÷ اپنے زبان و دل کو تو دل بنائے پاک ÷ اس گفتگو مین فاحشہ
نے شور کیا کہ ای ستمگار ناخدا ترس مردم آزار اٹھ اور تماشا قدرت الٰہی کا بچشم عبرت مشاہدہ کر
کہ جو دامن میرا آلودۂ فسق و فجور سے پاک تھا تو ایزد سبحان نے ناک مجھ شکستہ دل کی درست
کر دی اور تجھے خلق مین روسیاہی دی اور مجھے فضیحت دنیا سے نجات بخشی مرد سادہ لوح
نے کہ فریب شیطان اور مکر زنان سے غافل تھا چراغ روشن کر کے دیکھا تو واقعی ناک اسکی
درست ہی اور کہین نشان زخم باقی نہین ہی فی الحال معترف اپنے قصور کا ہوا اور ہزار
عذر خواہی و سماجت پیش آیا اور یہ یقین سمجھا کہ یہ عورت پاکدامن بلکہ اولیاء اللہ سے ہی
اسکے بند دست کھولے اور بہزار منت قصور اپنا معاف کروایا اور توبہ کی کہ اسکے بعد اگر کوئی شبہ
بھی واقع ہو تو اُسے وسوسہ شیطان کا سمجھون گا اور کوئی تمام اگر سو دلیل سے فسق اسکا ثابت کریگا
تو مین محض افترا اور سخن سازی جانونگا اور مدت العمر اس مشورہ صلاحیت پیشہ کے فرمانے سے
کہ مستجاب الدعوات ہی باہر نہونگا ادھر تو یہ گذرا اور اُدھر زن حجام نافرجام اپنی ناک مانند
جام کے ہاتھ پر رکھ لہو مین ڈوبی ہوئی متحیر تھی کہ کیا حیلہ برانگیختہ کرے اور یہ صورت کس شکل سے شوہر کو
دکھائے اور ہمسایہ اور اقارب سے کیا عذر در پیش لائے اور اپنے اور بیگانے کے سوال کا کیا جواب
دے اس حال مین صبح کاذب دمیدہ ہوئی حجام جاگا اور آواز دی کہ کسوت میری دے کہ فلانے
خواجہ کا روز اصلاح ہی تا علی الصباح وہان جا پہونچون عورت نے جواب نہ دیا جبکہ حجام چلا آیا
زن بینی بریدہ ایک استرہ حجام کے ہاتھ مین دیا حجام غصے مین آیا اور اُس تاریکی مین استرہ اُسکی
طرف پھینک دیا اور کہا کہ مین کسوت تمام ای نافرجام مانگتا ہون اور تو نے ایک استرہ دیا
عورت نے غوغا کیا کہ ہائے ناک حجام متحیر اقربا اور ہمسایہ اس غوغا سے جمع ہو گئے اور عورت کو
خون آلودہ اور بینی بریدہ دیکھا زبان شماتت حجام پر سب نے کھولی ده . بیچارہ پریشان
نہ روے اقرار رکھتا نہ زبان انکار جبکہ صبح جہان افروز نے پردہ ظلمت کا آگے سے اُٹھایا
اور آئینۂ گیتی نما یعنی آفتاب جہان آرا درخشان ہوا بیت شب کٹی آخر نمایان ہو گئی

آغاز صبح + آتش خورشید نے کی گرمی بازار ہیچ + اقربا عورت کے حجام بیگناہ کو گرفتار کرکے
نزدیک قاضی شہر کے لیگئے اتفاقاً زاہد دم صبح قاضی کی ملاقات کے واسطے کہ معرفت سابق
رکھتا تھا حاضر ہوا تھا محکمے مین موجود تھا اور یہ سب تماشا من اولہ الی آخرہ مشاہدہ کیا
تھا جبکہ اقربائے زن حجام نے مرافعہ اسکا رو برو قاضی کے کیا قاضی نے پوچھا کہ اس عورت
کی ناک کاٹنے کا سبب کیا تھا حجام عقل و ہوش باختہ سے جواب معقول سرانجام نہوا قاضی
نے بحکم الجروح قصاص کے حکم دیا زاہد اُٹھا اور کہا یا ایہا القاضی اس کام مین تامل کر اور
دیدۂ فراست کھول کہ چور خلعت میرا نہین لیگیا اور روباہ ہلاک نہین ہوئی اور زن بدکار کے
زہر ہلاہل نے اثر نہین کیا اور زن کفشگر نے بینی حجام کی جورو کی نہین کٹوائی بلکہ یہ سب بلائین
مین نے بچشم خود دیکھی ہین قاضی نے حجام کے قصاص سے تامل کیا اور زاہد کی طرف متوجہ
ہوا کہ اس حجام کا ترجمان ہو اور اس معنی بند کا بیان واضح فرما زاہد نے جو معائنہ کیا اور
سُنا تھا از ابتدا تا انتہا مشروحاً بیان کیا کہ اگر مجھے مرید کرنے کی آرزو نہوتی تو ترہات
درد مین گرفتار نہوتا اور روباہ اگر گرفتار طمع نہوتی تو وہ نخچیرون کے صدمے سے ہلاک
نہوتی اور وہ زن فاحشہ جوان کا اگر قصد نکرتی تو جان شیرین تلخی سے نہ کھوتی اور
زن حجام اگر مددگاری حرام کاری کی نکرتی تو یہ گت نہوتی اور فضیحت عالم نہوتی اور جو
کوئی کہ بدی کرے تو نیکی کی طمع نرکھے اور جو کہ اندرائن بوے اُمید ذائقہ انار شیرین کی
نہ کرے **بیت** چنین گفت دانائے آموزگار + مکن بد کہ بد بینی از روزگار + اور یہ مثل
اِس لئے کہی مین نے کہ تو جانے کہ راہ اس محنت کی خود اپنے واسطے تو نے نکالی ہے اور دروازہ
اس رنج و مشقت کا اپنے آپ منھ پر کھولا ہے ع گفتا بکہ نالیم کہ از ماست کہ بر ماست +
دمنہ نے کہا کہ اے برادر مین ہر طرح سے حیلہ اُٹھاؤنگا اور مضامین فساد کو یہان تک
ترقی دونگا کہ گاؤ کو مرتبۂ عزت سے گرا کر اخراج کرا کے باینداقتل کراؤنگا اُسوقت
آتش دل البتہ منطفی ہوگی والا مذہب حمیت سے بہت دور ہے کہ اب اس امر مین

کوتاہی کرون اور بزرگون نے بھی کہا ہی کہ پانچ کامون مین جتنی سعی کرے معذوری بجا ہی
اول بشرط اسکے کہ تارک دنیا نہو تو طلب حشمت وجاہ مین جتنی کوشش کرے مناسب
ہی دوسرے پرہیز کرنا اُس چیز سے کہ حال و استقبال مین جس سے گمان مضرت ہو
تیسرے محافظت منفعت مین کبھی غفلت نہ کرے چوتھے بچانا آپ کو اُس ضرر سے کہ جسمین
مبتلا ہو گیا ہو پانچوین تدبیر صائب سے جلب نفع اور دفع ضرر کی سعی ہر دم خیال مین
رکھے اور مین یہان تک اس بات مین کوشش کرونگا کہ رقیب کو دفع کرکے اپنے
منصب کو پھر پہونچونگا اور اس گاؤ کو گوشت یا طعمہ سباع کرونگا و یا اس بلا کا اخراج
کلی کر دونگا کہ یہ دغدغہ کسی نوع سے باقی نرہے اور مین اُس ضعیف چڑیا سے کم ہمت نہین
ہون کہ عوض اُسنے اپنا باشے سے لیا کلیلہ نے کہا کہ حکایت چڑیا اور باشے کی کیا ہی حکایت
دمنہ نے کہا سُنا ہی مین نے کنجشک کے جوڑے نے ایک درخت کی شاخ پر آشنا یا لگایا
تھا فقط دانے پانی پر قناعت کرکے یاد الٰہی مین بسر کرتے تھے ایک باشے کا بھی
نزدیک اُسکے آشیانہ تھا جبکہ بھوکا ہوتا تھا برق کے مانند جانوران پر گر پڑتا تھا جبکہ
یہ کنجشک بچے نکالتی تھی اور پرورش پاکے قریب اُڑنے کے ہوتے تھے باشہ کمینگاہ
سے حملہ کرکے اُسکے بچے شکار کرکے طعمہ اپنا کرتا تھا اور چڑیون کو بحکم حب الوطن
من الایمان کے اُس آشیانہ کا چھوڑنا دشوار تھا اور باشے جفا پیشہ کے ظلم سے کوئی
تدبیر بچنے کی بھی نہ کرسکتے تھے نہ پاے سفر رکھتے تھے نہ روے اقامت ایک بار انکے بچے
قریب اُڑنے کے ہوے تھے اور مان اور باپ اُنکے بالیدگی اور رشد دیکھکر نہایت
مسرور و خرم تھے کہ ناگاہ خیال باشے جفاکار کا خاطر مین گذرا کہ اُنھین طاقت اُڑنے
کی کما حقہ حاصل نہین ہی مبادا وہ ظالم اُنھین شکار کرے تو کس طرح کا رنج حاصل
ہو اس اندیشے مین وہ سب خوشی مبدل بغم ہوئی اور آثار اندوہ ان دونون
کے چہرے پر نمایان ہوے ایک بچہ ان مین کہ قریب رشد کے

پہونچا تھا بفراست اُسنے اوّل خوشی کا ہونا بعدہٗ فوراً ملال کا چہرے پر آجانا دریافت کیا
ماں باپ سے ان دونوں حالوں کا سبب پوچھا اُنھوں نے جواب دیا کہ اے پسر لمولفہ
بیت نہ پوچھ احوال اے فرزند دل کے زخم کاری کا ÷ اُبلنا دیکھ لے بس چشم تر سے
خون جاری کا ÷ اسکے بعد قصہ سیاہی کا اور فرزندان گذشتہ کا اور وہ اندیشہ جو فی الحال
لاحق ہوا تھا مفصل بیان کیا بچے نے کہا اے والدین حکم قضا سے سرتابی طریق بندگی سے
دور ہے لیکن مسبب الاسباب نے ہر درد کی دوا پیدا کردی ہے اور ہر مرض کے واسطے شفا رکھی
ہے اگر اس عقدے کے حل ہونے میں سعی کرو اور اعانت اُسکی درگاہ سے مانگتے رہو تو دور نہیں
ہے کہ قاضی الحاجات سے مدعا تمھارا حاصل ہو اور بلا سے تمھیں نجات ملے کہ وہ ہمیشہ
شکستہ پایوں کی دستگیری کرتا ہے یہ بات بچے کی اُنھیں پسند آئی ایک نے تردد تلاش
طعمے میں پرواز کی اور دوسرے نے باشہ کی دفع جور کی چارہ جوئی کے واسطے راہ صحرا
کی لی مگر یہ تردد تھا کہ کہاں جاؤں کس سے درد دل اظہار کروں **بیت** رات دن
رہتے ہیں مجھپر صدمہ ہاے درد دل ÷ پر کروں کیا سخت مشکل ہے دواے درد دل ÷
کہ اس حال میں ایک سمندر آتشکدے سے باہر آیا تھا فضاے صحرا میں پھرتا تھا گنجشک
کی نگاہ اُسپر پڑی اُسنے ہیئت عجیب اور شکل غریب دیکھکر دل میں کہا کہ حکایت اپنے
درد دل کی اس جانور غریب صورت سے کہوں شاید کہ عقدہ میری خاطر کا کھولے
اور کچھ علاج درد دل کا بتاوے آداب تمام سے سمندر کے نزدیک جاکے لوازم بندگی
اور شرط نیازمندی بجا لاکے زبان توصیف اُسکی غریب نوازی اور مسافر پروری
کے بیان میں کھولی سمندر نے کہا کہ آثار ملال تیرے بشرے سے ملاحظہ کرتا ہوں اگر
رنج راہ ہے تو چندے اسی جگہہ توقف کر کہ آسودگی سے رنج تیرا مبدل براحت ہو اور
اگر دوسری وجہ ہے تو اظہار فرما تا اپنی طاقت کے موافق سعی کی جاوے گنجشک نے
اپنا حال زار اس طرح مشروحاً بیان کیا کہ اگر سنگ خارا کے سامنے کہتا تو اُسکا

بھی دل بانند موم آتش رسیدہ کے نرم ہو جاتا سمندر کو اس حال کے سننے کے بعد رقت
لاحق ہوئی اور کہا کہ صبر کر انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب اس بلا کو تیرے سر سے دفع کرتا
ہون یعنی وہ تدبیر سوچتا ہون کہ خانہ اور آشیان اُسکا اور جو کچھ کہ اسمین ہو سوختہ ہوکر
برباد و فنا ہو جائے مگر نشان اپنے آشیانے کا بتا بنجشک نے پتا اپنے مکان کا اس طرح دیا کہ
زیادہ تر مشاہدہ سے اُسکے خیال مین آگیا اُسکے بعد بنجشک کو رخصت کیا اُسنے اپنے آشیانے کیطرف
بہزار سرور رجوع کی اور سمندر شب کو اپنے ہمجنسون کی جماعت ساتھ نفط اور گندھک لیکے
متوجہ اس مقام کا ہوا اور نزدیک پہونچ کے آہستہ آہستہ باشے کے قریب نفط اور گندھک تمام
آشیانے پر چھڑک گیا اور وہ اپنے جوڑے اور بچون کے ساتھ خواب ناز مین غافل تھا اُسیوقت
حکم خداے قہار سے تند باد وزان ہوئی اور نفط نے دفعۃً آگ لی اور شعلہ بھڑکا کہ زن و
بچے باشے کے سب جل گئے اور یہ مثل اسلیے بیان کی ہو کہ جو کوئی دفع دشمن مین کوشش
کرے اگرچہ خود ضعیف اور دشمن قوی ہو مگر ظفر اور فتحیابی کی اُمید ہی کلیلہ نے کہا یہ بات
اُلٹی تیرے خیال مین سمائی ہی یعنی جو کوئی کسی ضعیف کو بے جہت ستاتا ہی اور حسد کو کہ
مردود خدا ہی دل مین جگہ دیتا ہی عوض اُسکا بہت جلد پاتا ہی چہ جائے کہ دشمن قوی
اور خود ضعیف ہوا اور آپ ہی بے سبب حسد سے ارادہ بدی کا کرے تو یقین ہی کہ خود
خراب ہو جاوے آگے غیب دان جانے ظاہرا شیر نے اُسے اختصاص بخشا ہی اور عہدۂ
سرفرازی اُس کو دیا ہی اور صحبت اُس سے برارہی بس مزاج شیر کا اس سے متغیر کرنا
بہت مشکل نظر آتا ہی اور بادشاہ جسے کہ سرفرازی دیتے ہین بے سبب قوی اسے خوار و ذلیل
نہین کرتے ہین اور جسکو کہ اُٹھاتے ہین بغیر وقوع خطاے عظیم نہین گراتے ہین سو وہ چند
مقام ہین اور حاصل اسکا یہ ہی کہ جب تک اس سے عداوت اور دولت سلطنت اور
افشاے راز سرزد نہین ہوتا ہی اور حد تحقیق کو نہین پہونچتا ہی تب تک زنہار اُسے
ذلیل نہین کرتے ہین اور بادشاہی کے لائق بھی یہی ہے والا اعتبار سلطنت و جہانداری

جہان سے اُٹھ جائے بیت چوب راآب فرو می نہ برد باعث چیست ٭ شرمش آید
زفرد بردن پروردۂ خویش ٭ اور مانند اسکے یہ دوہا بھی ہی دوہا جل کاٹھے بورے
نہین کہو کہان کی پریت ٭ سینچا جانکے یہی ٹبرون کی ریت ٭ دمنہ نے کہا کہ کوئی سبب
اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ بادشاہ نے اُسکی پرورش مین مبالغہ کیا ہی اور کل ارکان دولت
پر مرتبہ اسکا یہان تک بڑھایا ہی کہ بادشاہ کی ملازمت سے سب متفرق ہین اور منافع خدمت
اور صلاح وہی اُن لوگون کی بالکل موقوف ہی اور ایسی صورتون مین آفت بزرگ سلطنت
پر وارد ہوتی ہی اور حکمانے کہا ہی کہ آفت ملک کی چھ چیزون پر متصور ہی اول ارکان
دولت کو نا امید کرنا دوسرے ایسے فتنے کہ جسنے لڑائیان بے سبب در پیش کین اور بے سوچ
کام کیے۔ اور تلوار دشمنون کی اکثر نیام سے باہر آئی تیسرے ہوا خواہ یہانتک رنجیدہ ہون کہ
بادشاہ کی عیب گوئی پر آئین اور بادشاہ عیش و عشرت اور لہو لعب مین مشغول رہے اُسکی
استمالت سے بے پروائی کرے چوتھے گناہون کی کثرت سے مانند قحط اور وبا اور زلزلہ
اور غرق و حرق اور اُس کے مانند بلائین پیش آئین پانچوین جنگ کی جگہ صلح اور مقام
صلح مین جنگ کرے اور بادشاہ کو چاہیے کہ باب قہر کو بند کرے اور دروازہ لطف کا کھولے
کہا کہ یہ حال جو تونے بادشاہ کا بیان کیا اسمین قصور شنزبہ کا کیا ہی کہ بادشاہ نے اسپر
الطاف کیے کوئی ایسا ہی کہ بادشاہ اسے سرفراز کرے اور وہ انکار کرے لیکن تونے خیر خواہی
نخواہی انتقام پر کمر باندھی ہی اور مکین شنزبہ پر بیٹھا چاہتا ہی کہ کسی طرح اسے ضرر
ہوپنچے اور مین یہ جانتا ہون کہ اندیشہ ضرر کا کسی کے حق مین بطریق مکافات بھی اپنا ہی
ضرر کرنا ہی اور اس بارہ مین مؤلف نے سچ کہا ہی بیت اُسی کا بُرا جلد ہوتا ہی گویا ٭
جو کوئی کسی کا بُرا چاہتا ہی ٭ اور جو کوئی دیدۂ عبرت کھولے گا اور مکافات نیک و بد کا لحاظ
کریگا تو غالب طرف نیکی کے آئیگا اور ہاتھ اور زبان کو ایذاے مخلوق سے محفوظ رکھیگا جیساکہ
بادشاہ دادگر کا حال گذرا دمنہ نے پوچھا کہ بادشاہ دادگر کا حال کیونکر تھا حکایت کلیلہ نے

کہا کہ اگلے زمانہ ماضی مین ایک بادشاہ تھا ظالم خونخوار ستم پیشہ غریب آزار دست تعدی
دراز کیا تھا اور پاے طغیان جادۂ اعتدال سے باہر رکھتا تھا ایک عالم نے اسکے لیے
دست بدعا اٹھائے تھے اور زبان نفرین کھولی تھی ایکدن یہ بادشاہ سیر و شکار سے پھر آیا
اور منادی کی کہ مین نے اپنی عمر شکستہ پائون کی آزار رسانی اور ضعیفون کی ایذا دہندی مین
بسر کی اور خرابی آخرت مین کوشش کرتا رہا اب توبہ صادق کرتا ہون اور عہد مضبوط
باندھتا ہون کہ بعد الیوم دست ظلم دامن رعایا تک نہ پہونچنے دونگا اور پائون کسی ستمگر کا
کوچہ برایا مین نہ پڑنے پاے گا بیت رعیت کو دلتنگ رکھے جو شاہ ÷ نکیونکر رعیت ہو
اسکی تباہ ÷ رعایا کو اس خوشخبری سے جان تازہ حاصل ہوئی اور فقیران ستم رسیدہ کا اس بشارت
سے گل مراد باغ امید مین شگفتہ ہوا آخر نوبت عدالت اسکی یہان تک پہونچی کہ بچہ آہو شیر مادہ
شیر بیخوف و خطر پیتا تھا اور موش گربہ کے ساتھ بازی کرتا تھا القصہ حال اسکے عدل کا یہانتک
پہونچا کہ بادشاہ دادگر اس کا لقب ہو گیا بیت یہ رعیت اسے معدلت پر ہوئی ÷ دھوپ مین
کی نگہبان صرصر ہوئی ÷ ایک ندیم بادشاہ نے وقت فرصت پاکے عرض کیا کہ بادشاہ عدالت
پناہ کی عمر دراز ہو سبب اسکا کیا ہی کہ مزاج اقدس دفعۃً ظلم و جفا سے احسان و وفا کی طرف
مائل ہوا ہی بادشاہ نے فرمایا کہ مین ایکدن شکار مین کوشش کرکے ایک درخت کے سایہ مین
کھڑا ہو کر ہر چہار طرف نگاہ کرتا تھا دیکھتا کیا ہون کہ سگ شکاری ایک روباہ کے پیچھے دوڑا
اور اسکا پائون پکڑ کے اتنا چبایا کہ استخوان ریزہ ہو گئے روباہ واویلا کرتی ہوئی ایک غار
مین در آئی وہ کتا تھوڑی دور گیا تھا کہ پیادے نے پتھر مارا پائون اسکا بھی ٹوٹ گیا پیادہ
چند قدم چلا تھا کہ گھوڑے نے لات ماری پیادہ بھی لنگڑا ہوا گھوڑا تھوڑی دور گیا تھا پائون
ایک سوراخ مین پڑ گیا نلی اسکے پائون کی بھی چور چور ہو گئی جبکہ یہ تماشا دیکھا اپنے دل مین
سمجھا مین کہ مکافات بدی کی بدی ہی کہ کیا ان سبنے کیا اور کیا پایا جو کہ اختیار کریگا اسکا نتیجہ بھی آخر
دیکھیگا وہ چیز کہ جس سے راضی نہوگا اور یہ مثل اسلیے بیان کی ہی کہ مکافات بدی سو ڈرے اور

مقام بداندیشی سے کنارہ کرے مبادا کہ وبال اُسکا بتر ابلاے جان ہو جاوے اور حاصل
اس حدیث کا یعنی من حفر بیر الاخیہ فقد وقع فیہ تجھے بھی پیش آئے اور ایک بزرگ نے فرمایا
ہی کہ بدی نکر بدی پائیگا اور گڑھا کسی کی راہ مین نہ کھود آپ گر پڑیگا دمنہ نے کہا مین واقعی
مظلوم ہون نہ ظالم ستمکش ہون نہ جفا کیش پس جو کوئی ظالم سے عوض لے اُسے کیون ضرر
ہونے لگا کلیلہ نے کہا کہ اُسنے تجھپر کیا ظلم کیا ہی بادشاہ نے اُسپر کرم کیا اور تجھے اپنا حسد آپ آزار ہو گیا
شنزبہ کا اسمین کیا گناہ بالفرض اس عمل مین اگر تجھے ضرر نہ ہو پہنچے لاکن ہلاکت شنزبہ مین سعی تیری کیا
کام آئیگی تجھ سے قوت اُسکی زیادہ ہی اور معین بیشمار رکھتا ہی اور خود بادشاہ اُسکا حامی و مددگار ہی
دمنہ نے کہا کہ بناء کار قوت بسیار اور مددگاران بیشمار پر نہین ہی راے درست اور تدبیر حسیت اس
مقام مین مقدم جاننا چاہیے کس واسطے کہ جو تدبیر و تزویر سے ایسے مواقع مین کام نکلتا ہی وہ زور
و قوت سے ہرگز نہین بن آتا ہی کیا نہین سُنا ہی تو نے ایک زاغ ناتوان نے بتدبیر عقل مار خونخوار
کو ہلاک کیا کلیلہ نے کہا یہ کیونکر تھا **حکایت** دمنہ نے کہا کہ ایک زاغ نے کوہ مین آشیانہ کیا
تھا اور اُس آشیانہ کے نزدیک سوراخ تھا اُسمین ایک سانپ رہتا تھا کہ اُسکا زہر ہلاکت اور
لعاب بیخ دندان مبطل حیات تھا جبکہ یہ زاغ بچے نکالتا تھا سانپ کھالیتا تھا زاغ کے جگر مین
صدہا داغ فرزندون کی ہلاکت سے پڑ گئے تھے جبکہ نوبت سانپ کی ستمگاری اور زاغ کی
بیقراری کی حد سے درگذری شکایت اس حال کی ایک شغال سے کہ دوست اُسکا تھا کی مین اس
زندگی سے ہزار بار موت کو چاہتا ہون کہ اس ظالم شکاری کے ہاتھ سے کوئی تدبیر نجات کی نہین
ہم پہونچتی ہی اور حب لوطن بھی نہین چاہتا ہون کہ وطن موروثی کو چھوڑ دون اور حمیت بھی
رخصت نہین دیتی ہی کہ اپنے بچونکا عوض لیے بغیر اور طرف نکلجاؤن اے یار وفادار تو کچھ تدبیر بتا
کہ مین اس بار غم سے سبکدوش ہون شغال نے کہا تو نے بھی کچھ تدبیر اپنے دلمین دفع کی ٹھہرائی ہی
زاغ نے کہا کہ یہ تدبیر ہی کہ جب شب کو یہ سانپ خوب غافل ہو کر سو جاوے تو منقار سے دونون
آنکھین نکال لون شغال نے کہا کہ یہ تدبیر راہ صواب سے دور ہی خردمند قصد دشمن کا اسطرح کرتے ہین

کہ خطرہ اپنا متصور نہو تو اس تدبیر کا ہرگز قصد نہ کرنا مانند ماہی گیر کے کہ کچھوے کی ہلاکت کا ارادہ
کیا اور جان عزیز اپنی برباد کی ہلاک ہوگیا زاغ نے کہا کہ یہ قصہ کیونکر تھا

حکایت ماہی گیر

حکایت شغال نے
کہا کہ ایک ماہی گیر تھا کہ کنارہ دریا کا اختیار کیا اور بنا بر تلاش رزق مچھلیون پر رکھی تھی یعنی
بقدر حاجت ہر روز مچھلیان بیچ کے گذران کرتا تھا جبکہ ضعف پیری نے اعضاے بدن مین جگہ پکڑی
اور قوت نے جواب دیا اور قوت لایموت سے درماندہ ہوا اور شکار کی قوت کچھ باقی نرہی دام غم مین
گرفتار ہوا اور دل مین کہتا تھا کہ افسوس عمر غفلت و اسراف مین بسر کی اور ایام پیری کے واسطے
کچھ ذخیرہ نہ کیا آج کہ قوت پیدا کرنے کی قوت باقی نرہی کیا تدبیر کرون اور کس طرح باقی عمر بسر
کرون اب بہتر یہ ہی کہ دام شکار پھینکدون اور دام فریب بچھاؤن اس کے سوا کوئی تدبیر بن نہین
آتی ہی غالب ہی کہ اس حیلے سے باقی عمر بسر ہو جاوے یہ فکر دل مین کرکے ایک دن اندوہناک
آہ کرتا ہوا اور نالے بھرتا ہوا لب آبگیر آبیٹھا ایک کچھوے نے کہ مدت سے اُسکا آشنا سا تھا سر
باہر نکالکے پوچھا کہ ای یار عزیز باعث تیری غمناکی کا کیا ہی کہ حد سے زیادہ تجھے نزار دیکھتا ہون
ماہی گیر نے کہا کہ کیونکر غمناک نہون تو جانتا ہی کہ میرا مایۂ زندگانی یہی تھا کہ اس آبگیر سے بقدر ضرورت
ایک دو مچھلیان شکار کرکے اس سے معیشت کرتا تھا چندان ضرر مچھلیون کو بھی نہ پہونچتا تھا کہ پیدایش
اور افزایش اُنکی بہت اور خرچ میرا تھوڑا ہی سو آج ماہی گیر سلطانی کہ اس راہ سے گذرے
آپس مین گفتگو کرتے تھے کہ والی شہر کو ماہی کے شکار کا شوق ہوا ہی اسلیے ہمین خبر کو بھیجا ہی
کہ جس جگہ مچھلیان بہت ہون خبر لاؤ کہ وہان چل کے شکار کرون سو دریافت ہوا کہ اس آبگیر
مین مچھلیان بہت ہین کل ہزارون دام اسمین پڑجائین گے اور ایک مچھلی نہ بچے گی یہ سُنکر
مین نے ہرچندان سے سماجت کی کہ اس آبگیر سے رزق میرا جاتا ہی بادشاہ کو اور آبگیر پر
لیجاؤ اور میری پیری پر رحم کرو اُنھون نے ہرگز نہ مانا سو مین مبتلا ہون کہ کل ان مین
سے ایک ماہی باقی نرہیگی پس مین کیا کرون گا اور کدھر جاؤنگا یہ سُنکر کچھوا آبگیر مین
گیا اور یہ ماجرا مچھلیون سے بیان کیا خروش تمام آب گیر مین پیدا ہوا کچھوے کے ساتھ

سب مچھلیان ماہی گیر کے نزدیک آئین اور کہا کہ ہمین راہ نجات خیال مین نہین آتی ہی
اَب تجھسے مشورہ پوچھتے ہین حدیث شریف مین آیا ہی المستشار موتمن مشورہ دینے والا امین ہوتا
ہی اگر دشمن بھی پوچھے تو اُسے صلاح نیک دے چہ جائے نفع تیرا ہماری حیات مین
شریک ہی اب تو بتا کہ ہم کیا کرین اور کیونکر اس بلا سے بچین صیاد نے کہا کہ وہ ماہی گیر
بادشاہی مجھسے ان سے صورت مقابلہ کی نہین ممکن الا ایک تدبیر میرے خیال مین گذرتی ہی
اگر تم کرو تو کوئی تمھارا کچھ نہین کر سکتا ہی یعنی یہان سے نزدیک ایک گنبد آبگینہ کہ پانی اُسکا
صفا مین صبح صادق سے دم برابری کا مارتا ہی اور عکس آئینۂ گیتی نما سے سبقت لے گیا دانہ
ریگ اسکی تہ سے صاف نظر آتا ہی اور اسقدر پانی ہی کہ کسی تدبیر سے اسکی تہ تک دام ماہی گیر نکا
بلکہ خیال بھی پہونچ سکتا نہین ہی تم چلکر پناہ اسمین لو جبکہ بادشاہ آئیگا آبگیر کو خالی پائیگا
و امدادون کو سزا ملے گی اور آیندہ پھر کوئی قصد آبگیر کا نہ کرے گا پھر تمھین اختیار ہی خواہ
وہین رہو خواہ اپنے وطن قدیم کو مراجعت کرو مچھلیون نے کہا کہ صلاح نیک تو نے فرمائی
لیکن تیری مدد کے سوا ہم کیونکر وہان پہونچین گے ماہی گیر نے کہا کہ جو کچھ میری قوت سے
ہوسکے گا دریغ نہ کرونگا فرصت بہت کم ہی مچھلیون نے زاری کی کہ مددگاری ہماری ضرور
فرما کہ اللہ تعالیٰ ضائع نہین کرتا ہی اجر احسان کرنے والون کا صیاد نے کہا کہ تامل کرو کہ
مین صیادان بادشاہی تک جاکے ایک تدبیر کرتا ہون اگر بن آئی تو تم سے دریغ نہ کرونگا
ماہی گیر جاکے تھوڑی دیر کے بعد آیا اور کہا کہ مین نے ہزار حیلے سے ایک مہینا باز رکھا ہی جب
وہ بادشاہ کو طرف شکار کے لائین گے تب تک تمکو بدفعات اُس آبگیر تک پہونچا دونگا
اب آؤ دو چار کو اپنے دوش پر رکھکے پہونچا دون یہ ہر روز چند مچھلیان اسی فریب سے
لیجاتا تھا ایک کو کھاتا تھا اور باقیون کو بیچتا تھا اور جبکہ یہ ماہی گیر لب آبگیر آتا تھا ایک دوسرے
پر افسوس کرتی تھین اور چشم خرد اُسکی سہو اور غفلت پر روتی تھی اور کہتی تھی کہ جو فریب دشمن پر
فریفتہ ہوگا اور خسیس بدگوہر کے قول و فعل کا اعتماد کریگا انجام اُسکا بخیر نہوگا جیسا کہ کبیشری

ہندی نے کہا ہی دوہا منتی پر اور بہت جو تیری کے پیتا ہی سوت نروے زاڑ پر پھر پاچھے پچھتائے مچھلیان بیشتر جا چکین اور نوبت اُس کچھوے کی آئی ماہی گیر سوچا کہ اسے نہی بازار مین مجھسے کوئی چورنگ کے واسطے چند آنے کو لے لیگا یہ سوچ کے کچھوے کو دوش پر لیچلا جبکہ کچھوا سمجھا کہ اسنے راہ لی شہر کی معلوم کیا کہ اس غدار نے اسی مکاری سے کام سب کا تمام کیا ہو اب نوبت میری ہی پس بہتر یہ ہی کہ جو وقت گریز باقی نہ رہے تو دست شمشیر تیز پر رکھنا ضرور ہی اب کوشش کرنا چاہیے دو حال سے خالی نہین ہی اگر کام دشمن کا تمام کیا تو نام مردانگی صفحہ روزگار پر باقی رہا اور اگر مر گئے تو بھی کوئی بے حمیت نہ کہیگا قطعہ چو خصم قصد تو کرد از برای دفع ضرر بجد و جہد بکوش ار بعقل مشہوری اگر مراد بدست آیدت بکام رسی وگر بهم نرسد آن زمان تو معذوری اسکے بعد کچھوے نے جست کر کے حلق ماہی گیر کا پکڑا اور چبانا شروع کیا ماہی گیر ضعیف و پیر تھوڑے سے فشار مین تمام ہو گیا اور کچھوے نے آبگیر کی راہ لی جبکہ منزل کو پہونچا ماجرا اپنا اور ماہی گیر کا بیان کیا اور ماہیان گذشتہ کی تعزیت کے بعد باقیماندون کو تہنیت زندگانی کی دی سب خوش ہوئین اور مچھلیون نے حیات اپنی دوبارہ سمجھی اور یہ قطعہ تکرار کرتی تھین قطعہ مرگیا دشمن کوئی دم شادمانی کیجیے عمر آدم ہی جو دم بھر زندگانی کیجیے مرگ دشمن سے شماتت کیا مگر شادی سے اب زرد ہی غم سے جو چہرہ ارغوانی کیجیے پس یہ مثل اسواسطے بیان کی ہی تا جانے تو کہ اکثر لوگ اپنے حیلہ سے آپ ہلاک ہوے ہین مین تجھے وہ صورت بتاؤن کہ اگر اسکے موافق کام کرے تو تیری بقا اور دشمن کی ہلاکت کا سبب ہو زاغ نے پوچھا کہ وہ کیا ہی شغال نے کہا کہ قریہ کی طرف اُڑ کے جا اور چپ و راست نظر کر کوئی چیز ایسی کہ جسے تو اُڑا سکتا ہی منقار مین لیکر اُڑ مگر اس طرح کہ آدمیون کی نظر سے غائب نہو جانا غالب ہی کہ مالک اس چیز کا تیرا تعاقب کرے جبکہ تو نزدیک مار کے پہونچے اُس چیز کو چھوڑ دینا جبکہ اس کو دیکھین گے اول کام اُسکا تمام کرین گے اسکے بعد اُس چیز کو لینگے اور تو بے رنج و مشقت دشمن سے مخلصی پاے گا

دوہا — بالفتح و تشدید نث و عار و بفتح بیرن از فارسی ۱۲

فشار — بالفتح اول بسیار کشیدن دبایا جانا ۱۲

شماتت — بالفتح شادی بدشمن و خوش شدن به بلای کسی ۱۲

تعاقب — بالفتح پیچھے آنا ۱۲

بموجب مشورے شغال کے زاغ نے پرواز کی دیکھا کہ ایک بام پر ایک عورت غسل کرتی ہی
اور سب کپڑے اتارے ہین انمین سے ایک کپڑا منقار مین لے کر اوڑا اور لوگ پیچھے دوڑے
زاغ بموجب صواب دید شغال کے آہستہ اوڑا جاتا تھا جبکہ نزدیک سانپ کے پہونچا منقار سے
اُس کپڑے کو چھوڑ دیا لوگون نے آتے ہی کام اُس سانپ کا تمام کیا اور زاغ نے بلا مارے
نجات پا کر یہ شعر دفع دشمن ہوگیا اب اشک خون پالا کہان ✤ درد سینے مین کہان ہونٹون
پر اب نالہ کہان ✤ دمنہ نے کہا یہ مثل اس لئے بیان کی ہی تا جانے تو حیلے اور عقل سے جو کام
ہوتا ہی زور و قوت سے وہ نہین ہوتا ہی کلیلہ نے کہا حیلہ تیرا گاؤ سے پیش نہین جائیگا وہ قوت و
شوکت اور عقل و فراست مین تجھسے بہت زیادہ ہی شاید کہ داستان خرگوش کی تو نے نہین
سُنی ہی دمنہ نے کہا یہ قصہ کیونکر ہی **حکایت** کلیلہ نے کہا کہ ایک بھیڑیا بھوکا تبلاش طعمہ
صحرا مین ہر طرف دوڑتا پھرتا تھا اور خرگوش ایک سایہ مین غافل سوتا تھا بھیڑیے نے دیکھکے
غنیمت جانا اور آہستہ اُسکی طرف روانہ ہوا خرگوش نے نہیب دم اور آسیب قدم سے متنبہ
ہوکر جست کی اور چاہا کہ بھاگے بھیڑیے نے راہ اُسکی روکی اور کہا کہ کہان جاتا ہی خرگوش پر
خوف غالب آیا تضرع آغاز کیا اور روے نیاز زمین پر رکھا اور کہا کہ جانتا ہون مین کہ آتش
گرسنگی امیر سباع کی جوش پر اور نفس امارہ طلب غذا کے واسطے اضطراب مین ہی مگر اس جثہ
ناتوان و ضعیف سے ایک لقمہ بھی امیر کا نہو سکے گا مگر یہان سے نزدیک ایک روباہ ہی کہ
نہایت فربہی سے راہ چل نہین سکتی ہی اور گوشت اُسکا تر و تازگی سے مانند آب حیات کے اور خون
اُسکا تازگی اور شیرینی مین شربت قند و نبات کے برابر ہی امیر اگر وہان تک قدم رنجہ فرمائے تو
تو مین اُسے کسی حیلے سے پکڑ لاؤن ناشتاے معقول ہو اور اگر اسپر بھی سیری نہو تو مین حاضر ہون
مجھے نوش فرمائیے بموجب مصرعہ دیگران را در کمند آور کہ ما خود بندہ ایم ✤ بھیڑیا خرگوش
کے افسون پر فریفتہ ہوکر روباہ کی طرف روانہ ہوا اور وہ روباہ مکاری اور فریبندگی
مین شیطان کو درس دیتی تھی اور نیرنگ سازی اور شعبدہ بازی مین وہم و خیال سے سبقت

لیجاتی تھی خرگوش جبکہ غار روباہ کے نزدیک پہونچا بھیڑیے کو باہر کھڑا کرکے آپ اُسکے غار مین گیا اور
بصد تکریم سلام کیا روباہ نے بھی بکمال نیاز جواب سلام دیا اور کہا **بیت** خوش آمدی
زکجا آمدی بیا بنشین + بیا کہ میدہمت در وددیدہ جا بنشین + خرگوش نے کہا کہ مین مدت سے
ملاقات شریف کی تمنا مین رہتا تھا بسبب مواقع روزگار غدار اور بسبب بیوفائی زمانہ ناہنجار کے
ملاقات سے محروم تھا در نیولا ایک عزیز کہ ملک کرامت مین بادشاہ سرفراز اور عرصہ ولایت مین
پیر مرید نواز ہی اتفاق حسنہ سے اس دیار مین تشریف لایا ہی اور شہرہ زاویہ گزینی اور
گوشہ نشینی اس جناب کی سُن کے اس بندۂ حقیر کو وسیلہ ملاقات کروانا چاہتا ہی کہ دیدۂ
دل اس جناب کے جمال جہان آرا سے منور کرے اور مشام جان کو خوشبوے انفاس شگفتہ سا
سے معطر بنائے اگر اجازت ہو تو بہتر ہی والا آزردہ جانا ایسے قطب وقت کا اچھا نہین ہی **لمولفہ**
دم عیسیٰ کے برابر ہی دم درویشان + باعث رد بلا ہی قدم درویشان + روباہ نے طرز کلام
سے اس فریب کو سمجھا اور دل مین خیال کیا کہ مین بھی انکے ساتھ بطور انھین کے سلوک کرون
اور شربت انکا انھین کے حلق مین ڈالون بموجب **مصرع** کلوخ انداز را پاداش سنگ است +
روباہ نے کہا کہ مین نے کمر خدمت مسافرون کے واسطے باندھی ہی اور دروازہ زاویہ کا مہمانون کے
منھ پر کھول رکھا ہی خصوصاً ایسا عزیز کہ اس خوبی سے بیان جسکا کرتا ہی اور ایسا صاحب کمال
کہ جسکی تعریف اس درجہ فرماتا ہی اُسکی مہمانداری مین کیونکر تقصیر کرونگی اور جانتی ہون من الضیف
اذا نزل نزل برزقہ بزرگون نے بھی کہا ہی **قطعہ** ہر کرا بینی بعالم روزی خود میخورد + گر زخوان
تست نانش یا زخوان خویشتن + پس ترا منت زمہمان داشت باید بہر آنکہ + میخورد در خوان
احسان تو نان خویشتن + **لمولفہ** اپنی قسمت کے سوا کھاتا نہین کوئی بشر + اپنے گھر مین بیٹھکر وہ
کھائے یا اورون کے گھر + اُسکا تو مرہون احسان ہو جو کھائے تیرے ساتھ + یعنی کھاتا ہی وہ
اپنا تیرے دسترخوان پر + اُمیدوار ہون کہ اتنا توقف فرما کہ گوشۂ کاشانہ کو جاروب کرلون
اور قدم مبارک کے واسطے فرش لایق حال بچھالون خرگوش سمجھا کہ افسون میرا اسیر

کارگر ہوا کہا کہ مہمان مرد بے تکلف ہی اور درویش ہشرب آرایش کو مکان اور تکلف کے فرش کی حاجت نہین ہی لیکن خاطر عاطر اگر مائل تکلف ہی اِس سے بھی انکار نہین رکھتا ہی یہ کہکر باہر آیا اور تمام ماجرا بھیڑیے سے کہا اور تعریف لحم و شحم و تازگی و ترمی سے خوشخبری تازہ وی بھیڑیا بھی دندان طمع تیز کرکے انتظار مین گوشت فربہ کے منہ نبار رہا تھا اور خرگوش اس تصور مین تھا کہ جب یہ روباہ کے کھانے مین مصروف ہوگا مین راہ فرار لونگا مگر روباہ جہاندیدہ نے پیش ازین از راہ احتیاط مسکن کے گوشے مین ایک غار تاریک کھود رکھا تھا اور خس و خاشاک اُس غار کے منہ پر بچھایا تھا اور ایک راہ مخفی اپنے نکلجانے کو جدا بنا رکھی تھی جلد جلد اُس خس و خاشاک کو درست کرکے آواز دی کہ اے مہمانون جلد قدم رنجہ فرماؤ یہ کہکر جلد اُس راہ نہانی سے دوسرے غار مین جا کھڑی ہوئی خرگوش اور گرگ دونون جلدی سے در آئے جبکہ پانوٗن خاشاک پر پڑا دونون اس غار تاریک مین گر پڑے بھیڑیا سمجھا کہ یہ فریب اِسی خرگوش کا تھا کہ مجھے گرفتار کیا غصے مین آخر خرگوش کو چیر ڈالا اور وہ بھی اُسمین ہلاک ہوا اور روباہ سلامت رہی یہ مثل اسواسطے کہی ہی تا جانے تو کہ مردابلہ سے حیلہ پیش جاتا ہی اور جو کہ عاقل اور صاحب احتیاج ہین وہ کب کسی کے افسون و افسانے کا فریب کھاتے ہین دمنہ نے کہا یہ سچ ہی کہ جو فرمایا تو نے لیکن گاؤ از بس مغرور اور میری دشمنی سے غافل مطلق ہی بلکہ دوست جانتا ہی اس غفلت مین اُسے مار لونگا کیا نہین جانتا کہ عذر خرگوش کا شیر مین اثر کر گیا اور اس لئے کہ اُسکے مکر سے غافل تھا باوجود خرد و کیاست کے ورطۂ ہلاکت مین پڑا کلیلہ نے پوچھا کہ یہ کیونکر تھا **حکایت** دمنہ نے کہا کہ حوالی بغداد مین ایک مرغزار تھا کہ اُسکی بو سے نسیم بہشت معطر تھی یہ اشعار ناسخ کے اُسکے حسب حال ہین

تلسوی مانند شفق ہین پھول رنگین ؛ ہی رشک نجوم لطف نسرین ؛ سنبل مین ہی طور دود دود آ. شبنم مین ہی جلوۂ کواکب ؛ نہرین ہین لطیف مثل کوثر ؛ لہرین ہین تمام سلک گوہر ؛ جو نخل ہی شان مین ہی طوبے ؛ سبزے سے ہی وشت چرخ خضرا ؛ پانی ہی اثر مین آب حیوان ؛

حکایت خرگوش و شیر

نظارہ ہی جسکا مایۂ جان ✤ اور اس مرغزار کے پرندے اور چرندے خصوصاً خرگوش کہ اُس مرغزار کے بادشاہ تھے بسبب خوبی ہوا اور لطف فضا اور کثرت نعمت ہاے گوناگون کے عمر اپنی خوشی سے بسر کرتے تھے وہان ایک شیر تند خو بلا جو وارد ہوا کہ ہر روز خرگوش وہان کے اُس ستمگار کے ہاتھ سے ہلاک ہوتے تھے اور سب کا عیش زندگانی اسکے خوف سے تلخ تھا ایک روز سب مشورہ کر کے نزدیک شیر کے آئے اور زمین ادب کو بوسہ دے کے کہا کہ بادشاہا ہم تیری رعیت ہین اور تو بہزار محنت و مشقت ہر روز ایک کو شکار کرتا ہی اور ہم سب تیرے خوف سے ہر دم مبتلاے رنج رہتے ہین اس لیے سبھنے صلاح ٹھہرائی ہی کہ آپ کی فراغت کا سبب ہوا اور ہمکو امن و راحت رہے اگر بادشاہ ہمارا متعرض حال نہو تو ہم ہر روز چاشت کے وقت مطبخ شاہی مین ایک خرگوش پہونچا دیا کرین اور کبھی اس وظیفہ مین تقصیر نہ کرین شیر اسپر راضی ہوا اور یہ سب ہر روز قرعہ ڈالتے تھے جسکے نام پر نکلتا اُسکو بطریق وظیفہ شیر کے پاس بھیجدیتے اسی طرح ایک مدت گذر گئی ایکدن ایک خرگوش کے نام پر قرعہ نکلا اُسنے کہا کہ اگر تم میرے کہنے پر عمل کرو تو مین تمھین اس شیر کے شر سے نجات دلوا دون سب نے کہا کہ اس سے کیا بہتر ہی خرگوش نے اپنے جانے مین آنا توقف کیا کہ وقت شیر کا گذر گیا اور قوت سبعی شیر کی حرکت مین آئی غصے اور غضب سے نعرہ مارنا شروع کیا وہ خرگوش اُسوقت آہستہ آہستہ شیر کے نزدیک آیا دیکھا کہ نہایت غضب سے دم زمین پر مار رہا ہی اور نقض عہد کو بار بار یاد کرتا ہی اُسوقت خرگوش نے سلام کیا شیر نے پوچھا کہ کہان سے آتا ہی اور حال وحوش کا کیا ہی کہ ہماری چاشت مین بدعہدی کی خرگوش نے عرض کیا کہ کیا طاقت غلامون کی کہ بادشاہ سے بدعہدی کرتے آج کہ بدستور سابق ایک خرگوش آپ کے وظیفہ کا میرے ساتھ آتا تھا ایک شیر راہ مین ملا اُسے چھین لیا ہر چند مین نے کہا وظیفہ بادشاہ کا ہی بے ادبی مناسب نہین تو حرکت بیجا کرتا ہی اُسنے جواب دیا کہ وہ کون ہوتا ہی یہ شکار میرا ہی اس سے کہدو کہ اب مرغزار سے بھاگ جائے اور لاف گزاف اس درجہ زبان پر لایا کہ مین

مرغزار = سبزہ زار
بادشاہ = ...
مطبخ = ...
متعرض = ...
سبعی = درندگی

اُسے عرض نہین کرسکتا ہون مجھ غریب کو کہان طاقت اُس سے ہمسری کی تھی آشنا البتہ مین نے
کہا کہ ایک ساعت مین تجھے حال اپنا معلوم ہوجائیگا شیر گرسنہ کی رگ حمیت حرکت مین آئی
اور کہا کہ ای خرگوش اُسکا مکان مجھے بتا کہ وہ کہان بیٹھا ہی خرگوش نے کہا کہ مین جانتا ہون
اور دل مین ایک آگ لگ رہی ہی کہ وہ کلمات بے ادبی کے سُنے کہ جو اُسکی زبان پر آئے ہین چاہتا
ہون کہ عوض خیرہ سری کا وہ برگشتہ بخت ابھی پاے تو خوب ہو شیر نے کہا کہ آگے چل اور مجھے
بتا دے شیر سادہ دل اُسکے فریب سے غافل خرگوش کے پیچھے روانہ ہوا خرگوش ایک چاہ عمیق پر
لے گیا اور کہا کہ ای بادشاہ مین نہایت اُس سے ڈرتا ہون اگر بادشاہ مجھے اپنی گود مین لیکے
اُس کنوئین مین جھانکے تو مین بتا دون شیر نے اُسے گود مین لے کر کوئین مین جھانکا عکس اپنا اور
اُس خرگوش کا پانی مین دیکھا سمجھا کہ یہ شیر وہی ہی کہ خرگوش کو چھین لے گیا گود مین لیے بیٹھا ہی
شیر نے اُس خرگوش کو کنارے پھینکدیا اور کنوئین مین کودا دو ہی تین غوطون مین واصل جہنم ہوا
خرگوش نے وحوش کو مبارکباد دی سب مسرور ہوکر شکر پروردگار مین مشغول ہوے اور امن و امان
سے باقی عمر بسر کی اس مثل کی ایراد سے معلوم ہوا کہ دشمن ہر چند قوی ہو مگر راے درست سے
وست تدبیر اُسپر پہونچ جاتا ہی کلیلہ نے کہا اگر بیل کو تو ہلاک کر ڈالے اور شیر کو اسکے بعد رنج پہونچے
تو تیرے حق مین سم قاتل ہو جائے اور اگر شیر کو رنج کچھ نہ پہونچے اور ہلاکت شنزبہ کی ہو جاوے تو
مضائقہ نہین ہی مگر یہ دور از قیاس اور بعید از عقل ہی اور جس صورت مین کہ شیر کو رنج پہونچے تو زنہار
اس کام کو اختیار نہ کرنا کہ کوئی عاقل حفظ نفس کے واسطے اپنے مخدوم کا رنج گوارا نہین کرتا ہی کلیلہ
نے خاتمہ انجمن کا اس سخن پر کیا اور دمنہ کلام کلیلہ کا خلاف مطلب سمجھکر اُٹھ گیا چند روز کے بعد
دمنہ وقت فرصت پاکے اور مغموم صورت بناکے شیر کی خدمت مین حاضر ہوکر دست بستہ کھڑا ہوا شیر
نے کہا تو بہت دنون کے بعد نظر آیا خیر ہی دمنہ نے عرض کیا اللہ تعالی خیر ہی کرے گا شیر اس
کنایہ سے چونک پڑا اور پوچھا کچھ حادثہ ہوا ہی دمنہ نے عرض کیا اُسکو خلوت و فراغت چاہیے
شیر نے کہا کہ جلد نزدیک آکہ کام آج کا کل پر ڈالنا قباحت رکھتا ہی اور تدارک اسکا دشوار ہو جاتا ہے

دمنہ نے کہا وہ بات کہ سُننے سے جسکے سُننے والے کو کراہیت ہو اُس بات مین جلدی اور دلیری کرنا
نہ چاہیے بلکہ بہت سوچ کے بات کہنا مناسب ہوتا ہی اور سُننے والے کو ضرور ہی کہ جب باعیز خواہی
کی عرض کی جاوے تو اُسمین فکر تمام سے غور کرے جب جانے کہ غرض نفسانی سے خالی اور
محض دولتخواہی ہی اُسے عمل مین لاوے والا ہرگز سمع قبول مین جگہ نہ دے شیر نے کہا کہ تو جانتا
ہی مین سب بادشاہون مین فضیلت عقلی لے گیا ہون اور ہر شخص کے استماع کلام مین تمیز
شاہانہ پیش نہاد خاطر رکھتا ہون تو بے تکلف جو کچھ کہ کہتا ہی کہ اور بے تردد جو کچھ کہ خیال
مین آیا ہی اظہار کر دمنہ نے عرض کیا کہ غلام کو اس امر مین عرض کرنے کی جرأت اس لیے
ہوئی ہی کہ حضور کی عقل و دانش پر وثوق کامل رکھتا ہون اور یہ بھی پوشیدہ نہین ہی
کہ جو بات کہ غلام عرض کرتا ہی اُسمین سوا خیر خواہی کے اور مطلب نہین ہوتا ہی اور نہ کوئی
غرض نفسانی اُسمین شامل کرتا ہون بیت بحمد اللہ کہ ذہن شہ محلی است ؛ کہ قلب
خالص ما می شناسد ؛ شیر نے کہا کہ امانت و دیانت تیری ظاہر اور راے تیری ہمیشہ محض
خیر خواہی پر دائر دیکھی ہی کبھی شبہہ نے اسمین دخل نہین پایا ہی دمنہ نے عرض کیا کہ بقاکافہ وحوش
کی سلامتی بادشاہ مین متصور ہی بس جو نمکخوار کہ پاکیزہ نہاد ہین اداے حق صفاے صدق
مین دریغ نہ کرینگے حکیمون نے کہا ہی کہ جو کوئی حق بات کو بادشاہ سے مخفی کرے مثال اُسکی یہ ہی
کہ طبیب سے حال اپنا چھپائے تو غالب ہی کہ اپنے نفس کو ہلاک کرے شیر نے کہا کہ تیری ہواداری اور
نکروئی پہلے سے مجھپر ثابت ہو چکی ہی اور امانت و دیانت تیری خوب متحقق ہی اُسے بیان کر مقدم بالحفظ کیا جاوے
دمنہ نے جبکہ شیر کو اپنے افسون و افسانے پر شیفتہ اور فریفتہ پایا یون زبان کھولی بیت کہ شاہا خرد
رہنمون تو باد ؛ ظفر یار و دشمن زبون تو باد ؛ شنزبہ نے امراے لشکر کے ساتھ خلوتین کی ہین
اور ارکان دولت کی صلاح اس طرح پر کی ہی کہ شیر کو آزمایا ہی مین نے اور انداز اُسکے زور و قوت
اور سستی راے کا خوب پہچانا ہی اور ہر بات مین اُسکے خلل بسیار اور ضعف بیشمار پایا جاتا ہی بیت
شیر ہی جسکو سمجھے تھے ہم شیر ؛ چوب ہی جسکو سمجھے تھے شمشیر ؛ مین حیرت مین ہون کہ بادشاہ نے اس

کافرنعمت غدار کے اکرام مین اس قدر افراط کی ہی اور حکمرانی و فرمانروائی مین اسکو ثانی اپنا بنایا ہی اور اُس نے اُسکے مقابلہ مین یہ صورت پیدا کی ہی پس بجز اسکے کہ ع اصل بداز خطا خطا نکند ۔ گنجایش اور کسی بات کی نظر نہین آتی ہی شیر نے کہا کہ اے دمنہ سمجھکے بات کہہ کہ یہ قیاس سے بعید ہی کہ شنز بہ ایسا کام کرے یہ تو نے کس سے سُنا ہی اور کہان سے ثابت ہی اور خدانخواستہ ایسا ہو تو تدبیر اُسکی ٹھہرائی کیا ہی دمنہ نے عرض کیا کہ بڑائی اُسکے درجے کی اور بلندی مرتبے کی ظاہر ہی اور جو کچھ عنایت بادشاہ کی اُسکے حال پر ہی پوشیدہ نہین ہی اسی قدر سب ارکان دولت کو اُسکی طرف رجوع ہی اور اگر جلد تدارک اس امر کا ہو تو بہتر ہی اور اگر ہر جانب سے اُسنے تدبیر کامل کر لی ہی یقین کہ دست تدبیر دامن مدعا تک نہ پہونچے گا اور کام دشواری کو کھینچے گا یہ ظاہر ہی کہ مخالف اگر مور کے مانند ہو اور وقت فرصت کا پائے تو مار بنجاتا ہی اور آدمی دو طرح کے ہوتے ہین ایک صاحب احتیاط اور دوسرے صاحب عجز صاحب عجز وہ ہین کہ کسی واقعہ کے واقع ہونے سے سراسیمہ اور متردد ہو جاتے ہین اور صاحب احتیاط دو طرح پر ہوتے ہین ایک وہ کہ پیش از ظہور خطرات جو کچھ کہ آخر مین کرنا چاہیے اُسکی دل مین پیش بندی کرتے ہین اور ایسے ہی شخص گرداب بلا سے بچ کے ساحل نجات کو پہونچتے ہین ایسے لوگون کو دوراندیش کہتے ہین اور دوسرے وہ ہین کہ جب بلا پہونچے دل کو قوی رکھین اور دہشت کو دل مین راہ نہ دین غالب ہی کہ ان شخصون سے بھی راہ تدبیر پوشیدہ نرہے اور اُس شخص کو صاحب احتیاط کہتے ہین اور ان تین گروہون کی تفصیل یہ ہی کہ ایک شخص کو صاحب عاقل کامل کہتے ہین اور دوسرے کو نیم عاقل اور تیسرے کو جاہل عاقل اور حکایت اُن تین مچھلیون کی کہ باہم آبگیر مین رہتی تھین حضور نے شاید نہین سُنی ہی شیر نے کہا کہ یہ حکایت کیونکر ہی حکایت کہا کہتے ہین کہ ایک آبگیر تھا شارع عام سے اور راہ چلنے والون سے مخفی او رمستور اور پانی اُسکا مانند سینہ صوفیان صافی دل صاف اور پینے والون کے حق مین آب حیات تھا اور یہ آبگیر آب روان سے نزدیک تھا اور اُسمین تین مچھلیان رہتی تھین ایک اُن مچھلیون مین احزم یعنی بہت احتیاط والی اور دوسری

حاشیہ: ۱ بضم ع ۲ بضم ک ۳ بکسر میم ۴ بضم ھ ۵ بفتح ع و کسر ثانی ۶ بفتح ہمزہ و سکون ح مہملہ و فتح زاے معجمہ

حازم یعنی صاحب احتیاط اور تیسرے کم عقل ناگاہ چند ماہی گیرون کا اتفاقاً گذر اس آبگیر پر ہوا قضاے الٰہی سے حال ان تینون مچھلیون کا کہ اُس آبگیر مین رہتی تھین اُنکو معلوم ہوا ایک اُن مین سے جال لینے کے واسطے دوڑا اور دونون ماہی گیر کہ لب آبگیر کلام انکی گرفتاری کی تدبیر مین کرتے تھے ان مچھلیون نے سُنا عین پانی مین آتش حسرت سے جلنے لگین کہ افسوس کچھ راہ بچنے کی نہین ہی جسوقت کہ دام آ پہونچا ماہی گیر ہمکو گرفتار کرینگے اسی فکر مین مضطر تھین ہنوز دام نہ پہونچا تھا کہ رات ہوگئی ایک مچھلی کہ اُن مین بہت عاقل اور بارہا دستبرد زمانہ جفا کار اور شوخ چشمی سپہر بے اعتبار اُسنے دیکھی تھی اور بساط تجربہ پر ثابت قدم تھی تدبیر اپنی مخلصی کی دام صیاد سے اور فکر نجات انکے فریب سے دل مین ٹھہرا بغیر اطلاع اُن مچھلیون کے دوسرے چشمے کی طرف کہ متصل اُس آبگیر کے تھا دبے پانون روانہ ہوئی صبح صیادون نے دونون جانب سے راہ اُس آبگیر کی باندھ کے جال ڈالا اس نیم عاقل نے کہ پایۂ خرد سے آراستہ تھی مگر ناتجربےکار تھی جبکہ یہ حال مشاہدہ کیا بہت پشیمان ہوئی اور کہا کہ مین نے غفلت کی اور انجام کار کو نہ دیکھا چاہیئے کہ مین بھی اس ماہی کی طرح اس بلا کے نازل ہونے سے پہلے اپنی تدبیر رہائی کی کرتی تو بہتر تھا کہ علاج واقعہ کے وقوع سے پہلے کرنا چاہیے لمولفہ بیت علاج واقعہ پیش از وقوع اولی ہی ؛ مرض جو کہنہ ہوا پھر دوا پذیر نہو اب موقع فرصت کا نہین ہی اور وقت حیلہ و تدبیر کا نرہا ہرچند کہ بزرگون نے کہا ہی کہ تدبیر بیوقت فائدہ نہین کرتی ہی مرد عاقل کو چاہیئے کہ عقل صائب اور راے صواب اندیش کے منافع سے ناامید نہوا ور مکائد دشمن مین حتی الوسع کوتاہی نہ کرے یہ سمجھ کے آپ کو مردہ بنایا اور بر روے آب تیرنے لگی صیادون نے اسے اُٹھا لیا اور مردہ سمجھ کے دوسرے چشمے کے کنارے پر ڈالدیا جبکہ صیاد دام کھینچنے مین مشغول ہوے یہ تڑپ کر اُس چشمہ کلان مین جا رہی اور فکر و اندیشی سے جان اسکی سلامت رہی اور وہ مچھلی تیسری غفلت شعار حیران و سرگردان چپ راست اور نشیب و فراز مین سر مارتی پھرتی تھی آخر گرفتار دام قضا ہوئی اور سستی اسکی دشمن جان ہوگئی بادشاہ کو اس

مثل کی ایراد سے فائدہ یہ ہی کہ کار شنزبہ مین کہ ہنوز وقت تدبیر باقی ہی تعجیل فرمانیے والا
کار از دست رفتہ تدبیر پذیر نہین ہوتا ہی مولفہ **بیت** آگیا قابو مین جب دشمن تجھے چھوڑنا چاہیئے
سانپ کے مانند اسکے سر کو پھوڑنا چاہیئے ٭ شیر نے کہا کہ جو کچھ کہا تو نے عقل کبھی اسے باور نہ کریگی
کہ شنزبہ ایسی خیانت کرے اور شکر ایسی نعمت کا کفران نعمتی سے برباد وے کہ مین لے اسکے حق مین
کوئی فرو گذاشت نہین کی ہی دمنہ نے کہا کہ ارشاد شہریار کا بجا ہی لیکن اسی نیکی نے حوصلہ
اسکی بدی کا اس مرتبہ پہونچایا ہی **بیت** جس پھوڑے کا چیرنا ہی واجب ٭ مرہم اسپر ہی
نامناسب ٭ لئیم و بدگہر جب تک کہ کچھ امید باقی ہوتی ہی سر جھکائے چلے جاتے ہین اور
جہان کہ ظرف انکا بھر چکا سفلگی اور بے حاصلی کی طرف کہ اصل انکی ہی رجوع کرتے ہین
اور جب ضرر خوف سے امین ہو چکتے ہین اور حصول مال سے مستغنی آتش کافر نعمتی اور
فتنہ انگیزی افروختہ کرتے ہین شیر نے کہا پھر ایسی ملازمون سے کیا طریق جاری رکھے
جو کفران نعمت کرین دمنہ نے کہا کہ ایک ہی بار اپنی عنایت سے انھین ایسا محروم نکر دے
کہ نا امید ہو کر دشمنون کی طرف میل کرین اور اتنی نعمت سے مالا مال بھی نہ کر دے
کہ خیالات فضول انکے دماغ مین بھر جائین بلکہ ہمیشہ خوف و رجا مین بسر کرتے رہین اور
حال انکا وعدہ وعید اور امید و بیم پر دائر رہے تو نگری اور امینی سے اس قدر مستقل نکرے
کہ باعث طغیان و عصیان ہو اور نا امیدگی و بے برگی بھی اس درجہ نہو کہ دلیری اور
انحراف کا باعث ہو بموجب اس مثل کے کہ مرتا کیا نکرتا شیر نے کہا کہ اے دمنہ یون خیال
مین گذرتا ہی کہ آئینہ سینۂ شنزبہ اس زنگ سے مصفا اور صفحۂ دل اسکا اس خیال کی
رقم سے پاک اور مبرا ہی اور مین نے اسکے ساتھ عنایت و عاطفت کے سوا اور کچھ کام نہین کیا ہی
اور جس سے کہ ایسا کیا ہو وہ اس نیکی کے عوض کیونکر اندیشہ بدی کا کریگا دمنہ نے کہا کہ
کج مزاج سے ہرگز راستی نہین ہوتی ہی اور بد اصل و زشت خصلت سے ستودہ خوئی اور پاکیزہ
خصلتی ظہور مین نہین آتی ہی کل اناء یترشح بما فیہ **مصرعہ** از کوزہ ہمان برون تراود کہ در دست

حکایت کچھوے اور بچھو کی

مگر بادشاہ نے قصہ کچھوے اور بچھو کا نہین سُنا ہی شیر نے کہا کیونکر تھا حکایت دمنہ نے
کہا کہ ایک بچھوا اور کچھوے مین باہم دوستی تھی ایکدن ایسی ضرورت داعی ہوئی کہ دونون
نے باہم صلاح کرکے جلاے وطن اختیار کیا اور متوجہ دوسرے ملک کے ہوے قضارا ایک
دریا راہ مین ملا بچھو کہ عبور دریا سے عاجز تھا متحیر و پریشان خاطر ہوا کچھوے نے کہا ای یار
عزیز کیا سبب ہی کہ اپنی جان غم کے ہاتھ مین سپرد کی ہی بچھو نے کہا کہ اندیشہ یہ ہی کہ نہ عبور دریا
ممکن ہی اور نہ طاقت تیرے فراق کی رکھتا ہون کچھوے نے کہا غم نہ کھا کہ مین اپنی پیٹھ پر بٹھا
کے ساحل مراد پر تجھے پہونچا دونگا یہ کب ہوسکتا ہی کہ تجھسے یار دلنواز کو کہ بہزار دشواری پیدا
ہوا ہی آسانی سے چھوڑ دون القصہ کچھوا بچھو کو اپنی پیٹھ پر سوار کرکے روانہ ہوا بیچ دریا
مین کچھوے نے سُنا کہ میری پیٹھ پر کچھ کھٹ کھٹ ہوتا ہی پوچھا کہ ای یار یہ کیا حرکت ہی بچھو نے
کہا کہ آزمایش اپنے نیش کی کرتا ہون کہ تیرے جوشن وجود پر کچھ نیش میرا اثر کرتا ہی یا نہین
کچھوے نے آشفتہ ہوکر کہا کہ ای بے مروّت مین نے اپنی پیٹھ تیری کشتی بنا کے یہ محنت
اختیار کی ہی اور تو حق صحبت و خدمت یون ادا کرتا ہی اگرچہ نیش تیرا میری پشت پر اثر کچھ
نہ کرے گا مگر یہ کیا حرکت پوچ ہی بچھو نے کہا معاذ اللہ یہ معنی اگر میرے خیال مین گذرے ہون
مگر تقاضاے طبیعت سے مجبور ہون نیش مارنا میری عادت خلقی ہی اسمین خواہ پشت دوست
ہو خواہ سینہ دشمن یہ شعر مؤلف کا تو نے نہین سنا ہی **بیت** ہو جو بچھو نیش زن طعن اُسپہ
نامعقول ہی ٭ خلق اسی خاطر ہوا مجبور ہی مجہول ہی ٭ کچھوے نے دل مین کہا کہ حکیمون نے
سچ کہا ہی کہ بداصل کی پرورش کرنا آبرو اپنی اور سر رشتۂ کار کا برباد کرنا ہی **بیت**
درخاک ریختن زر و زیور دریغ نیست ٭ با ناکسان دریغ بود لطف و مردمی ٭ بزرگون نے
کہا ہی جو کوئی اصل مین نجیب نہین ہی امید خیر اُس سے ہرگز نہ کرے اور ایرا دسے اس مثل کے
ضمیر منیر بادشاہ پر ثابت ہوا ہوگا کہ بسبب خبث ذاتی کے شنزبہ سے اندیشہ ناک رہنا ضرور ہی
اور نصیحت دوستون کی اگرچہ غریب ہون گوش ہوش سے استماع فرمانا واجب ہی کسواسطے کہ بات

پر ناصحان صاف طینت کے اگرچہ درشت اور بے محابا ہو التفات نہ کرنا عواقب[۵۱] امور مین ندامت اور ملامت سے خالی نہین ہوتا ہی جیسا کہ بیمار فرمودۂ طبیب پر عمل نہ کرے اور غذا اپنی رغبت کے موافق کھائے تو ہر آئینہ افزایش امراض غلبہ کرکے اُسے ہلاکت کو ہونچائیگی **بیت** ناصح از روے درشتی سخن ار گفت چہ باک ٭ صبر تلخست ولیکن بر شیرین دارد ٭ اے شہریار ناقص ترین بادشاہون مین وہ ہی کہ عواقب کار سے غافل رہے اور رعایا کو خوار ذلیل رکھے اور جبکہ کوئی حادثہ بزرگ پہونچے احتیاط اور ہوشیاری کو برطرف کرے کہ اسکے بعد کوئی تدبیر نہوسکے اور دشمن غالب آئے شیر نے کہا اگرچہ یہ بات بہت درست کہی اور حد سے تجاوز کیا تو نے لیکن قول ناصح کا درست ہی پر رد کرنا مصلحت کے خلاف ہی لیکن مین تجھ سے پوچھتا ہون کہ اگر شنزبہ بر تقدیر کہ دشمن بھی ہو تو کیا کرسکیگا کہ حقیقت مین میرا طعمہ[۵۲] ہی کہ مادہ اُسکے تکون[۵۳] کا خس و خاشاک سے ہی اور امداد میری اعضا کی گوشت سے ہوئی ہی اور کھانے والا اجزاے نباتی کا کبھی گوشت خوارون سے عہدہ برا نہین ہوسکتا اسلیے یہ بات خیال مین نہین آتی ہی کہ وہ حوصلہ میرے مقابلہ کا کرے **مولفہ بیت** کس طرح دشمن ہو مجھسے عازم جنگ و قتال ٭ پیل سے بھڑ جائیگی چیونٹی تو ہوگی پائمال ٭ اور شنزبہ میرے آفتاب دولت سے کہ اُفق عنایت پروردگار سے تابان ہی اگر ماہ کے مانند روگردانی کرے گا تو زبون و کاہیدہ ہو جائیگا دمنہ نے کہا کہ بادشاہ کو ان باتون پر غفلت نہ چاہیے کہ وہ طعمہ میرا ہی یا مین اُسپر غلبہ رکھتا ہون اگرچہ وہ بذات خود مقابلے مین نہین آسکتا ہی مگر حیلہ و فریب سے سب کچھ کرسکتا ہی کہ ہر آدمی ہزار چند بار کہ اپنی قوت سے زیادہ ہو جر ثقیل[۵۴] کی صنعت سے اُٹھا سکتا ہی مین اسبات سے ڈرتا ہون کہ اُسنے جمیع وحوش کو اپنے ساتھ موافق کیا ہی مبادا کہ اُسکے دام موافقت مین گرفتار ہوکے سب اُسکے کہنے پر چلین تو بے ادبی سعاف اگرچہ بادشاہ قوی جثہ ہی پر سب کا مقابلہ نہین کرسکتا ہی شیر نے کہا کہ تیرا خلوص میرے دل مین اثر کرگیا مگر یہ خیال میرا دامنگیر ہی کہ مین نے اُسے عزت بخشی

[۵۱] عواقب جمع عاقبت بمعنی سرانجام و پایان ۱۲ جمع آخر و

[۵۲] طعمہ بمعنی خورش ۱۲

[۵۳] تکون بمعنی پیدا ہونا اور ہستی میں آنا ۱۲

[۵۴] جر ثقیل علم از نفائس جر بمعنی کھینچنے و ثقیل بمعنی گران علم ریاضی مین بھاری چیزین اٹھانے اور کھینچنے کے قاعدے ۱۲

ہے اور ہر مجلس و محفل مین اُسکی ثنائے خردمندی اور اخلاص نیازمندی بیان فرمائی ہے اگر
اب اُسکے خلاف دفعۃً عمل مین لاؤن تو نقصان قول اور رکاکت راے میری مشہور اور
بدعہدی اور بے قدری میری سخن کی سب کے نزدیک ثابت و محقق ہو جائے **بیت**
ہر سرے را کہ خود برافرازی ٭ تا توانی زپا نیندازی ٭ دمنہ نے کہا کہ راے صائب اور تدبیر
درست وہ ہے کہ جب دوست سے اثر دشمنی کا ظاہر ہو اور خدمتگار سے نخوت مہتری کی
مشاہدہ کرے فی الحال اطراف کار سنبھالے اور دامن موافقت کو برچیدہ کرے اور
اُس سے پہلے تقدم بالحفظ کرے کہ دشمن فرصت کام کی نپاوے باوجود اسکے کہ دانت آدمی
کے مصاحب قدیم ہین اور انواع فوائد انسے حاصل ہوتے ہین مگر جبکہ درد شدید پیدا کرتے ہین
اور کوئی دوا تاثیر پذیر نہین ہوتی ہے تو سوا اُکھاڑ ڈالنے کے صورت آرام کی نہین نظر آتی ہے اور
طعام کہ بدل مایتحلل اور امداد کرنیوالا مادہ حیات کا ہے جبکہ معدہ مین جاکر فاسد ہوتا ہے بغیر
اُسکے رفع کے مضرت سے مخلصی نہین ملتی ہے آخرکار دمدمہ دمنہ شیر کے دل مین اثر کر گیا بولا اب مین صحبت
سے شنزبہ کے کنارہ ہوا اور پھر اُس سے ملاقات نکرونگا اب یہ بہتر ہے کہ اسکے پاس کسی کو بھیجون
کہ صورت حال اُس سے بیان کرے اور کہدے کہ ہمارے قلمرو مین نرہے اور جہان چاہے
وہان جائے دمنہ ڈرا کہ اگر یہ بات شنزبہ کو پہونچے اور اپنی برائت کی دلیل شیر سے عرض
کرے تو میرا حیلہ و مکر صاف ظاہر ہو جاوے کہا کہ اے بادشاہ یہ بات احتیاط سے دور ہے
جبتک کہ بات نہین کہی گئی ہے اختیار باقی ہے اور جبکہ دشمن ہوشیار ہو گیا اور تدارک اپنے
بچاؤ کا کر لیا پھر یہ بات اختیار سے باہر ہو جائیگی اور خالی و دشواری سے ہوگی **بیت**
سخن تا نگفتی توانیش گفت ٭ ولے گفتہ را باز نتوان نہفت ٭ سخن دہان سے اور تیر کمان سے
جبکہ باہر نکلا نہ وہ شند مین آئے گا اور نہ وہ شست مین ایک بزرگ نے کہا ہے زبان دل کی
ترجمان ہے اور دل والی ہے ولایت بدن کا اور سخن عرض کرنے والا ہے جوہر گنجینہ وجود کا
جبتک کہ درج دہن قفل خاموشی سے بند ہے اور مہر سکوت سر حقۂ نطق پر لگی ہوئی ہے

تب تک چمن زندگانی مین سب ریاحین سلامتی کے ساتھ روئیدہ و شگفتہ ہین اور نہال حیات ثمرۂ امن وراحت بخشے گا کہ روائح گلزار سخن سبب تفریح دل اور تقویت دماغ ہونگی اگر اسکے خلاف ظہور ہوئیگا تو مادہ صداع آخر کو پیدا کریگا کیونکہ زبان بستہ ایک نکتۂ دلپذیر مین عقدہاے مشکل کھولتی ہی اور بات شر انگیز اشارے مین گردن کو بندہاے گران مین بستہ اور سر شکستہ کرتی ہی قطعہ اگر بچشم خرد در سخن نگاہ کنی ٭ بضاعتے ست کہ ہم سود وہم زیان آرد ٭ نشان کہ داد کہ ناگفتہ نکتۂ کس را ٭ بدرد دل کند آوارہ یا بجان آرد ٭ ولے بسی ست کہ گوینده را ہمین لفظے ٭ دہد بباد ہمان دم کہ بر زبان آرد ٭ اے بادشاہ اگر یہ بات شنزبہ کو پہونچی اور اپنی فضیحت آئینۂ تصور مین معاینہ کی تو ناممکن ہی کہ مکابرہ سے پیش نہ آئے اور فتنہ انگیزی اختیار نہ کرے ارباب احتیاط نے گناہ ظاہر کے واسطے عقوبت پنہان جائز رکھی ہی اور جرم پوشیدہ کے لیے عقوبت آشکارا تجویز نہین کی ہی صلاح کار یہی ہی کہ اُسکے گناہ مخفی کی سیاست نہانی تجویز فرمائیے شیر نے کہا کہ بمجرد گمان کے اپنے نزدیکون کو دور کرنا اور جب تک ثبوت گناہ نہوئے حق تلفی بیرحل استحقاق کے سعی کرنا اپنے ہاتھ سے تیشہ اپنے پانؤن پر مارنا ہی اور دفعۃً طریق مروت اور منہاج دیانت سے یکسو ہونا کام دلی بادشاہ عالی مقام کا نہین ہی قطعہ نباشد پسندیدۂ شرع وعقل ٭ کہ بے بینہ شاہ فرمان دہد ٭ کہ ہیچو مضاے قضا حکم او ٭ گہے جان ستاند گہے جان دہد ٭ دمنہ نے کہا اس امر مین کوئی گواہ بادشاہ کی فراست سے بہتر نہین ہی جبکہ یہ مکار غدار آئے بادشاہ کو چاہیے کہ نظر تفرس سے نگاہ کرے تا خبث اُسکے عقیدے کا طلعت نازیبا سے لائح اور تجویز اُسکی باطن کے اطوار تردد سے واضح ہو یعنی پیش وپس اور چپ و راست احتیاط کرکے آنا اور جنگ کا آمادہ ہونا واضح ہوجائے شیر نے کہا کہ اچھا کہا تو نے اگر یہ علامات اُسمین نپائے جائینگے تو غبار شبہہ کا راہ حقیقت سے مندفع ہوجائیگا ورنہ دغدغہ گمان کا مرتبہ یقین سے مبدل ہوجائیگا دمنہ نے جانا کہ میرے دم فتنہ انگیز نے آتش بلا کو بالا کیا اور شیر کے

دل مین دبدبہ میرا اثر کر گیا چاہا کہ بیل کو بھی دم مین لا کے شیر کی طرف سے متردد کرون تا ملاقات کے وقت یہ آثار اُسمین پائے جائین خیال کیا کہ ملاقات شنزبہ کی باجازت شیر ہو تو مناسب ہی تا بدگمانی سے دور رہون عرض کیا ای بادشاہ اگر فرمان عالی ہو تو مین شنزبہ سے ملاقات کر کے اور اُسکے مکنون[۱] ضمیر پر بخوبی مطلع ہو کے عرض حال کرون شیر نے اجازت دی دمنہ آزردہ اور مصیبت رسیدہ بن کے شنزبہ کے پاس آیا اور سلام و تحیت[۲] بجا لایا اسنے بدارا اور تملق دمنہ کے فراخور حال کیا اور یہ مصرع گویا کا پڑھا مصرع وہ بھولے ہمکو بیٹھے ہین جنھین ہم یاد کرتے ہین ٭ ای دمنہ عرصہ گذرا کہ تو دوستون کو یاد نہین کرتا ہی اور کبھی اس طرف قدم رنجہ نہین فرماتا ہی سبب کیا ہی دمنہ نے کہا کہ اگرچہ بظاہر شرف ملازمت سے محروم ہون الا بجان و دل آپکی ہواداری و خیرخواہی مین مصروف اور زاویۂ عزلت اور گوشۂ خلوت مین وظیفہ دعا و ثنا کہ باعث مزید دولت و حشمت ہی مین اشتغال رکھتا ہون گاؤ نے کہا کہ عزلت[۳] کا سبب کیا ہی دمنہ نے کہا کہ جب کوئی یہ سمجھے کہ مین مالک اپنے نفس کا نہین ہون بلکہ اسیر فرمان غیر ہون اور اُسکے مزاج کی بے استقلالی سے رات دن بیم جان و خطرۂ ایمان مین بسر کرتا ہون اور ہر دم لرزان و ترسان ہون اس صورت مین سوا گوشہ گزینی کے اور کیا کرے رُباعی ناسخ آرام کے لائق نہین گلزار جہان ٭ ای مرغ چمن چھوڑ نشیمن نادان ٭ عزلت نہین ہوتی جو میسر تجھکو ٭ اس باغ سے جا کے ہو قفس مین پنہان ٭ گاؤ نے کہا کہ ای دمنہ بات اس سے واضح تر بیان کرتا نفع اس نصیحت کا تمامتر حاصل ہو دمنہ نے کہا کہ چھ چیزین بے چھ چیزون کے ممکن نہین ہین مال دینا بے نخوت اور متابعت ہوا بے محنت اور مجالست زنان بے بلیت اور مصاحبت بدان بے ندامت اور مخالطت لئیمان بے ذلت اور ملازمت بادشاہان بے آفت اور کسی کو خمخانۂ دنیا سے ایسا جرعہ نہین دیتے ہین کہ سرمست و بیباک نہو اور سر نخوت گریبان تکبر سے نہ نکالے اور کوئی شخص نہین ہی کہ ہوا پر قدم رکھے اور گر نہ پڑے اور کوئی مرد ایسا نہین ہی کہ عورت کو ہمدم و ہمراز کرے اور انواع فتنہ مین مبتلا نہو اور جو شخص کہ مردم شریر سے اختلاط

[۱] مکنون بمعنی مغفول پنہان و داشتہ شدہ
[۲] تحیت بمعنی ... سلام ... نازل ...
[۳] عزلت ... نشیمن ...

رکھے عاقبت الامر پشیمانی نہ کھینچے اور جو کوئی کہ مردم کمینہ اور سفلہ سے اُمید رکھے خوار اور
بے مقدار ہوا اور جو کوئی مرد صحبت سلطان اختیار کرے اور اس ورطۂ خونخوار سے سلامت
باہر آئے یہ ممکن نہین ہی شنزبہ نے کہا کہ تیری بات اسپر دلالت کرتی ہی کہ شیر سے کوئی امر
مکروہ تجھے پہونچا ہی کہ اُسکے خوف سے ہول وہراس تیرے دل پر مستولی ہوا ہی دمنہ نے کہا
کہ یہ بات اپنے نفس کے واسطے نہین کہی مین نے بلکہ دوستون کے واسطے غمناک ہون اور یہ
ملال و کلال کہ مجھپر مستولی ہی تیرے واسطے ہی اور تو جانتا ہی کہ مقدمات محبت کے میرے اور تیرے
کس طرح پر ہین اور جو عہد کہ اول روز تجھسے باندھا ہی مین نے اکثر اسمین وفا پائی ہی تو نے اور مین
اسمین مجبور ہون کہ جو نیک و بد حادث ہوگا اُس سے البتہ تجھے مطلع کرونگا شنزبہ ڈرا اور کہا کہ اے
یار شفیق و اے دوست موافق جلد مجھے حقیقت حال سے خبر کر اور کوئی دقیقہ دقائق ہواداری سے
فرو گذاشت نہ کر دمنہ نے کہا کہ مین نے ایک معتمد سے سُنا ہی کہ شیر اپنی زبان سے کہتا تھا کہ شنزبہ
خوب فربہ ہوا ہی اور اس درگاہ مین کچھ حاجت اُسکی نہین ہی وحوش کو خوش کرنا چاہیے
ایک روز راتب خاص و مہمانی عام اُسکے گوشت سے ضرور ہی مین نے جو یہ بات سنی متحیر ہو کر دوڑا
کہ تجھے اس سے آگاہ کرون اور اپنا حسن عہد تیری خدمت مین ثابت کرون اور جو کچھ شرع مروت
اور آئین حمیت مجھپر واجب ہی اُس سے ادا ہون بیت من انچہ شرط بلاغ ست با تو میگویم
تو خواہ از سخنم پند گیر و خواہ ملال + اب صلاح وقت یہ ہی کہ جلد کوئی تدبیر کر کہ اس ورطۂ
ہلاک سے مخلصی حاصل ہو اور کوئی ایسا لطیفہ عمل مین لا کہ اس جھلکے سے راہ نجات ہاتھ آئے
جبکہ شنزبہ نے یہ سخن دمنہ سے سُنا عہد و پیمان شیر کے یاد کیے اور کہا کہ اے دمنہ ممکن نہین ہی کہ شیر میرے
ساتھ دغا کرے کیونکہ مجھسے کوئی خیانت ہوئی نہین ہی اور میرا قدم جادۂ نیکو خدمتی سے باہر بھی
نہین پڑا ہی اور سواے خیرخواہی کے کوئی امر بھی وقوع مین نہین آیا ہی وجہ کیا ہی کہ شیر میرا دشمن ہی
مگر شاید کسی نے دروغ بیفروغ مجھپر باندھا ہی اور شیر کو میری طرف سے خشمگین کیا ہی کسواسطے کہ اُسکی خدمت
مین ایک گروہ بدنفس ہی کہ سخن خیر سے بیگانہ اور خیانت اور زبان درازی مین مردانہ ہی اگر انھون نے

کوئی بات ساختہ اور پرداختہ کرکے عرض کی ہو تو عجب نہین ہی کہ بدون کی بدگوئی سے نیکون کے حق مین اکثر بادشاہون کو بدگمانی آجاتی ہی اور اس گمان خطا سے راہ صواب پوشیدہ رہتی ہی اور قصہ اس بط کا تجربے کے واسطے ایسے موقع پر دلیل کافی ہی اور اشارۂ ذاتی مین وافی دمنہ نے پوچھا کہ یہ قصہ کیونکر ہو **حکایت** شنزبہ نے کہا کہ ایک بطنے ایک شب پانی مین قرص ماہ دیکھا سمجھی کہ یہ ماہی ہی ارادہ کیا کہ اُسے شکار کرے کچھ نہ پایا چند بار اسی طرح پر آزمایش کی جب دیکھا کہ حاصل اس سے کچھ نہین ہی کنارہ کیا اور اُسکے بعد عہد کیا کہ شکار ماہی کبھی نہ کرونگی پھر کسی رات گر ماہی بھی دیکھتی تو روشنی ماہ کی جانکر قصد اُسکا نہ کرتی تھی اور کہتی تھی من جرب المجرب حلت بہ الندامۃ ثمرہ اس تجربۂ لاحاصل کا یہ ہوا کہ ہمیشہ بھوکی رہتی تھی اگر کسی نے میری طرف سے کان شیر کے بھرے ہین اور اُسکے دل مین اُسکی کراہت آچکی ہی اور موجب اُسکا وہی اظہار غیرون کا ہی تو غالب ہی کہ پھر صفائی دشوار ہو ہان اگر بنظر انصاف دیکھے تو مجھ مین اور غیرون مین کتنا فرق ہو اور روز نورانی سے تا شب ظلمانی کتنا تفاوت ہی ؎ شنوی کار پاکان را قیاس از خود مگیر ٭ گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر ٭ شیر آن باشد کہ آدم میخورد ٭ شیر آن باشد کہ آدم میخورد ٭ دمنہ نے کہا کہ کرامت شیر کی اس سبب سے نہ سمجھا چاہیے بلکہ اکثر عادت بادشاہون کی یہی ہی کہ کبھی بے استحقاق کسی کو مرتبہ اعلیٰ کے ساتھ اختصاص دیتے ہین اور کبھی دوسرے کو کہ مستحق اسکا نہین ہوتا ہی بے سبب و جہت تلف اور تاراج کرتے ہین شنزبہ نے کہا یہ تقریر شیر کی جو تونے بیان کی اگر بے دستاویز اُسکا یہ حال ہی تو امید رکھنا اُس سے محض غفلت اور خطا ہی کس واسطے کہ اگر غصہ کسی سبب سے ہو تو معذرت سے اُسکا دفع ہونا ممکن ہو اگر عیاذاً باللہ کچھ موجب بھی نہو اور یا نمامے کے مکر و فریب سے مزاج اُسکا متغیر ہوا ہو تو دست تدارک اس جگہ کوتاہ ہی کیونکہ دروغ بہتان کا اندازہ اور مکر و فریب کی نہایت نہین ہی جو بات کہ میرے اور شیر کے درمیان واقع ہی اسمین اپنا گناہ نہین دیکھتا ہون مگر ازروے مصلحت خیرخواہی گاہ گاہ البتہ کچھ بات مین نے کہی ہی نہ ازروے خلاف

جس نے آزمایا آزمائے ہوئے کو پہنچی اسکو شرمندگی ۱۲ حکایت بط

کار پاکان را

از خود مگیر یعنی کام پاکون کا اپنے اوپر قیاس نہ کر اگرچہ شیر اور شیر لکھنے میں برابر ہیں وہ شیر ہی جو آدمی کو کھاتا ہے اور وہ شیر ہے جسکو آدمی پیتا ہے ۱۲

شاید کہ اس سبب سے اُسنے گمان میری دلیری پر فرمایا ہو مگر جو کچھ کہ مین نے اُس سے عرض کیا ہی غالب ہی کہ فائدہ کلی سے خالی نہو اور باانہمہ کسی کا شکوہ اور گستاخی کسی طرح کی مجھسے سرزد نہین ہوئی اور شرط تعظیم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا ہی کیونکر گمان کیا جائے کہ نصیحت سبب وحشت اور خدمت موجب عداوت ہوئی ہو یہان یہ مثل صادق آتی ہے جو مؤلف نے کہی ہی بیت عجب ہی مرض ہو دوا سے زیادہ ✤ دم عیسوی ہو قضا سے زیادہ ✤ اور اگر یہ نہین تو ممکن ہی کہ استغنا رمملکت اور نخوت سلطنت باعث خلل ہو اسواسطے کہ بہ مقتضاے عظمت و تجبر و استغنا رمملکت ناصحون کو بُرا جانتے ہین اور خاینون اور خوش آمدیون کو عزیز اور مقبول کرتے ہین ایسے ہی حالات دیکھ کے بزرگون نے کہا ہی کہ نہنگ کے ساتھ قعر دریا مین غوطہ مارنا اور مار کے کف سے زہر چوسنا بہتر ہی نزدیک سلاطین کی اور ضرر بادشاہ کی صحبت کے مجھے اُس سے پہلے بخوبی معلوم تھے مگر مجبور تھا کہ آ پھنسا تھا بلکہ بعضے ارباب حکمت نے بادشاہون کو آتش سوزان سے تشبیہ دی ہی اگرچہ انکا پرتو غایت امیدوارون کے کلبۂ تاریک کو روشن کرنا ہی لیکن شعلۂ سیاست بھی خرمن حقوق خدمتگذاری کو جلا ہی دیتا ہی اور عقول کامل اسپر متفق ہین کہ جو کوئی آتش سے نزدیک تر ہی اُسی کے واسطے ضرر بیشتر ہی اور وہ لوگ کہ دور سے تماشا روشنی کا دیکھتے ہین جلنے سے پناہ مین رہتے ہین اور فی الحقیقت یہی ہی کہ اگر کوئی سیاست سلطانی اور ہول وہیبت بادشاہی سے واقف ہو تو ہزار سال کی عبادت ایک ساعت کے برابر نہ سمجھے اور مصدق اسی قصے کا مناظرہ باز اور مرغ خانگی کا ہی دمنہ نے پوچھا کہ یہ حکایت کس طرح ہی حکایت ایکدن باز شکاری مرغ خانگی کے ساتھ مباحثہ کرتا تھا کہ تو نہایت بیوفا اور بدعہد ہی اور حکماے نصیحت شعار کا اسپر اتفاق ہی کہ عنوان صحیفہ اخلاص پسندیدہ اہل وفا اس مضمون کے ساتھ ہی کہ اِنَّ حُسنَ العَہدِ مِنَ الاِیمَان مرد کو چاہیے کہ اسمین کوشش کرے کہ کوئی صفت اُسکی صفحۂ بیوفائی پر لکھی نہ جائے مرغ خانگی نے جواب دیا

حاشیہ: بہ بضم ... کوئلے ... ولیک ... مانند؛ مصدق ... ثابت کنندہ؛ عہد ... ایمان کی؛ ۱۲

کہ مجھے کون سی بیوفائی تونے دیکھی ہی اور کیا بدعہدی سرزد ہوئی ہی باز نے کہا کہ علامت تیری بیوفائی کی یہ ہی کہ آدمی تیرے حق مین اتنا الطاف کرتے ہین کہ بے زحمت و تکلیف آب و دانہ کہ مادہ حیات اُس سے متعلق ہو دیتے ہین اور راتدن تیرے حال کے خبرگیران رہتے ہین اور اُنکی بدولت گوشہ و توشہ تجھے حاصل ہی اور جبکہ ارادہ تیرے پکڑنے کا کرتے ہین تو تو ایک بام سے دوسرے بام پر اور ایک گوشے سے دوسرے گوشے مین بھاگتا پھرتا ہی **بیت** حق نمکی نمی شناسے ✣ از منعم خویش می ہراسے ✣ اور مین باوجودیکہ جانور وحشی ہون اگر چند روز آدمیون کے ہاتھ سے طعمہ کھاتا ہون تو اُنسے اُنس کرتا ہون اور اُنکے حق کا خیال کرکے شکار اُنکو پکڑ دیتا ہون اور کتنا ہی دور پہونچتا ہون جبکہ وہ آواز دیتے ہین پھر کے اُنکے پاس آجاتا ہون **بیت** مرغ دست آموز را چندانکہ کس دور افگند ✣ بانشاط بال آید باز چون گوید بیا ✣ مرغ نے جواب دیا کہ سبب تیرے نہ بھاگنے اور میرے بھاگنے کا یہ ہی کہ تونے کسی باز کو سیخ مین بھنتے نہین دیکھا اور مین نے بہت مرغ خانگی تابۂ گرم پر بریان دیکھے ہین اگر تو بھی یہ دیکھتا جو مین نے دیکھا ہی تو اُنکے نزدیک ہرگز نہ آتا اگرچہ مین بام بام بھاگتا ہون مگر تو کوہ کوہ بھاگتا پھرتا اور یہ مثل اسواسطے لایا ہون تا تو جانے کہ وہ لوگ کہ صحبت بادشاہون کی طلب کرتے ہین اُنکی سیاست سے بیخبر ہین اور جنھون نے کہ اُنکی سیاست دیکھی ہی اُنھین لقمہ سے خبر ہی نہ آرام سے اثر **بیت** نزدیکان را بیش بود حیرانی ✣ کاینان دانند سیاست سلطانی ✣ دمنہ نے کہا کہ اگر شیر تیرے حق مین یہ اندیشہ نہ کرے تو غلط ہی کیونکہ تجھ مین ہنرہاے بسیار اور فضل بیشمار ہین اور سلاطین کسی وقت ارباب ہنر سے مستغنی نہین ہوے ہین شنزبہ نے کہا کہ شاید میرا ہنر باعث کراہت ہوا ہو کہ اسپ ہنر تگ کی راہروی موجب غبار ہوتی ہی اور درخت میوہ دار کی شاخ توڑی جاتی اور عندلیب خوش گفتار اپنے ہنر سے قفس مین گرفتار ہوتی ہی اور طاؤس کے بال و پر رعنائی کے سبب سے اُکھاڑے جاتے ہین **قطعہ** وبال من آمد ہمہ دانش من ✣ چو روباہ را موی طاؤس را پر ✣ ہنر عیب من شد دگر نہ سرم را ✣ نہ از خاک ملکہ از گہر بودے افسر ✣ اور ہر طرح سے بے ہنر ہنرمندون سے زیادہ ہین اور

اہل ہنر کی خرابی مین ہمیشہ بالاتفاق مبالغہ کرتے ہین کہ حرکات و سکنات اُنکے اگر نیک ہون تو بھی بدی کی طرف لیجاتے ہین اور اُنکی امانت و دیانت کو خیانت پر محمول کرتے ہین اور جو سبب دولت و وسیلہ سعادت ہو اُسکی نسبت شقاوت و نکبت کی طرف کرتے ہین بیت خوار کرتا ہی بشر کو دشمن ٭ عیب گنتا ہی ہنر کو دشمن ٭ دمنہ نے کہا کہ اگر بداندیشون نے یہ قصد کیا ہو تو مآل کار کس طرح پر ہوگا شنزبہ نے کہا کہ اگر تقدیر ارادے کے موافق نہین ہی تو کچھ مضرت پذیر نہین ہونگے اور اگر قضاے ربانی اُنکے مکر و غدر کے مطابق ہی تو کسی حیلے سے دفع اُسکا ممکن نہین ہی دمنہ نے کہا کہ خردمند کو چاہیے کہ ہر حال مین فکر و دور اندیش کو اپنا دمساز رکھے اور کبھی ایسا اتفاق نہین ہوا ہی کہ جس نے کام اپنا عقل کے سپرد کیا ہوا اور ظفر نہ پائی ہو شنزبہ نے جواب دیا کہ خرد اُس وقت کام آتی ہی کہ قضا نے بالعکس اسکے نہ کیا ہو بعد حکم قضا کے نہ چارہ ہاتھ آتا ہی اور نہ حیلہ نفع پہونچاتا ہی بیت آگ پر جبکہ جلا دیتی ہی دامن تقدیر + آب تدبیر کو کر دیتی ہی روغن تقدیر ٭ اور جبکہ آفریدگار سبحانہ تعالی حکم نافذ فرماتا ہی دیدۂ بصیرت پہلے تیرہ و خیرہ ہو جاتا ہی تا راہ مخلصی اُن لوگون پر پوشیدہ رہے اذا جاء القدر عمی البصر مگر تو نے قصہ بلبل اور دہقان کا نہین سُنا ہی دمنہ نے کہا کہ یہ کس طرح پر تھا حکایت شنزبہ نے کہا کہتے ہین کہ ایک دہقان باغ رکھتا تھا تر و تازہ کہ بوستان ارم سے اُسکی نسیم اعتدال زیادہ رکھتی تھی اور اُسکی خوشبوے روح افزا دماغ جان کو معطر کرتی تھی نظم باغ عالم مین عجب گلزار تھا ٭ باغ جنت کی روش بیکار تھا ٭ تھی دم عیسیٰ اثر مین بوے گل ٭ رشک خورشید درخشان روے گل ٭ نواے عندلیب وہان کی حسرت انگیز اور نسیم عطر بیز اُسکی راحت آمیز تھی ایک گوشۂ چمن مین ایک گلبن تھا تازہ تر نہال کامرانی سے اور سرفراز تر شاخ شجرہ جوانی سے ہر صبح گل اُس گلبن رنگین کے مانند رخسارہ گلرویان شگفتہ ہوتے تھے باغبان نے اُس گل رعنا سے عشقبازی شروع کی تھی باغبان ایک روز اپنی عادت کے موافق باغ کے تماشے کو آیا دیکھا کہ ایک بلبل نالان صفحہ گل منھ پر ملتی ہی اور شیرازۂ جلد

حکایت بلبل و دہقان

زرنگار اُسکا منقار تیز سے کھینچتی ہی باغبان پریشانی اوراق گل مشاہدہ کرکے گریبان شکیبائی
پھاڑنے لگا مگر اُس وقت طرح دیکے گھر کو پھر گیا دوسرے دن آکر دیکھا تو وہی حال بُلبل د
گل کا پایا تیسرے روز جاکے دیکھا کہ حرکت منقار بلبل سے مصرعہ گل بتاراج رفت وخار بماند
پس خار منقار سے سینۂ دہقان مین خراش پیدا ہوا اسلیے بعد تدبیر اُسے گرفتار کرکے ایک قفس
مین بند کیا بلبل بے دل نے طوطی وار زبان گفتار کھولی اور کہا اے عزیز سبب کیا ہی کہ
تونے مجھے قید کیا ہی اور کس باعث میرے عقوبت پر میل فرمایا ہی اگر میرے نغمات تجھکو پسند
آئے ہین تو خود آشیانہ میرا تیرے باغ مین ہی اور ہر سحر گلستان تیرا میری نغمہ سرائی سے
طرب خانہ ہی اور اگر کچھ اور مطلب خیال مین ہی تو مجھے اپنے مافی الضمیر سے آگاہ کر دہقان نے
کہا کہ کچھ جانتی ہی تونے مجھپر کیا ستم کیا ہی اور ناز نین میرا کہ گل ہی تونے کیسا خراب کیا ہی
پس سزا تیرے اعمال کی یہی ہی کہ یار و دیار اور تفریح سیر گلزار سے بے نصیب ہوکر قفس
مین پڑی رد یا کرے جیسا کہ مین درد ہجران سے گوشۂ زندان مین تیرے باعث سے
نالان رہا ہون **بیت** بنال بلبل اگر با منت سر یار لیست ٭ کہ ما دو عاشق زاریم
و کار ما زاریست ٭ بلبل نے کہا کہ اس خیال بد سے درگذر کہ میرا اتنا گناہ ہی کہ
ایک چند اوراق گل مین نے پریشان کیے تھے سو عوض مین اُسکے گرفتار قفس ہون اور
تونے کہ کعبہ دل کو ویران کیا ہی پس تیرا کیا حال ہوگا یہ بات دل دہقان پر کارگر ہوئی
بلبل کو آزاد کیا بلبل نے کہا جو تونے مجھسے نیکی کی ہی بحکم ہل جزاء الاحسان الا الاحسان کے
مین بھی مکافات اُسکی کرتی ہون سو وہ یہ ہی کہ اس گلبن کے نیچے اگر تو کھڑا ہی ایک آفتابہ پر زر
دفن ہی اُسے کھودلے اور اپنے کام مین لا دہقان نے اُس مکان کو کھودا جو بلبل نے کہا تھا
سو پایا دہقان نے کہا کہ اے بلبل عجب بات ہی کہ آفتابہ زمین کے نیچے دیکھا تونے اور دلم خاک
کے نیچے نہ دیکھ سکی بلبل نے کہا نہین جانتا ہی تو اِذَا نَزَلَ الْقَدَرُ بَطَلَ الْحَذَرُ
جبکہ قضاے الٰہی نازل ہوتی ہی دیدۂ بصیرت مین نہ روشنی رہتی ہی اور نہ تدبیر صائب

نفع پہونچتا ہی اور یہ مثل اس لیے لایا ہون تا معلوم ہو کہ مین حریف قضا و قدر کا نہین ہون
اور اسکے سوا کہ سر تسلیم کو حکم الٰہی پر رکھون چارہ دوسرا نہین ہی **بیت** سر ارادت
ما آستان حضرت دوست ٭ کہ ہر چہ بر سر ما میرود ارادت اوست ٭ دمنہ نے کہا بیقین
معلوم ہی جو کچھ شیر نے تیرے واسطے تجویز کیا ہی اسکا باعث یہ ہی کہ کمال بیوفائی و عیاری اُسکی
ذات مین ازل سے ودیعت رکھی ہی اگرچہ اوائل مین اُسکی صحبت جلالت زندگانی دیتی ہی
لیکن اواخر مین تلخی مرگ مین رکھتی ہی اُسکی مثال یہ ہی کہ ایک مار ہی نقش دار اور زہرناک کہ
اُسکا ظاہر نقشہاے رنگارنگ سے آراستہ ہی اور باطن ایسے زہر ہلاہل سے کہ کوئی تریاق اُسے
فائدہ نہ بخشے پُر خطر ہی شنزبہ نے کہا کہ پہلے مین نے نوش شیرین چکھا ہی اب وقت ہی زخم نیش تلخ کا اور
ایک مدت طرب و راحت مین بسر کی ہی اب ہنگام ہجوم محنت و غم کا ہی **بیت** ای دل مزہ وصل
چشیدی یکچند ٭ اکنون الم فراق میباید خورد ٭ اور حقیقت یہ ہی کہ اجل گریبان گیر ہو کر مجھے اس
بیشے مین لائی تھی ورنہ مین شیر کی صحبت کے لائق کب تھا مین اُسکا طعمہ ہون چاہیے تھا کہ اگر
ہزار کمند سے کوئی اُسکی طرف کھینچتا تو بھی مین ارادہ اُسکا نکرتا لیکن لکھا پیشانی کا تقدیر الٰہی سے
ہی اُس سے بندہ مجبور رہی اور دوسرے تیرے دمدمہ نے ای دمنہ مجھکو ورطہ ہلاکت مین ڈالا ورنہ
مین کب دیدہ و دانستہ دام بلا مین گرفتار ہوتا اب دست تدبیر دامن تدارک سے کوتاہ ہی
کہ اسکا وقت باقی نہ رہا مصرعہ چون کہ خود کردہ را تدبیر نیست ٭ اور بزرگون نے کہا ہی کہ جو
کوئی دنیا سے قدر کافی پر قانع نہو اور طلب زیادتی کی کرے مثال اُسکی ایسی ہی کہ ایک شخص
کوہ الماس تک پہونچے اور ہر ساعت اُسکی نظر بڑے ٹکڑے پر پڑے اور خیال کرے کہ یہ ٹکڑا بڑی
قیمت کو ملیگا اس خیال سے آگے بڑھتا جائے اور ہرچند ریزہ ہاے الماس سے پانون
اُسکے چھلتے جائین پر وہ مستی طلب مین خبردار نہوا ور کچھ ہاتھ آئے یا نہ آئے لیکن یہ آگے ہی
بڑھتا جائے اور وہ زخم ہر دم زیادہ ہوتے جائین اور یہ اسی صدمے سے کوہ پر
ہلاک ہو جائے **بیت** از زیادت طلبی کار تو آید بزیان ٭ سود اگر خواہی اند

اندازہ زیادہ مطلب + دمنہ نے کہا کہ یہ سخن بغایت پسندیدہ کہا تونے کہ جو بلا کسی پر نازل ہووے
منشا اسکا حرص اور طمع ہوتا ہی بیت ہوا جو کوئی مبتلاے طمع + وہ ہوگا اسیر بلاے طمع +
جو گردن کہ زنجیر حرص مین باندھی جاتی ہی آخر کو تیغ مذلت سے کاٹی جاتی ہی اور جسکے
دماغ مین کہ سوداے طمع جگہہ پکڑتا ہی آخر کو وہ سر خاک سے برابر ہوتا ہی اور اکثر اشخاص کہ
غلبہ حرص سے امید دولت پر ورطۂ نکبت مین پڑے ہین آخر کار قعر مہلکہ مضرت مین گرفتار
ہوے ہین جس طور سے کہ وہ صیاد روباہ کی طمع رکھتا تھا آخر کار سر پنجۂ پلنگ سے دماغ اُسکی
نہاد سے باہر ہوا شنزبہ نے کہا یہ ماجرا بیان کیا چاہیے **حکایت** دمنہ نے کہا کہ ایک صیاد
نے صحرا مین روباہ کو دیکھا کہ نہایت چستی و چالاکی سے ایک دشت مین گشت کرتی ہی صیاد کو
بال اُسکے خوش آئے با خود صلاح اُسکی گرفتاری کی کرکے ایک سوراخ اُسکی دیاس کے پاس
کھودا اور خس و خاشاک سے چھپاکے پارۂ گوشت اُسپر رکھکے آپ کمینگاہ مین جا بیٹھا جبکہ وہ
روباہ دیاس سے باہر آئی اور بو اُس جیفے کی ناک مین پہونچی نزدیک آکے چاہا اُسے کھاوے
پھر دل مین اندیشہ کیا کہ اگرچہ بو اس جیفہ کی دماغ کو معطر کرتی ہی لیکن بوے بلا بھی مشام ہوشیاری
مین آتی ہی اور عقلا اُس کام کے نزدیک کہ جسمین احتمال ہلاکت کا ہو نہین جاتے ہین اور خردمند
ایسے کام کو کہ اندیشہ نقصے کا جس مین متصور ہو نہین کرتے ایک احتمال یہ ہی کہ کوئی جانور مر گیا ہو
اور گمان غالب یہ ہی کہ اُس جیفے کے تلے دام بھی بچھایا ہو بہر تقدیر ایسے اندیشہ ضرر سے
حذر اولی ہی **نظم** مرترا چون دو کار پیش آید + کہ ندانی کدام باید کرد + آنکہ در وے
مظنۂ خطر ست + آنت بر خود حرام باید کرد + وآنکہ بیخوف و بیخطر باشد + بہانت تمام
باید کرد + روباہ نے یہ فکر کرکے خیال جیفے سے کنارہ کیا اور ایک طرف کی راہ لی اُس
اُس اثنا مین پلنگ گرسنہ کوہ سے نیچے اوترا جبکہ بو اُس مردار کی سونگھی بلا تامل اُس
جیفے پر دوڑا پاؤن رکھنے کے ساتھ ہی اُس گڑھے مین گرا جبکہ صیاد نے پلنگ کے گرنے کی
آواز سنی سمجھا کہ روباہ گری ہی نہایت حرص سے بے تامل اس گڑھے مین اُترا صیاد

کے آنے کے ساتھ ہی پلنگ نے پیٹ اُسکا چیر ڈالا صیاد غلبہ حرص و بے عقلی سے ہلاک ہوا
اور روباہ فیض قناعت و قطع طمع سے جان سلامت لیگئی فائدہ اس مثل کا یہ ہو کر واقعی
غلطی کی مین نے کہ ملازمت شیر کی اختیار کی کیا جانتا تھا مین کہ وہ قدر خدمت کی نہ جانیگا
بزرگون نے سچ کہا ہو کہ صحبت اُسکی کہ قدر محنت کی نہ جانے اور خدمت اُس کی کہ قیمت محنت
کی نہ پہچانے مانند اُس کے ہو کہ کوئی شخص امید محصول پر تخم شیرین زمین شور مین بوئے
یا آب روان پر غزلہاے خوش مضمون لکھے دیا تصویر سے بامید توالد و تناسل عشقبازی
کرے یا بگولے سے مینہ طلب کرے قطعہ معشوق و بادشاہ مین ہرگز وفا نہین ٭ پھل بیدا ور
سرو مین ہرگز لگا نہین ٭ کوئی چراغ آتش گل سے جلا نہین ٭ پیاسے کو قطرہ آب گھر سے
ملا نہین ٭ دمنہ نے کہا اس بات سے درگذرا اور اپنے کام کی تدبیر کر شنزبہ نے کہا کیا چارہ کرون
یہ یقین جانتا ہون اور میری عقل بھی حکم کرتی ہو کہ شیر میرے حق مین بدی تجویز نہ کریگا
مگر اہل صحبت میری ہلاکت مین البتہ کوشش کرتے ہین اگر تقدیر میری نے زندگانی
کی ترازو کف فنا مین سپرد کی ہو تو ہر آئینہ پلۂ بقا میرا ظالمان مکار اور ستمگاران غدار
دست بدست اُٹھا دینگے جیساکہ گرگ و شغال و زاغ ارادہ اونٹ پر کر کے
باتفاق یکدیگر غالب آئے دمنہ نے کہا کہ یہ ماجرا کیونکر تھا حکایت شنزبہ نے کہا
کہتے ہین کہ زاغ سیاہ چشم اور گرگ تیرہ بخت اور شغال پُر مکر ایک شیر شکاری کی خدمت
مین حاضر رہتے تھے اور اُسکا بیشہ شارع عام کے نزدیک تھا ایک بار اونٹ سوداگر کا
بھی اُس بیشہ کے حوالی مین درماندہ ہو کے رہگیا ایک مدت کے بعد قوت پا کے ہر طرف
چارہ کی فکر مین پھرتا تھا کہ گذر اُسکا اُسی بیشے مین ہوا جبکہ شیر کے نزدیک پہونچا آداب
خدمت بہ ہزار فروتنی بجا لایا شیر نے استمالت کی اور حال پوچھا شتر نے سوال کیا کہ
غلام چاہتا ہو کہ سکونت اس بیشے کی اختیار کر کے باقی عمر شہریار کی خدمت مین
بسر کرے شیر نے کہا کہ اگر رغبت ہماری صحبت کی رکھتا ہو تو تجھے امان ہو

حکایت گرگ و شغال و زاغ

اجازت ہی اونٹ شاد ہوا اور اُس بیشے مین بسر کرنے لگا ایک مدت کے بعد وہ شتر نہایت
فربہ ہوا ایک روز شیر شکار کے واسطے گیا تھا اتفاقاً ہیل مست سے دو چار ہوا اور جنگ
عظیم واقع ہوئی شیر مجروح ہو کے اپنے مسکن کو پھر آیا اور دردناک و مجروح بستر پر
گرا زاغ اور شغال اور گرگ کہ اُسکے خوان احسان سے لقمہ پاتے تھے بے برگ و نوا
رہے شیر ازراہ الطاف کہ بادشاہ کو خدام پر ہوتا ہی یہ حال اُنکا دیکھ کے متاسف ہوا
اور کہا کہ رنج تمھارا مجھپر دشوار ہی اگر کوئی صید نزدیک ہو تو اطلاع دو کہ مین اسی حال
مین نکلکر اُسے شکار کرون تا تم بھوکے نہ رہو اُنھون نے شیر کے پاس سے اُٹھ کے ایک گوشے
مین باہمدگر مصلحت کی کہ اس اونٹ سے نہ بادشاہ کو منفعت ہی نہ ہمین اُلفت اب
اس شیر کو اسبات پر لانا چاہیئے کہ اُسے شکار کرے تا دو چار روز ہمین اور شیر کو رسد
رزق پہونچے شغال نے کہا کہ اس خیال باطل سے درگذر کہ شیر نے اُسے امان دی ہی جو کوئی
کہ بادشاہ کو غدر پر تحریص کریگا اور نقض عہد پر دلیری دلوائیگا حقیقت مین یہ خیانت
ہی اور خائن ہر حال مین مردود ہی اور خدا اور رسول اُس سے ناراض اور خلق ناخوشنود
رہیگی نظم ہر کہ در وے طرح خیانت گریست ؛ دین وے از عہد امانت بریست + سکہ
مردی ز دیانت بود ؛ قلبیت مردم ز خیانت بود ؛ زاغ نے کہا کہ اس بات مین حیلہ
کیا چاہیے اور شیر کو اس عہد سے باہر لایا چاہیے تم سب یہان ٹھہرو مین جاتا ہون اور
ابھی آتا ہون اسکے بعد شیر کے نزدیک جا کے کھڑا ہوا شیر نے کہا کہ کوئی شکار کی خبر لایا ہی
زاغ نے کہا کہ کسی کی آنکھ بھوک کے غلبے سے کام نہین کرتی اور قوت حرکت کی بھی نہین ہی
مگر ایک طور غلامون کی خاطر مین آیا ہی اگر بادشاہ اسپر راضی ہو تو سب کو رفاہیت تمام
سے نعمت پہونچتی ہی شیر نے کہا کہ عرض کر زاغ نے کہا کہ اونٹ ہم مین اجنبی ہی اور اُسکی
مصاحبت سے کوئی نفع بھی متصور نہین ہی سردست اِس وقت مین ایسا صید ہی کہ
از خود شکار دام افتادہ ؛ ہاتھ آتا ہی شیر یہ بات سُن کے نہایت غضب مین آیا اور

کھاکر خاک ایسے رفیقون کے سر پر ہو کہ جز شیوۂ نفاق اور شیمۂ غدر نیک بات نہین جانتے
ہین اور طریق رفق وفتوت سے محض بیگانہ ہین اور مجھے وہ بات تعلیم کرتے ہین کہ
جس سے خدا ناراض ہو اور سلطنت برباد ہو جائے بھلا جس نے کہ یہ شعر مولف کا
سُنا ہو گا وہ کیونکر خوف خدا سے غفلت کرے گا **بیت** نہ ہو مغرور گر زیر نگین یہ ہفت کشور
ہون * سلیمان سے بیان اکرم مین لیلے دیو خاتم کو * عہد کا توڑنا کس مذہب مین جائز ہی
کہ پہلے اُسے اپنی پناہ مین لینا اور پھر پیمان شکنی کرکے اسے ہلاک کرنا اس سے بھی بڑھکر کوئی بُری بات
ہی **بیت** ہر شاخ پائدار کہ از تست سربلند * مشکن بدست خویش کہ آن ہم شکست تست
زاغ نے کہا کہ مین اِس مقدمے کو جانتا ہون لیکن حکما نے کہا ہی کہ ایک نفس کو اہلبیت
کے واسطے فدا کرنا چاہیے اور اہل بیت کو قبیلے کے واسطے اور قبیلے کو فدائے شہر اور
اہل شہر کو فدائے شہریار کرنا واجب ہی کہ سلامتی اُس کی اہل زمانہ کو فائدہ پہونچائیگی
اس صورت مین صاحب عہد صفت غدر سے پاک رہے گا اور اُس کی ذات مشقت فاقہ
سے سلامت رہیگی شیر نے یہ سُنکر گردن جھکائی زاغ آیا اور یارون سے کہا کہ اول
قصہ ہلاکت شتر کا مین نے عرض کیا پہلے تو سرکشی کی اور اُسکے بعد نیم راضی ہوا اب
یہ تدبیر ہی کہ سب اونٹ کے پاس چلین اور مذکور شیر کی بھوک اور رنج کشی کا بیان
کرین اور کہین کہ ہم پناہ سایۂ دولت مین کامگار رہین اور روزگار خرمی کے ساتھ
بسر کرتے تھے اب جو یہ حادثہ در پیش آیا مروت تقاضا نہین کرتی ہی کہ جان اور نفس
اپنا اُسپر فدا نہ کرین والا کفران نعمت کے ساتھ منسوب ہونگے اور مروت وجوانمردی
سے محروم رہینگے بہتر یہ ہی کہ ہم سب شیر کے پاس چلین اور اُسکا شکر انعام واکرام
بیان کرین اور کہین کہ ہمسے اور کچھ نہین ہو سکتا ہی مگر جان اور نفس اپنا تجھپر فدا
کرتے ہین اور سب یہ عرض کرین کہ بادشاہ آج چاشت ہمارے گوشت سے کرے
اور دوسرا اُسکے قول کو رد کرے حتے کہ نوبت شتر کی آئے ممکن ہی کہ شتر کا مارا جانا

قرار پائے پس باتفاق یہ سب شتر کے پاس گئے اور یہ سب فضولی اُس سے بیان کی
شتر سادہ لوح اُنکے افسون پر فریفتہ ہوا اور اُسی نوع سے کہ مذکور جسکا ہو چکا بات کو
قرار دیکے شیر کے پاس آئے اور زاغ نے زبان کھولی اور یہ شعر مولف کا پڑھا بیت
دشمن تیرے پامال رہیں صورت سبزہ ؛ پھٹکے نہ خزان تیرے گلستان کے برابر ؛ ہماری
راحت وصحت بادشاہ کی سلامتی مین ہے اب جو ضرورت پیش آئی ہے بادشاہ کو اگر میرے
گوشت سے سدرمق حاصل ہو تو عین راحت ہے مجھے نوش فرمایئے اورون نے کہا کہ تیرے
گوشت کھانے سے کیا سیری بادشاہ کو ہوگی بیت تو کون ہے جو شمار مین آئے ؛
کیا مطبخ شہریار مین آئے ؛ زاغ نے یہ بات سُنکے گردن جھکائی شغال نے عرض کیا
مدت دراز متمادی ہوئی کہ تیرے سایۂ دولت مین تاب آفتاب حوادث سے بہزار
امن وامان گذران کی ہے مین نے آج کہ ماہتاب بادشاہ کا خسوف مضرت مین مبتلا
ہے چاہتا ہون کہ ستارۂ اقبال بے زوال میرے افق حال سے طلوع کرے یعنی بادشاہ
طعمہ چاشت کا میرے گوشت سے فرمائے اورون نے جواب دیا کہ جو کچھ کہ عرض کیا تو نے یہ
محض ہوا داری اور حق گذاری ہے مگر تیرا گوشت کہ بدبو رکھتا ہے مبادا تناول کے بعد رنج
بادشاہ زیادہ ہو شغال خاموش رہا مگر گرگ آگے بڑھا اور زبان یون کھولی بیت
خدایا رتیرا ہوا ہی شہریار ؛ عدو روز میدان ہو تیرا شکار ؛ میری بھی جان بادشاہ پر
فدا ہے اور اس بات کا آرزومند ہون کہ بادشاہ بخوشی میرے اجزا کو اپنے دانتون مین
جگہ بخشے یارون نے کہا کہ یہ بیان تیرا محض اخلاص اور علامت اختصاص ہے مگر تیرا گوشت خناق
اور مضر مین زہر ہلاہل کے برابر ہے گرگ نے سنکے قدم پیچھے رکھا اور شتر دراز گردن نے بحکم کل
طویل احمق بعد ادائے شرائط دعا کے یہ شعر مولف کا پڑھا بیت کمان چرخ تیرے تیر کی ہو
حلقہ بگوش ؛ ترے عدو کو لگائے شہاب ثاقب تیر ؛ کہ مین از خاک برداشتہ اس حضرت کا اور
پرورش یافتہ اس دولت کا ہون اگر بادشاہ اپنے مطبخ کے واسطے اس ناچیز کا گوشت قبول

فرمائے اور جان میری کام آئے تو بھی بار احسان سے سبکدوش نہین ہو سکتا بیت
تو کرے ذبح تو مین زیست کی لذت سمجھون * کام آئے جو مری جان سعادت سمجھون *
سب اہل فریب متفق الکلمہ بولے کہ یہ بات تیری فرط شفقت و صدق عقیدت سے
نزدیک ہی فی الواقع گوشت تیرا خوشگوار اور بادشاہ کے مزاج کے لیے سازگار ہی
رحمت ہی تیری ہمت پر کہ اپنے ولی نعمت سے بجان مضائقہ نہ کیا اور اس معاملہ سے اپنا
نام نیک صفحۂ روزگار پر یادگار چھوڑا بیت زر کے دینے کو تو حاضر ہین ہزار * جان دینا
ہی نہایت دشوار * اسکے بعد سب حملہ آور ہوئے اور اجزا اس مسکین کے پارہ پارہ کر ڈالے
یہ مثل اسواسطے بیان کی تا جانے تو کہ فریب اہل مکر کا خصوصاً جس وقت کہ متفق ہوتے
ہین خالی نہین جاتا ہی دمنہ نے کہا کہ اُسکے دفع کی کیا تدبیر ہی شنزبہ نے کہا کہ اس حال
مین تدبیر میری راہ صواب سے دور نظر آتی ہی بلکہ سوائے جنگ و جدال و حرب و قتال کے
اور چارہ نہین دیکھتا ہون کہ حفظ مال اور حفاظت جان کے لیے اگر کوئی مارا بھی جاتا ہی
تو دائرۂ شہدا مین داخل ہوتا ہی بموجب اس حدیث شریف کے من قتل دون نفسہ فہو شہید
اگر میری اجل شیر کے ہاتھ سے مقدر ہی تو چارہ کیا لیکن ہمت مردانہ کے ساتھ مارا جاؤن تو
بہتر ہی کہ کوئی بے حمیت اور بے غیرت تو نہ کہیگا اور موت نیکنامی کے ساتھ بہتر ہی زندگانی
سے کہ بدنامی کے ساتھ ہو دمنہ نے کہا کہ مرد خردمند جنگ کے وقت پیشدستی نہین کرتے ہین سُنا
ہوگا کہ پیشدادیون کیانیون کا عہد تھا کہ دشمن پر پیشدستی نہ کرتے تھے اور اس مین بہت
سے فوائد ہین کہ ہنگام حرب سبقت کرنا بیخردی اور خطرہائے بزرگ کی دلیل ہی بلکہ
اصحاب رائے مدارا اور تلطف کو پیش کرتے ہین اور مناقشے کا دفع کرنا ملاطفت
کے ساتھ اولے جانتے ہین نظم جو لوگ کہ ہوتے ہین دلا عاقل و ہر شہ کرتے نہین جز بہر عدد
بردہ قہر * پوشیدہ نہین ہی یہ مثل ہی مشہور * مرتا ہو جو گڑ سے کیون اُسے دیجیے زہر *
دوسرے دشمن ضعیف کو خرد و خوار نہ جاننا چاہیے اگرچہ قوت اور زور سے بر نہ آئے شاید

بار احسان ... سبکدوش ... رغبی ... جان بچانا ... پیشدادیان ... مجہول ... عادل ... تہمورث ... ضحاک ... فریدون منوچہر

که عذر و فریب سے آتش فتنه کو بهڑکاۓ اور تو خود حالت شیر کو جانتا ہی اور اُس کا غلبه شرح و بسط سے تجهے معلوم ہی پس اُسکی دشمنی اور غائله حرب سے غافل نہو که جو کوئی دشمن کو خوار جانتا ہی اور اُسکی محاربت سے اندیشه نہین کرتا ہی پشیمان ہوتا ہی جیساکه وکیل دریا پر تحقیر طیطوا سے ہوا شنزبه نے پوچها یه کیونکر تها دمنه نے کہا که **حکایت** ہی که ساحل دریاے ہند پر ایک نوع پرندون کی ہی که اُنکو طیطوا کہتے ہین ایک جوڑا اُنکا دریا کے کنارے نشیمن رکهتا تها جبکه وقت انڈے دینے کا آیا ماده نے کہا که انڈے رکهنے کے واسطے جگه ڈهونڈها چاہیے که فراغ سے وہان گذران کرین نر نے کہا یه موضع پاک اور جاے دلکش ہی اب اُٹها اس محل سے مشکل نظر آتا ہی یہین انڈے دیا چاہیے ماده نے کہا که یه جگه اندیشے کی ہی که اگر دریا موج مارے اور بچون کو لیجائے تو کس قدر رنج اُٹهانا پڑے نر نے کہا که خیال مین نہین آتا ہی که وکیل دریا اس قدر دلیری کرے که ہمارے بچے لیجائے اور اگر بالفرض ایسی حرکت کرے که بچے ہمارے غرق ہو جائین تو مین انتقام اپنا قرار واقعی اُس سے لونگا **بیت** کجروی ہمسے کرے کیا ہی مجال دریا ٭ صورت موج ہوا تیڑهی حال دریا ٭ ماده نے کہا که اپنی حد سے تجاوز کرنا لائق نہین ہی اور زیاده اپنے طور سے لاف مارنا اہل خرد کو نچاہیے تو کس قوت اور قدرت پر وکیل دریا سے انتقام لیگا اور کس شوکت و مرتبت پر مجادلت اور منازعت اس سے کریگا **بیت**
یه سنا ہی ہر شکار انداز سے ٭ صعوه بر آتا نہین شہباز سے ٭ اُس اندیشے سے درگذر اور بیضون کے واسطے کوئی مکان محفوظ اور جاے حصین اختیار کر اور میری نصیحت سن جو کوئی سخن ناصحون کا نه سُنیگا اور پند یاران مشفق پر کاربند نه ہوگا تو اُسے وه پہونچیگا جو سنگ پشت کو پہونچا نر نے کہا که یه حکایت کیونکر تهی ماده نے کہا **حکایت** کہتے ہین که ایک آبگیر مین که پانی اُسکا صفت مین مانند آئینه کے صاف تها اور عذوبت و لطافت مین عین آب حیات اور چشمه سلسبیل سے برابری کرتا تها اس جگه ایک سنگ پشت اور دو بطین باہم مسکن رکهتی تهین اور مجاورت کے سبب سر رشته اُنکی محبت کا مصادقت کو پہونچا تها اور ہمسائگی

مانند ہمخانگی کے ہوگئی تھی لمؤلفہ **بیت** نرہے وہ زلیست جویارون مین گذرے ؛ خوشا وہ دم جو غمخوارون مین گذرے ؛ ناگاہ دست روزگار غدار نے انکے رخسارہ حال کو خراش دینا شروع کیا اور سپہر مینا فام نے صورت مفارقت کی آئینہ روز و شب سے دکھانا آغاز کی یعنی ہر روز پانی اُس چشمے کا خشک ہونے لگا مصرعہ و انّی نعیم لایکدرہ الدہر آخر کار اُس پانی مین کہ مادہ حیات اور ممد معاش تھا نقصان کلی ظاہر ہوا بطون نے جبکہ یہ حال سمجھا کہ بے آب زندگانی ناممکن ہی ناچار دل وطن سے اُٹھایا اور عزیمت سفر کی مصمم کی **بیت** ناسخ جسکو وطن مین چین نہ ہو وہ سفر کرے ؛ گذرے وطن سے دشت بلا مین گذر کرے ؛ ہر چند کہ رنج سفر کا بد ہوتا ہی مگر جفاے وطن سے بہتر اسکے بعد بادل پر غم اور دیدہ پر نم سنگ پشت کے پاس آئین اور سخن الوداع درمیان لائین اور یہ بیت پڑھنے لگین **بیت** جدائی تری کسکو منظور ہی ؛ زمین سخت ہی آسمان دور ہی سنگ پشت سوز فراق سے رو دیا اور کہا کہ یہ کیا بات ہی اور بغیر تمھارے کیونکر میری زندگی بسر ہوگی جبکہ طاقت وداع کی نہین ہی تحمل فراق کا کیونکر کرسکونگا **بیت** ناسخ ابھی ہر چند کہ بچھڑا نہین وہ گل مجھسے ؛ ایسا نالان ہون کہ شرمندہ ہی بلبل مجھسے ؛ بطون نے جواب دیا کہ ہمارا جگر بھی خار مفارقت سے ریش ہی اور سینہ التہاب زبانۂ آتش مہاجرت سے بریان لیکن کیا کرین نزدیک ہی کہ خرابی بے آبی کی ہماری خاک وجود کو باد فنا سے برباد کردے لاجرم بضرورت ترک یار و دیار کرنا اور کربت و غربت اختیار کرنا پڑا ہی لمؤلفہ **بیت** کہان عاشق نکلتا ہی برغبت کوے جانان سے ؛ بمجبوری قدم آدم کا نکلا باغ رضوان سے ؛ سنگ پشت نے کہا کہ جانتا ہون مین پانی نہونے کی مضرت ہر ذیحیات کے حق مین حکم زہر قاتل کا رکھتی ہی اور زندگانی بے پانی ممکن نہین ہی لیکن حق صحبت قدیم مقتضی اسکا ہی کہ مجھے بھی اپنے ساتھ لے چلو اور محنت آباد فراق تنہائی مین تنہا نہ چھوڑ د **بیت** ناسخ جاتا ہی سفر کو تو جو اے جان ؛ بیکار ہی پھر یہ جسم بیجان ؛ بطون نے کہا کہ

اے دوست یگانہ وا ے ہمدم فرزانہ تیری جدائی رنج جلاے وطن سے زیادہ تر ہی ہم جس جگہہ کہ جاینگے اگر رفاہیت تمام بھی ملی اور عشرت کامل بھی حاصل ہوئی تو بھی تیرے دیدار کے بغیر دیدہ عیش تیرہ اور چشم بخت خیرہ رہینگے لیکن کیا کرین کہ ہمارا چلنا پاؤن سے روے زمین پر اس مسافت دور و دراز کے ساتھ متعسر اور تیرا اڑنا اوج ہوا پر ہمارے اتفاق مین متعذر ہی بس اس تقدیر پر ہمارا تیرا ساتھ کیونکر ہو سکے سنگ پشت نے کہا کہ چارہ اس کام کا کچھ تمھارے ذہن رسا سے حاصل ہو تو دور نہین اور مجھ خستہ جان فتار رسیدہ ہجران سے اسکی تدبیر کچھ نہین ہو سکتی ہی بطون نے کہا کہ ای عزیز ہم اسکی بھی تدبیر کر سکتے ہین لیکن مجبور ہین کہ جو کچھ کہینگے وہ تجھسے نہو سکیگا اور جو عہد کہ تو کریگا اسپر ثابت نرہیگا سنگ پشت نے کہا کہ تم میری اصلاح کے واسطے بات کہوگی اور مین نہ کرونگا اور جو وعدہ کہ سراپا میرے واسطے مفید ہو اسپر ثابت نہ رہونگا ایسا بھی مجنون نہین ہون کہ اپنے نیک و بد کو نسمجھون بیت شرط کرتا ہون نہونگا تیرے کہنے کے خلاف ٭ عہد کرتا ہون نہوگا اس سے ہرگز انحراف ٭ بطون نے کہا کہ شرط یہ ہی کہ جو ہم تجھے ہوا پر اٹھا کر لے چلین تو مطلق راہ مین بات نہ کرنا کس واسطے کہ جو ہمین روے ہوا پر اس ہیئت کذائی سے دیکھے گا تعرض کریگا اور کنارے سے اپنے اپنے طور پر کلام کرے گا تو جو سنے یا جو کچھ کہ دیکھے مطلق نہ بولنا سنگ پشت نے کہا کہ مطلق مین آپ کے فرمانے سے تجاوز نہ کرونگا اور شعر میر کا میری تعلیم کو کفایت کرتا ہی بیت خموشی کی ہماری جابجا اب قصہ خوانی ہی ٭ برابر سو زبان کے ایک اپنی بے زبانی ہی ٭ اسی کے مناسب حال رباعی شیخ ناسخ صاحب کی ہی رباعی کرتی ہی فردون قدر بشر خاموشی ٭ ہر عیب کو کرتی ہی ہنر خاموشی ٭ ہو مردم چشم سان سراپا بینا ٭ انسان سے ہو سکے اگر خاموشی ٭ بطون نے ایک لکڑی نکالی اور سنگ پشت سے کہا کہ اسے دانتون سے مضبوط پکڑ اور بطون نے دونون جانب سے اس چوب کو نوک مین پکڑا اور اسی ہیئت سے ہوا پر اڑین اور اسی تالاب کی طرف کہ جہان پانی تھا روانہ ہوئین قضارا انکا گذر ایک قریہ

پر ہوا جبکہ نظر لوگون کی ان بطون پر پڑی دیکھا کہ ایک چوب ہو کہ اُسمین سنگ پشت لٹکتا
ہی اور دونون گوشے اُسکے دو بطین نوکون مین پکڑے ہوے اُڑی جاتی ہین اس طرح کا
تماشا کبھی کسی نے نہ دیکھا تھا وضیع و شریف اس قریے کے غوغا کنان دوڑے کہ یہ کیا
عجائبات ہی ہر ایک اپنی طرح سے کلام کرتا تھا اور یہ سنگ پشت کو ناگوار گذرتا تھا
ایک ساعت بھر تو سنگ پشت نے ضبط کیا آخر آتش غضب و گیدان سینہ سنگ پشت مین
جوش زن ہوئی اور طاقت ضبط کی نہ رہی اور کہا کہ آنکھین تمھاری اندھی ہو گئی ہین کیون
چلاتے ہو ادھر سنگ پشت نے لب کھولے اور اُدھر زمین پر گرا بطین چلائین کہ تو نے خلف
عہد سے ہمین رنج مین اور آپ کو ہلاکت مین ڈالا وما علی الرسول الا البلاغ یہ کہکے
راہ اپنی لی اور سنگ پشت ہلاک ہوا فائدہ اس مثل کا یہ ہو کہ جو کوئی نصیحت کو ناصح کی
سمع قبول مین جگہہ نہ دیگا وہ اپنی ہلاکت مین سعی کریگا لمولفہ بیت ہمیشہ پشیمان و احمق
رہیگا ٭ جو کہنا کسی کا نہین مانتا ٭ طیطوی کے نر نے کہا کہ مین نے سنی یہ مثل سب اور اُسکا
مضمون معلوم ہوا لیکن تو نہ ڈر کہ شخص نر دل اور خوف خوردہ ہرگز مراد کو نہین پہونچتا ہی اور
یہ بات وہی ہی کہ مین نے جو پہلے کہی کہ وکیل دریا رعایت ہماری لوازم واجبات سے جانے گا
مادہ نے ناچار اسی جگہہ پر بیضے رکھے جبکہ بچے نکلے تھوڑے سے عرصے کے بعد موج آئی اور اُن
بچون کو لیگئی مادہ نے اس حال کے مشاہدے کے بعد گریبان اپنا چاک کیا اور نر سے کہا کہ
ای خاک بہ سر من جانتی تھی مین کہ یہ دریا میرے بچوّن کو خاک مین ملائیگا اور آتش فراق میرے
خرمن جان کو لگائیگا مگر تیری عقل ناساز نے مجھے خراب کیا اب کیا تدبیر کریگا کہ میرا ریش دل اُس
مرہم سے التیام پذیر ہو نر نے کہا کہ میرا وہی قول ہو کہ مین انتقام اپنا وکیل دریا سے لونگا پس
اسی حال مین اور پرندون کے پاس گیا اور جو کہ پیشوا اُس قوم کے تھے اُنکو جمع کیا اور اپنا حال مشرح
بیان کرکے کہا کہ اگر آج تم سب متفق ہو کے داد میری وکیل دریا سے نہ لوگے تو جرأت
اُسکی بڑھ جائیگی کہ بعد اسکے یہ ارادہ تم سب کے بچون کا کریگا اور یہ نقصان مستمر

ہم سب کے حق مین قرار پکڑے گا اب اسکے بعد اپنے اپنے فرزندون سے ہم سب قطع اُمید کرین
یا مسکن اور وطن اپنے سب چھوڑ دین لموءلفہ بیت یا گوارا کیجے قطع اُمید اولاد سے ❊ غم
غربت کیجیے یا خانۂ آباد سے ❊ اور یا متفق ہو کر ہم عوض اپنا وکیل دریا سے لین کہ گربہ
کشتن روز اول بہتر ہی مصرعہ علاج واقعہ پیش از وقوع باید کرد ❊ سب پرندے اس
حال سے آگاہ ہو کر باہم اڑے اور سیمرغ کی خدمت مین حاضر ہو کے صورت حادثہ عرض کی
اور کہا کہ اگر غم رعیت کا کھائیگا تو سلطان ہمارا ہی اور اگر پروازاری کی نکہے گا تو فرمان
مرغون کی سلطنت کا تیرے صفحۂ دولت سے مٹا کے منشور انکی پاسبانی کا اور کے نام لکھا جائیگا
بیت غم زیر دستان بخور زینہار ❊ بترس از زبر دستی روزگار ❊ سیمرغ نے اُنکی استمالت کی
اور با خدم و حشم اپنے دار السلطنت سے متوجہ اس حائلہ کی دفع پر ہوا اور سب پرندون نے
امداد و رفاقت پر قوی دل ہو کے ساحل دریاے ہند کی طرف رخ کیا جبکہ سیمرغ اپنی سپاہ
کے ساتھ کہ حساب محاسب مین نہ سماوے اور اُنکا عدد صفحات میزان امکان مین تولا نجاوے
اس دریا کے نزدیک پہونچا لموءلفہ نظم سب کے سب تند خو تھے خون آشام ❊ سب کے
پنجون مین ناخنون کی حسام ❊ سب دلاور دلیر و دشمن سوز ❊ فوج اعدا پہ سب کے سب فیروز
سب کے سب پہنے بکتر پر و بال ❊ دل سے آمادۂ جدال و قتال ❊ کرنا جنگ مین تھین منقارین
بال و بازو تھے تیز تلوارین ❊ دوستی کو ہزار بھی کم ہین ❊ سو نلس بے شمار بھی کم ہین ❊ ہی
بہت ایک بھی عداوت کو ❊ ہو حذر صاحب فراست کو ❊ نسیم نے کہ سلسلہ جنبان موج
ہوتی ہی یہ خبر وکیل دریا کو پہونچائی وکیل دریا نے کہ اپنے حوصلے مین طاقت مقاومت سیمرغ
نہ رکھتا تھا بنا چاری بچے طیطوی کے پھیر دیے غرض اس افسانے کی ایراد سے یہ ہی کہ کسی
دشمن کو اگرچہ کیسا ہی حقیر ہو خوار نجاننا چاہیئے بعض جگہ سوزن خرد قامت وہ کام کرتی ہی کہ
نیزۂ دراز سے وہان کچھ نہین ہو سکتا ہی حکیمون نے کہا ہی کہ دوستی ہزار تن کی مقابلے
مین ایک دشمن کے بعضی جگہ کام نہین آتی ہی شنزبہ نے کہا کہ مین جنگ کی ابتدا

نہ کرونگا۔ تابید نامی اور کافر نعمتی سے منسوب نہ ہون مگر جو شیر خواہی نخواہی قصد میرا کریگا تو
صیانت نفس اور مدافعہ اسکا مجھپر واجب ہی دمنہ نے کہا کہ جب تو شیر کے پاس ہونچے اور
دیکھے کہ دُم اُٹھا کے زمین پر مارتا ہی اور سُرخی اُسکی آنکھون کی شعلے کی طرح چمکتی ہو تب تو
یقین کرنا کہ آج اُسنے میرا قصد کیا ہی شنتربہ نے کہا کہ اگر کوئی بات اس طرح پر مشاہدہ کرونگا
تو یقین ہوگا اور شک باقی نہ رہیگا اُس وقت حتی الوسع جو کچھ کہ ہوسکیگا قصور نہ کرونگا دمنہ
اسباب سے خوش ہو کر روانہ ہوا **المولفہ بیت** اور کے غم سے خوش جو ہو عقل اُسے ذرا نہیں +
شرم نہیں حیا نہیں صدق نہیں صفا نہیں + کلیلہ نے کہا کہ کام کہانتک پہونچا اور مہم نے کس چیز
کے ساتھ انجام پایا دمنہ نے جواب دیا **مصرعہ** بخت بھی بیدار رہا اور آسمان بھی یار رہی +
بحمد اللہ کہ فراغ تمامتر نے مُنہ دکھایا اور کار دشوار نے آسانی سے سرانجام پایا اور سب حال
من اولہ الی آخرہ بیان کیا کلیلہ نے کہا کہ اچھا نہ کیا تونے اور انجام اس کام کا تیرے واسطے
غالب ہی کہ بُرا ہو دمنہ نے اسکا کچھ خیال نہ کیا اور جا کر شنتربہ کو ہمراہ لے کر شیر کی خدمت مین
آیا شیر نے دمنہ کی تعلیم کے موافق غراتا اور دم مارنا شروع کیا شنتربہ کو یقین ہوا کہ شیر نے
مقرر قصد میری ہلاکت کا کیا ہی اور اپنے دل مین کہتا تھا کہ خدمت ملوک کی خوف ہلاکت
سے خالی نہیں ہوتی ہی اور ملازمت سلاطین کی ہمخانگی مار اور ہمخوابگی شیر ژیان سے
کم نہیں ہوتی ہی اور سانپ جبکہ سر نکالے گا اور شیر جاگے گا ضرور ضرر ہونچائیگا **بیت**
نکُن ملازمت بادشہ گرزان ترسم + کہ ہمچو صحبت سگ وسبو شود ناگاہ + یہ خیال گذرتا
تھا اور اندیشہ جنگ کا دل مین کرتا تھا اگرچہ جانتا تھا کہ جان بچنا بہت دشوار ہی لیکن بحکم
اسکے **بیت** وقت ضرورت چو نماند گریز + دست بگیرد سر شمشیر تیز + آخر کو
دونون طرف جو کہ دمنہ نے افسون پھونکا تھا علامت اُس کی ظاہر ہوئی یعنی دونون
طرف سے غرش شیر کی اور خوار گاؤ کی بلند ہوئی **نظم** زغوغاے ایشان
وحوش وسباع + دران دشت وبیشہ پریشان شدہ + آخر شیر نے بیل کا کلا پکڑ کے

چبا ڈالا اور کام اُس مسکین کا تمام کیا کلیلہ نے جبکہ یہ صورت دیکھی دمنہ سے کہا رباعی
صد حیلہ و نیرنگ برآمیختۂ ✤ وآنگہ زمیان کار بگریختۂ ✤ یاران دو صد سالہ فرو نتشاند
این گرد بلا را کہ برانگیختۂ ✤ ای نادان اپنی رائے کی خامی دیکھتا ہی اور جانتا ہی یا نہین
دمنہ نے کہا وہ خام کون ہی کلیلہ نے کہا کہ وہ تو ہی اور یہ کام کہ تو نے کیا ہی سات ضرر اسمین
موجود ہین اوّل یہ کہ بے ضرورت اپنے ولی نعمت کو مشقت مین ڈالا اور رنج قوی اُسکی ذات کو
پہونچایا دوسرے اپنے مخدوم کو نقض عہد اور بیوفائی کے ساتھ منسوب کیا ور اپنے خط نفس
کے واسطے بدنامی بادشاہ کی روا رکھی تیسرے بے سبب خون مین ایک بے قصور کے سعی کی
اور ورطۂ ہلاکت مین اُسکو ڈالا چوتھے خون بے گناہ کا اپنی گردن پر لیا کرتا ابد اس
مواخذے سے نہ چھوٹے گا پانچوین جماعت کثیر کو بادشاہ کے حق مین بدگمان کیا غالب
ہی کہ اکثر لوگ بادشاہ کی بیوفائی کے خوف سے جلاے وطن اختیار کرین اور خان و مان
سے آوارہ ہو کے محنت جلاے وطن گوارہ کرین چھٹے سپہ سالار لشکر کو عرصۂ تلف مین ڈالا
ہر آئینہ جمعیت سباع کی بعد اس حادثہ کے بے انتظام رہیگی ساتوین عجز اور ضعف اپنا
ظاہر کیا تو نے اور یہ جو تیرا دعویٰ تھا کہ یہ کام مدارا سے بنا ونگا سو خوب بنایا تو نے اور
احمق ترین مخلوقات وہی شخص ہی کہ فتنۂ خفتہ کو بیدار کرے اور جو مہم کہ صلح و نرمی سے
تدارک پذیر ہو سکتی ہو اُسے جنگ و خشونت مین ڈالے دمنہ نے جواب دیا بیت
نہ نکلے کام اگر فرزانگی سے ✤ تعلق کیجیے دیوانگی سے ✤ کلیلہ نے کہا کہ تو نے خرد کے موافق
کونسا کام کیا کہ درست ہوا اور ہاتھ سے معمار تدبیر کے کونسی بنا ڈالی کہ وہ بن نہ آئی اور
افسوس کہ اتنا نہ سمجھا تو کہ رائے درست اور اندیشہ صواب کو جرأت و شجاعت پر ترجیح ہی
الرأے قبل شجاعۃ الشجعان شعر کار ہا راست کند عاقل کامل بسخن ✤ کہ بصد لشکر جرار میسر نشود
دمنہ مجھے ہمیشہ سے حال تیرے عجب اور مغروری اور اس دنیاے فریبندہ کی جاہ پر مفتونی
کا کہ جز نقش بر آب و تماشاے یک نظر اور کچھ حقیقت نہین ہی معلوم تھا لاکن اُسکے اظہار مین

نکتہ ۱۷
ع ۔ نا اہل بر او زن
اری حلیم
مردے بلا دیکھیں
رہ ع۔ ظالم میں نیک نیست
ہ ع ۔ ۱۹ زر وہم بے ہیبتی نفس
ع ۔ ۲۰ بخوبی جنس
ع ۔ ۲۱ عقل اس لئے ہی
جرأت اور شجاعت اور
مردی

مجھے تامل تھا مگر اب اسلیئے کر تو انتباہ پائے اور خواب غرور سے بیدار اور مستی شراب جہالت سے ہوشیار ہو اتنا کہا جاتا ہی کہ اب تیری غفلت و نادانی حد سے زیادہ ہوئی اور بادیۂ ضلالت مین سرگردانی اور پریشانی تیری بہت ترقی کر گئی تو اب ضرور ہی کہ تجھے تیری تیرگی اور فرط دلیری سے کہ امور منکرہ مین بڑھگئی ہی آگاہ کرون ہرچند مجال قلم نہین کہ قطرہ اُس دریا سے بیان مین آسکے لیکن لازم ہی کہ کچھ بقدر اپنی طاقت کے زبان آوری کرون بیت

تا تو بدانی کہ چہا کردۂ ✦ نقش وغا بستہ خطا کردۂ ✦ دمنہ نے کہا کہ ای برادر ابتداے عمر سے تا اینندم وہ قول کہ نہ چاہیے اور وہ فعل کہ نامناسب ہو مجھسے وجود مین آیا ہو ایسا یاد نہین پڑتا ہی اور اگر کوئی عیب میرا آپ نے مشاہدہ کیا ہو اُسے فرمایئے کلیلہ نے کہا کہ تیرے عیب بہت ہین مگر وہ شخص کہ شناسندۂ عیوب ہنر ہون نہین پائے تجھ مین بڑا عیب یہ ہی کہ آپ کو بے عیب جانتا ہی دوسرے یہ کہ تیری گفتار کردار پر ترجیح رکھتی ہی اور یہ بات مشہور ہی کہ بادشاہ کے واسطے کوئی بات اسکے برابر نہین ہی کہ قول اُسکے اہل کار کا اُسکے افعال پر مرجح ہووے اور اہل علم قول اور فعل مین چار قسم کے ہوتے ہین اول یہ کہ کہین اور نہ کرین یہ طریقہ منافقون کا ہی دوسرے یہ کہ نہ کہین اور کرین یہ عادت عادلون کی ہی تیسرے یہ کہ کہین کچھ اور کرین کچھ اور چوتھے یہ کہ نہ کہین اور نہ کرین کہ جو شیوہ منافقون کا ہی اور تو ہمیشہ اپنے ہنر سے بات بڑھکے کہتا ہی جیسا اگر گائے سے کہا کچھ اور کیا کچھ اور شیر جو تیری باتون پر فریفتہ ہو کر مرتکب ایسے کام کا ہوا ہی عیاذاً باللہ اگر کوئی رنج اُسنے شیر کو پہونچا دیا یا کچھ ہرج مرج اس ولایت مین تیرے کردار کے سبب سے نمودار ہوا اور شورش و اضطراب رعایا کا حد سے گذرا اور یا نفوس اور اموال خلق کے معرض تلف مین آئے پس وبال اس نکال کا تیری گردن پر جیسا کہ پڑیگا دیکھے گا تو رباعی گو یا بدکار ہو کوئی یا بداندیش ✦ پائیگا کبھی نہ نوش جز نیش ✦ جیسا کرے گا کام کوئی ✦ ویسا ہی اُسے بھی آئیگا پیش ✦ دمنہ نے کہا کہ مین نے بادشاہ کو بجز کلمۂ نیک و سخن خیر نہین کہا ہی اور اس چمن مین سواے

نہال بندگی کے اور درخت نہین لگایا ہی کلیلہ نے کہا وہ نہال کہ جسکا یہ ثمر ہو کہ مشاہدہ
کیا جاتا ہو جڑ سے اکھڑنا بہتر اور وہ نصیحت کہ جسکا یہ نتیجہ ہو نہ سُننا اسکا اچھا ہی اور
کبھی کوئی قول تیرا حلیۂ عمل نیک سے آراستہ نہین دیکھا ہی عالم بے عمل مانند موم بے عسل
کے کچھ لذت نہین رکھتا ہو اور گفتار بے کردار مانند درخت بے برگ وبار کے ہی کہ سوا
جلانے کے اور کام کے سزاوار نہین ہوتا ہی اور اکابر نے دفاتر ہنر مین قلم کرم سے یہ
لکھا ہی کہ چھ چیز دن سے امید بہبودگی نہ رکھے یعنی قول بے عمل سے اور مال بے خیر
سے اور دوست ناآزمودہ اور علم بے صلاحیت سے اور صدقہ بے نیت سے اور اُس
زندگانی سے کہ جسمین صحت نہو سُن اے دمنہ صحبت اُس بادشاہ کی جو بذات خود
عادل اور کم آزار ہو مگر اُسکا وزیر ناپاک طینت اور بدنیت ہو بے سود ہی کیونکہ منافع
بادشاہ کے عدل ورافت کے رعیت سے منقطع کرے گا اور فیصلہ مظلومون کا بادشاہ
تک پہونچنے نہ دیگا اور مثال اُس بادشاہ کی ایسی ہی کہ چشمہ آب شیرین وصاف ہو
اور اُسمین نہنگ نظر آتا ہو تو کوئی خوف جان سے ہاتھ اُسمین نہ ڈالے گا بیت
رسیدہ ام من تشنہ جگر بچشمۂ صاف ٭ ولے چہ سود کہ یارائے آب خوردن نیست ٭ دمنہ
نے کہا کہ اِس عمل سے سوائے حصول خدمت بادشاہ اور کچھ میرا مقصود نہین ہی کلیلہ
نے کہا کہ تو چاہتا ہی کہ بادشاہ کی خدمت سے سب موقوف ہوجائین فقط تنہا مین
معتمد علیہ اور مشار الیہ رہون تا تقرب درگاہ شاہی مجھی پر منحصر رہے یہ تیری فہمید
غایت نادانی اور افراط بیخردی پر دلالت کرتی ہی کس واسطے کہ بادشاہی کسی چیز
اور کسی شخص پر منحصر نہین ہی کیونکہ مشابہت بادشاہ کی حسن حسینون کے مشابہ بہت ہی
جیسا کہ محبوب دلاویز کے ہرچند کہ عاشق بہت ہون مگر اُسکا جلوہ حسن عشاق کی
افزونی کا طالب ہوتا ہی بادشاہ کو بھی ہرچند خادم اور ملازم زیادہ ہون پر اُسکو
میل افزونی حشم و خدام کی طرف رہتا ہی اور یہ تیری طمع خام دلیل روشن حماقت

پر ہی حکما نے کہا ہی کہ دلیلین احمق کی پانچ ہین اوّل منفعت اپنی غیر کے ضرر مین
ڈھونڈھنا مولف شعر راحت وہ کیا ہی جس سے کہ ہو غیر کو گزند ٭ پھینکو نہ اپنے پانون
سے کانٹا نکالکر ٭ دوسرے بہبود آخرت کی بے ریاضت و عبادت کے امید رکھنا تیسرے
درشتی اور بدخوئی سے عورات کے ساتھ عشقبازی کرنا چوتھے تن آسانی اور راحت مین
دقایق علوم کو اپنے عندیہ مین حاصل کرنا پانچوین بغیر وفاداری اور رعایت حقوق یاری
ودوستی کے توقع خلق خدا سے رکھنا لیکن مین نے جو یہ کلام تجھسے کیا محض بمقتضائے شفقت
مگر یہ بھی خوب جانتا ہون کہ تیری شب تیرۂ شقاوت کسی کی مشعل پند سے روشن نہوگی
اور ظلمت جہل و کدورت حسد کہ تیری ذات مین آمیختہ ہوئی ہی میرے نور نصایح سے
جدا نہین ہونے کی **بیت** باآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد ٭ گلیم بخت کسی را کہ
بافتند سیاہ ٭ ای دمنہ تیری مثل وہ ہی کہ ایک شخص ایک مرغ سے کہتا تھا کہ رنج بیہودہ
نہ اُٹھا اور اپنی بات اس جماعت سے کہ بات کرنے والی نہین ہی ضایع نہ کر اُسنے نہ سُنا
آخر اُسکی سزا پائی دمنہ نے کہا کہ یہ کیونکر تھا **حکایت** کلیلہ نے کہا کہ کہتے ہین بندرون
کی جماعت ایک کوہ مین گذرتی تھی ایک شب برف باری بہت ہوئی بیچارے قریب
ہلاکت کے پہونچے جاے پناہ ڈھونڈھتے تھے اور طلب مین آتش کی ہر طرف تگاپو کرتے تھے
ناگاہ ایک جگنو پڑا دیکھا چنگاری سمجھ کے گرداگرد اُسکے ہیزم خشک جمع کر منتظر بھڑک کے
بیٹھے ایک درخت پر پرندہ ذی فہم نے دیکھکر آواز دی کہ ای بندرو یہ آگ نہین ہی کیون
اوقات ضایع کرتے ہو مگر اُنھون نے کچھ التفات اسکے کلام پر نہ کیا اور اپنے کام سے باز نہ
رہے قضارا ایک شخص اس جگہ پہونچا اور اُس ماجرے سے آگاہ ہوا اُس مرغ سے کہا تو کیون
پند بیہودہ اور بے محل کرتا ہی یہ قوم بوزینہ تیری نصیحت سے باز نہ رہین گے بلکہ تجھے
ضرر پہونچائینگے اور ایسے شخصون کی تربیت مین سعی کرنا ایسا ہی کہ تلوار کو پتھر پر
آزمانا اور زہر ہلاہل سے خاصیت تریاق فاروق کی طلب کرنا **قطعہ** ہر کہ

در اصل بد نہاد افتاد ✤ ہیچ نیکی از و مدار امید ✤ زانکہ ہرگز بجہد نتوان ساخت ✤ از کلاغ سیاہ باز سفید ✤ مرغ نے جب دیکھا کہ بندر پند میری نہین سنتے ہین گمان کیا کہ شاید دور سے اس انبوہ مین آواز نہین پہونچتی ہی نزدیک آکر نہایت شفقت سے سمجھانا شروع کیا ہنوز مرغ کا کلام تمام نہوا تھا کہ بندرون نے گردن مرغ کے تن سے جدا کی اے دمنہ حال میرا تیرا دوستی اور نصیحت مین ایسا ہی کچھ معلوم ہوتا ہی کہ سخن بے فائدہ کہتا ہون اور اوقات اپنی ضایع کرتا ہون مگر تجھے میرے کلام سے کچھ نفع نہوگا بلکہ مجھے ضرر ہوئچے تو دور نہین ہی **نظم** کوئی نہ سنے اگر نصیحت ✤ برباد نہ اپنی کر نصیحت ✤ تو راہ بتائے وہ نہ مانے ✤ کچھ فائدہ پند کا نہ جانے ✤ جاہل وہ ہی اُس سے کر کنارہ ✤ گمراہ پھرے وہ مارا مارا ✤ دمنہ نے کہا کہ اے برادر بزرگون کو چاہیے کہ موعظت اور شفقت مین درگذر نہ فرمائین سامع استماع کرے یا نہ کرے یہ اُسکا نصیب ہی **قطعہ** مدار پند خود از ہیچکس دریغ مگو ✤ اگرچہ از طرف مستمع شود تقصیر ✤ سحاب قطرۂ باران زکوہ وا نگرفت ✤ اگرچہ در دل خارا نمیکند تاثیر ✤ کلیلہ نے کہا کہ مین نے باب نصیحت تیرے مُنھ پر کبھی بند نہین کیا لاکن بے سود ہی کہ تو نے بنائے کار اپنی مکر اور حیلے پر رکھی ہی اور خود رائی اور خود کامی کو اختیار کیا ہی اور آخر کار پشیمانی اُٹھائیگا مگر پھر پشیمانی بھی سود نہ بخشے گی اور ہر چند پشت دست کاٹیگا اور سینہ کوبی کریگا کچھ فائدہ نہ ہوگا کیونکہ امتحان ہوا ہی کہ خاتمہ مکر و حیلہ کا شامت و خرابی پر ہوتا ہی جیسا کہ شریک زیرک حلقہ مکر مین گردن پھنسا کے گرفتار دام بلا ہوا اور شریک غافل برکت سے راستی اور سادہ دلی کے مراد کو پہونچا دمنہ نے کہا کہ یہ کیونکر تھا **حکایت**

کلیلہ نے کہا کہتے ہین کہ دو شریک تھے ایک عاقل اور دوسرا غافل ایک نہایت زیرکی سے نقش فریب بازی بر روے آب قائم کرتا تھا اسکا تیز ہوش لقب تھا اور دوسرا فرط نادانی سے سود و زیان مین فرق نہ کرتا تھا اسکو خرم دل کہتے تھے ان دونون کو تجارت کا

خیال ہوا باتفاق یکدیگر سفر اختیار کیا طی منازل و مراحل کرتے جاتے تھے اتفاقاً اثناء راہ مین بدرۂ زر ہاتھ آیا اُسکو غنیمت بیکران سمجھکر متوقف ہوئے شریک دانا نے کہا کہ برادر جہان مین سود بے محنت یہی ہوتا ہی اب اس بدرہ زر پر قناعت کرنی چاہیے اور گوشہ کاشانہ مین فراغت سے بسر اوقات کرتا بہتر ہی نظم چند گردی گرد عالم بہر زر + بیش گردد زر شود غم بیشتر + کاسہ چشم حریصان پر نشد + تا صدف قانع نشد پر دُر نشد + یہ صلاح کر کے دونون پھرے اور شہر کے نزدیک ہونچکر ٹھہرے شریک غافل نے کہا کہ ای برادر اب اسے تقسیم کیجیے شریک عاقل نے کہا کہ تقسیم کرنا ابھی مناسب نہین ہی بقدر ضرورت کچھ خرچ کو نکال لین اور باقی کسی جگہ گاڑ دین اور وقت ضرورت اسی طرح اسمین سے تھوڑا تھوڑا لیجایا کرین تا آفت کوتوال وغیرہ سے محفوظ رہین اور اگر ایکبار لے چلین خدا جانے کوئی نظر باز دیکھکر افشائے راز نکر دے غافل بیچارہ مکر و فریب عاقل سے غافل تھا اسکے افسون پر فریفتہ ہوا اور اسکا افسانہ قبول کیا اور کچھ تھوڑا سا لے لیا اور باقی بدرہ ایک درخت کے تلے دفن کر دیا پھر شہر مین آکر اپنے اپنے گھر مین قرار پکڑا دوسری شب چرخ شعبدہ باز نے صندوق حیلہ اس طرح پر کھولا کہ شریک دانا شب کو وہ بدرۂ زر کھود کر اپنے گھر لے گیا اور زمین کو بدستور برابر کر دیا جبکہ شریک نادان بے خرچ ہوا اسکے پاس آکر کہا کہ مین اب بہت بے خرچ ہون چلیے اور اُس مین سے کچھ لائیے شریک عاقل نے تجاہل کیا اور کہا کہ چلیے مجھے بھی ضرورت ہی القصہ یہ دونون باہم نزدیک اُس درخت کے آئے ہرچند اُس جگہ کو کھودا کچھ نپایا اُس تیز ہوش نے اس نادان کے گریبان مین ہاتھ ڈالا کہ تیرے سوا کون اُس سے واقف تھا تو ہی کھود لے گیا ہی اور مجھے احمق بناتا ہی ہرچند اُس بیچارے نے قسمین کھائین اور اضطراب کیا کچھ نہوا لیکن اگر حقیقت مین یہ دانا ہوتا اور خموش ہو رہتا تو وہ شریک غافل بیچارہ غنیمت جانتا لیکن کتے کو کب گھی ہضم ہوتا ہی آخر دست و گریبان ہوا اور نوبت مجادلے سے محاکمے کو پہونچی زیرک اُس غافل کو پکڑ کر قاضی کے گھر لایا

۴ بدرہ ہمیان ہزار درم یا دہ ہزار ۱۲

اور دعوی اپنا ظاہر کیا سب مضمون قضیے کا مسمع قاضی مین پہونچا یا اُسنے انکار کیا غافل کے
انکار کے بعد قاضی نے تیز ہوش سے گواہ طلب کیے اُسنے کہا کہ ای قاضی اُس درخت کے سوا
کہ زر جسکے نیچے گڑا تھا اور میرا گواہ نہین ہی پر اُمید غالب ہی کہ حضرت سبحانہ تعالی قدرت
کاملہ سے اُس درخت کو گویائی بخشے اور گواہی دے تا اُس خائن بے انصاف کی بے دیانتی
پر کہ سب زر لے گیا ہی اور مجھے محروم رکھا ہی تمام آگاہ ہون تو قاضی اس بات سے متعجب ہوا
مگر بعد قیل و قال بسیار یہ قرار پایا کہ کل قاضی اُس درخت کے تلے چلے اور گواہی درخت
سے طلب کرے اگر وہ گواہی دے تو اُسپر عمل کرے و الآخیر خرنیک دانا اپنے گھر کو گیا اور
یہ سب ماجرا اپنے باپ سے بیان کیا اور کہا ای پدر بزرگوار مین نے آپ کی گواہی کے
اعتماد پر یہ نہال حیلہ محکمہ قضا مین بٹھایا ہی اور اس مہم کا تیری شفقت پر ارادہ کیا ہی
اگر تو میرے ساتھ موافقت فرمائے تو یہ زر سب ہضم ہوتا ہی اور اسکا نصف اور حاصل
ہوتا ہی پھر بقیۃ العمر بآسایش بیٹھکر بسر کیجیے باپ نے کہا کہ وہ کونسی بات مجھسے متعلق ہی بیٹے
نے کہا کہ اُس درخت مین ایک بڑا جوف ہی شب کو جاکر بیٹھ رہو دن کو جب قاضی آکر
پوچھے تو گواہی ادا کرنا باپ نے کہا کہ ای فرزند فریب کے خیال سے درگذر اگر بفرض محال
آج خلق سے پیش لے گیا مگر کل خالق کو کیونکر فریب دیگا کہ مولف نے کہا ہی **بیت** گواہی
دیگا ہر اک عضو بر ملا اک دن ✤ چھپا چھپا کے عبث ہم گناہ کرتے ہین ✤ بلکہ ایسا اوقات دیکھا
ہی کہ حیلہ صاحب حیلہ کو اکثر وبال جان ہوتا ہی اور اسکی جزا خود بخود حیلہ ساز کو پہونچتی ہی اور یہ
فقر و فاقہ ہمارا ساتھ راستی کے بہت اچھا ہی کیا شعر مولف کا تو نے نہین سنا ہی **بیت**
ہی بہتر اطلس گردون سے یہ پوشاک عریانی ✤ ہمارے داغ سے نسبت نہین تاج فریدون کو ✤
ای فرزند خوف کرتا ہون کہ مکر تیرا مینڈک کے مانند ظہور کرے بیٹے نے کہا یہ قصہ کیونکر تھا
حکایت باپ نے کہا کہ کہتے ہین کہ مینڈک نے ایک سانپ کے نزدیک مسکن کیا تھا اور
اُس ظالم و خونخوار کے جوار مین گھر بنایا تھا جبکہ وہ مینڈک بچے نکالتا تھا سانپ کھا لیتا تھا

اسکا دل فرزندون کے داغ فراق سے جلتا تھا اس مینڈک کو ایک کچھوے سے دوستی تھی اُسکے پاس آیا اور کہا کہ ای یار موافق مجھے تدبیر لایق بتا کہ دشمن قوی مجھپر مستولی ہوا ہی اُسکے ساتھ نہ طاقت مقاومت رکھتا ہون اور نہ جلاے وطن کر سکتا ہون کہ عجائب جاے خوش اور مسکن دلکش ہی اسکا سواد مینا رنگ روضۂ مینو کے مانند فرح افزا اور نسیم دلکش اسکی طرۂ خوبان کے مانند عنبر فرسا ہی کوئی شخص باختیار خود ترک ایسی منزل کو نہین کرتا ہی اور دل ایسے نمونۂ فردوس برین سے نہین اُٹھاتا ہی **بیت** جاے من کوے مغالنست جز زیبا جائیست ٭ ہیچ عاقل بجہان ترک چنین جا نکند ٭ کچھوے نے کہا کہ غم نہ کھا کہ دشمن قوی کمند حیلہ مین باندھا جاتا ہی اور خصم غالب دام مکر مین گرفتار ہو سکتا ہی مینڈک نے کہا کہ تو نے کتاب حیل سے اس بات مین کیا مسئلہ حل کیا ہی اور دفع غائلہ دشمن بداندیش مین کس تدبیر نے قرار پایا ہی کچھوے نے کہا کہ خلانی جگھہ ایک راسو یعنی نیولا جنگ جو ستیزہ خو رہتا ہی تو چند مچھلیان پکڑلے اور سوراخ راسو سے تا سوراخ مار تھوڑے تھوڑے فرق سے چن دے جبکہ وہ نیولا ایک مچھلی کو کھائیگا تو پھر دوسری پر آئیگا اسی طرح شدہ شدہ سوراخ مار تک پہونچے گا جو کہ فیما بین راسو اور مار کے عداوت جبلی ہی سو ظاہر ہی پس اُسیوقت کام مار کا تمام کریگا اور تو ہر آئینہ اُسکے ضرر سے محفوظ رہیگا مینڈک نے اسی تدبیر سے کہ موافق تقدیر کے تھی کام سانپ کا تمام کیا جبکہ اس قصے کو دو چار دن گذرے نیولے کو فرا انھین مچھلیون کا یاد آیا اسی طرح سے تلاش کنان تا غار مار آپہونچا ماہی اور مار کو تو نپایا مینڈک جو بچون سمیت فراغ خاطر سے بیٹھا تھا سب کو نوش فرمایا بموجب **بیت** کہ از چنگال گرگم در ربودے ٭ چو دیدم عاقبت خود گرگ بودی ٭ اور یہ مثل ای فرزند اسلیے لایا ہون مین کہ سرانجام حیلے کا گرفتاری و خواری ہی آخر کار مکر و فریب ندامت خاکساری مین ڈالتا ہی مغیلان سے گلچکان پائے نہین جاتے **بیت** نہ کر زور کا کرنا سرانجام ٭ کہ ہوگا اس سے بدتر تیرا انجام ٭ بیٹے نے کہا کہ ای پدر سخن کو تاہ کر اور اندیشہ

دور و دراز سے درگزر کہ یہ کام تیری تھوڑی امداد سے منفعت بسیار بخشے گا اور اگر میری ہلاکت پر راضی ہو تو ویسا کہہ کہ مین خود آپ کو ہلاک کرون وہ بیچارہ کچھ حرص مال سے اور کچھ محبت فرزند سے دین و دیانت سے منحرف ہوکر بادیہ ضلالت و خیانت مین سرگشتہ ہوا اور مصداق انما اموالکم و اولادکم فتنۃ کا ظہور مین آیا آخرکار حق شناسی کو طاق نسیان پر رکھکر وہ راہ کہ شرع اور عرف مین ممنوع اور محظور ہو اختیار کی یعنی اسی شب تیرہ مین بموجب ایماے فرزند با دل مکدر جوف درخت مین جا بیٹھا صبح کو قاضی مع جم غفیر شہریان زیر درخت وارد ہوا اور خلق اللہ نظارۂ عجائبات کے واسطے صف باندھے کھڑی ہوئی قاضی نے حسب اقرار مدعی درخت سے گواہی طلب کی درخت سے آواز آئی کہ اس زر کو خرم دل کہ غافل لقب رکھتا ہو لے گیا ہو اور تیز ہوش پر کہ شریک اسکا ہو ظلم کیا ہو یہ سنکر سب متعجب ہوئے مگر قاضی نے فراست سے دریافت کیا کہ اس درخت مین کوئی سر ہو پر سواے تدبیر صائب کے معلوم نہوگا بیت سر ہر نفس کہ از چشم خرد پنہان ست ٭ جز در آئینہ تدبیر نگردد ظاہر ٭ قاضی نے حکم کیا کہ بکثرت ہیمہ سوختنی اُس درخت کی جڑ مین جمع کرکے آگ لگا دین جبکہ اُس انبار ہیزم کو جلایا اور دھوان اُسکا جوف درخت مین بھرا اور دم اُس پیر مرد کا گھٹا آخر نوبت بجان پہونچی ہر چند ضبط کیا مگر کیا ہو سکتا تھا القصہ چلایا اور امان چاہی اور قاضی نے اُسے باہر نکالا اور استمالت کی اور حقیقت حال پوچھی اُس نیم سوختہ نے صورت ماجرا بیان کی قاضی حقیقت حال پر مطلع ہوا اور امانت اور کوتاہ دستی غافل کی اور خیانت اور دراز دستی بیحیا عاقل کی سب پر ظاہر ہوگئی مقارن اس حال کے شیخ فانی نے اس جہان فانی سے رحلت کی آخرکار آتش فریب نے اُسے نار جہنم کو پہونچایا اور غافل برکت صدق و صفا سے اپنے حق کو پہونچا اور عاقل نے شرمندگی اور روسیاہی حاصل کی اور مال کو اور باپ کو ہاتھ سے کھویا ایراد اس مثل کا اسلیے ہی تا معلوم ہو کہ فریب ناپسندیدۂ خدا ہو اور انجام اُسکا بُرا ہو دمنہ نے کہا مگر تو نے عقل کا فریب نام رکھا ہو اور تدبیر کا حیلہ لقب کیا ہو اور مین نے اُسی قسم کو

بڑی تدبیر صایب سے سرانجام دیا ہی کلیلہ نے کہا تو یہان تک شستست اور تدبیر کا نادرست ہی
کہ زبان اُسکے بیان سے قاصر ہی اور خبث دل اور غلبہ حرص مین یہانتک مبتلا ہی کہ زبان اُسکے
ادا کرنے مین عاجز ہی فائدہ تیرے مکروحیلہ کا جو کچھ ولی نعمت کو پہونچا سو ظاہر ہی دیکھیے کہ
انجام اسکا کیا ہوا اور شامت تیری دوروئی اور دوزبانی کی کیا نتیجہ بخشے دمنہ نے کہا کہ دوروئی
سے کیا نقصان ہی کہ گل رعنا بوجہ دوروئی کے زینت بخش باغ بوستان ہوتا ہی اور قلم دوزبان
کے سبب سے ملک و مال پر پاسبانی کرتا ہی تلوار کہ ایک رو رکھتی ہی خون پینا کام اُسکا ہی اور شانہ
بسبب دوروئی کے فرق حسینان نازنین پر قدم رکھتا ہی نظم خون میخورد چو شمع درین دیر سرکاو
یکرو و یکزبان بود از پاک گوہری ٭ مانند شانہ ہر کہ دو رو دست و دو زبان ٭ بر فرق خویش جا
دہندش ز سروری ٭ کلیلہ نے کہا کہ ای دمنہ زبان آوری چھوڑ دے کہ تو نہ وہ گل رعنا ہی کہ دوروئی
کے باعث تیرے مشاہدہ جمال سے آنکھین روشن ہون بلکہ تو وہ خار گلزار ہی کہ دل آزاری کے
سوا اور کچھ نفع تماشائیان باغ کو تجھسے نہ پہونچےگا اور نہ تو وہ قلم دوزبان ہی کہ امرا ملک و مال
سے خبر رکھے بلکہ وہ مار دوزبان ہی کہ تیری زبان سے سوا زہر کے اور کیفیت کسی کو نہ ملےگی بلکہ مار
پر تجھکو فوقیت ہی کہ مار کی ایک زبان سے زہر آتا ہی اور دوسری زبان سے تریاق پیدا ہوتا
ہی اور تیری دونون زبانون سے زہر ٹپکتا ہی اور تریاق کا اثر نہین ہی چاہیے تھا کہ دوستون
کے واسطے ایک زبان سے تریاق آتا اور دشمنون کیواسطے دوسری سے زہر ٹپکتا تو مضائقہ نہ تھا اور
تیری دوزبانین دوست اور دشمن کے واسطے زہر دینے والی ہین دمنہ نے کہا کہ ای کلیلہ
میری سرزنش سے درگذر کہ اگر شنزبہ زندہ بھی ہوتا تو بھی شیر سے کبھی آشتی نہوتی اور اسکے
بعد بناے محبت باہم قایم نرہتی کلیلہ نے کہا کہ سچ کہا تو نے جبکہ تجھسا مفسدہ پرداز ایسے امور
مین دخل پائے پھر وہان آشتی کی گنجایش کہان کیونکہ یہ قاعدہ مقرر ہی کہ تین چیزین
جبھی تک برقرار رہتی ہین کہ تین چیزون نے اُنمین دخل نہین پایا ہی اور اگر وہ تین باتین
ظہور پکڑینگی تو یہ تینون موقوف ہو جاوینگی تفصیل اسکی یہہ ہی کہ اول آب چاہ جب تک کہ

ح رعنا بالفتح زن خوبرو آراستہ و دو رنگ و در فارسی بمعنے زیبا ہم آید از کشف اللغات ۱۲

اپنے حال پر رہے گا کہ دریا سے ملحق نہین ہوا ہی اور جبکہ دریا چاہ سے ملیگا پھر شیرینی اور
لطافت اس چاہ مین باقی نرہیگی دوسری صلاح اور موافقت باہم دوستون
مین جبھی تک ہی کہ بداندیش اور مردم شریر کو انکی صلاح وصحبت مین دخل نہین ہوا ہی اور
جبکہ ان مفسدون نے دخل پایا پھر توقع آپس کی رفاق اور اتفاق کی زنہار نہ رکھنا تیسری
مشرب مصاحبت اور موودت اُسوقت تک صاف رہتا ہی کہ مردم سخن چین اور فتنہ انگیز کو
مجال سخن سازی اور زارزداری کی نہین ہی اور جبکہ مردم دوزبان نے دو یار وفادار مین فرصت
فساد کی پائی پھر انکی دوستی پر اعتماد نرکھا چاہیے کہ وہ نقش بر آب ہی جلد محو ہو جائیگا تیرے
اس فتنہ کے بعد اگر شنزبہ سرپنجہ قہر شیر سے مخلصی پاتا پھر ممکن نہین تھا کہ تلطف اور تملق پر شیر کے
گرویدہ ہوتا بلکہ اب ہر دانا کو شیر سے اجتناب واجب ہوا اور اس کام مین تونے شیر کی خوبی
سلطنت مٹادی اور وہ دشمنی اپنے ولی نعمت سے کی کہ کوئی بدخواہ نکرے دمنہ نے کہا کہ اگر
شیر کی ملازمت ترک کرکے گوشہ کاشانہ مین معتکف ہون اور تیرا دامن صحبت دست ارادت
سے پکڑکے سر عزلت گریبان خلوت مین رکھون تو تو خوش ہوگا یا نہین کلیلہ نے کہا حاشا کہ
مین بار دیگر تجھسے صحبت رکھون یا تیری دوستی پر میل کرون کیونکہ مین ہمیشہ تیری بدوضعی
کے خیال سے متنفر تھا اور دائم تیری مصاحبت سے کنارہ رہا کرتا تھا کس واسطے کہ حکمانے
کہا ہی کہ صحبت سے جاہل فاسق کی پرہیز واجب ہی کہ انجام کار ضرر پہونچائیگی اور مصاحبت
عاقل صالح کا التزام کرے کہ وہ ہر وقت مین نافع ہوتی ہی اور مواصلت اہل فسق وفجور کی
مار کی تربیت کے مانند ہی کہ ہرچند مارگیر اسکے عہد واصلاح مین رنج اُٹھائے آخر چاشنی اُسکے
دانتون کی ایکدن پائیگا اور مصاحبت اہل خرد نیک اندیش کی طبلہ عطار کے مانند ہی گو
اُسکے متاع سے کچھ حاصل نہو تو بھی خوشبو اسکی مشام جان کو معطر کرتی رہے **بیت ناسخ**
پائین خوشبو ہمنشین لازم ہی تو عطار ہو ۔ مثل آہنگر نہ ہر جانب سے آتشبار ہو ۔ کیونکر
تجھسے کوئی امید رکھے کہ ایسے بادشاہ پر کہ جس نے تجھے عزیز وگرامی ومحترم ونامی کیا

کہ جسکے سایہ دولت مین آفتاب وار لاف بلندی مارتا ہی اور اُسکے آستان
آسمان نشان کی ملازمت کے سبب سے پاۓ افتخار فرق فرقدان پر رکھتا ہی تسپر
اس مشکرہ کو تونے روا رکھا اور حق انعام و اکرام یکقلم نابود کردیا اگر اسلیے تجھسے
ہزار کوس دوری اختیار کرون تو خرد ارجمند پسند کرے اور اگر ایسے ناکس ناحق شناس
سے ترک موافقت کرون تو عقل رہنما صواب اندیشی سے منسوب مجھے کرے لمؤلفہ قطعہ
سب کو ترک صحبت یاران روزی خوب ہی * جو حضور بد ہی اس سے بحضوری خوب ہی
گر نہ نزدیکون کی صحبت سے طبیعت شاد ہو * ہی حکیمون کی نصیحت ان سے دوری
خوب ہی * جیسا کہ صحبت اخیار و ابرار مین فائدہ بے غایت ہی ویسے ہی صحبت نااہل و اشرار
مین مضرت بے غایت ہی بلکہ بدون کی صحبت جلد اثر کرتی ہی پس عاقل کامل وہ ہی
کہ دوستی مردم دانا ستودہ معاش کی اختیار کرے اور کذاب و خائن کی ہمدمی سے
پرہیز رکھے مثنوی توان در رابروے خلق بستن * بخلوت خانۂ تنہا نشستن * رفیق
نیک باید کرد حاصل * کہ صحبت را نشاید ہر سیہ دل * مرا ہست این سخن از عاقلے یاد
کہ رحمت بر روان پاک او باد * کہ باید انشان ہر کسکہ شد یار * بزیاری شان باخر
شد گرفتار * اور جو کوئی کہ نااہل سے انس کریگا اُسے وہ پہونچیگا جو اس باغبان کو
پہونچا دمنہ نے پوچھا یہ کیونکر تھا حکایت کلیلہ نے کہا کہتے ہین کہ ایک باغبان تھا
کہ اپنی عمر عزیز باغ و بوستان مین صرف کی تھی اور خود بھی ایک باغ ایسا آراستہ کیا تھا
کہ اُسکے چمن فردوس نشان نے تر و تازگی سے داغ حسرت سینۂ رضوان ارم مین دیا تھا اور
طراوت ازہار و انہار نے خار حیرت دیدۂ بوستان خورنق مین چبھا رکھا تھا درختان نگارنگ
سے جلوۂ طاؤسی باہر اور گلہاۓ زرنگار سے فروغ کاخ کیکاؤسی ظاہر تھا اور زمین اسکی
شاہد حلہ پوش کے مانند منور اور اسکی نسیم کلبۂ عنبر فروش کے مانند معطر ہر ایک درخت
میوہ دار وہان کا کثرت اثمار سے پیران کہن سال کے مانند پشت خمیدہ اور میوہ حلاوت بخش

اُسکا مانند حلواے بہشتی بے حرارت رسیدہ تھا غایت نازکی سے اُسکا سیب بے سبب ذقن محبوب کے مانند دلون کو صید کرتا تھا بس یہ غزل گویا کی اُسی باغ کے واسطے موزون ہوئی ہی **غزل** سیب ایسے کہ حضور اُنکے زنخدان کیا ہی ٭ سنبل ایسا کہ کوئی کاکل پیچان کیا ہی ٭ مزہ شفتالوؤن کا بوسہ جانان ہین کہان ٭ ہین انار ایسے کہ محبوبون کی پستان کیا ہی ٭ گل مین وہ رنگ کہ رخسار پری مین بھی نہین ٭ سرو ایسے کہ کوئی سرو خرامان کیا ہی ٭ آگے بادام کے کیا چشم فسون ساز کی قدر ٭ سامنے پستون کے کوئی لب خندان کیا ہی ٭ چشم گردون نے بھی دیکھا نہ کبھی باغ ایسا ٭ باغ بہرام تو کیا باغ پرستان کیا ہی ٭ اور امرود اُسکے کوزہ نبات کے مانند شاخون مین آویزان تھے ع تھے جو امرود دہ تھے عارض امرد سے سوا ٭ بہی پشمینہ پوش مانند صوفے شب خیز با رخسارۂ زرد سر پنجرہ خانقاہ ابداع سے باہر کرکے دکھائے درد آلود عشاق کو لطف مہر وماہ کا دیتی تھی اسی طرح ہر میوہ میوہ ہائے ارم سے پہلو مارتا تھا پیر دہقان بہزار راحت و استغنا اُس باغ مین تنہا زندگی بسر کرتا تھا آخر الامر وحشت تنہائی سے ایک دن گھبرایا ملول ہوا اور الم تجرد سے مجروح خاطر ہوکر دامن کوہ کی طرف روانہ ہوا اور یہ اشعار مؤلف کے پڑھتا تھا **نظم** ہاتھ پھر وحشت نے دوڑائے گریبان کی طرف ٭ پھر مجھے جانا پڑا کوہ و بیابان کی طرف ٭ چھٹ گئی دست خرد سے پھر عنان اختیار ٭ لیچلا پھر توسن وحشت بیابان کیطرف ٭ اس طرح ایک مدت اُس دشت مین گشت کرتا رہا قضارا ایک خرس زشت سیرت قبیح صورت ناخوش طلعت ناپاک طینت بھی تنہائی کے سبب سے کہ جفت نہ رکھتا تھا اُسی پہاڑ کے نیچے اترا اور یہ دونون جبکہ دوچار ہوے بسبب جنسیت خباثت کہ دونون کی جبلت مین تھی اُنس باہم پیدا ہوا یعنے روستائی کا دل مصاحبت خرس پر مائل ہوا اور خرس بھی دیکھنے کے ساتھ ہی روستائی سے مانوس بدل ہوا باغبان خرس کو ساتھ لیکر اُس بوستان دلکش باغ ارم مین داخل ہوا **مؤلفہ بیت** کرتے تھے رات دن وہ بہم عیش باغ مین ٭ مانند غنچہ نکہت گل تھی دماغ مین ٭

جبکہ باغبان لبساط استراحت پر سر فراغت رکھتا تھا خرس سر بالین بیٹھکر مگس رانی کیا کرتا تھا
ایک دن باغبان نوم غرق مین غافل تھا اور خرس موافق عادت کے مگس رانی کرتا تھا اور
مکھیون نے ہجوم یہان تک کیا کہ خرس ہرچند اُڑاتا تھا مگر وہ روے روستائی سے نہ اُڑتی تھین
خرس نے نہایت آشفتہ ہوکر ایک پتھر کہ وزن مین تخمیناً بیس سیر کا ہوگا اُٹھاکر مکھیون پر مارا
مکھیون کا کچھ نہ بگڑا کاسۂ سر باغبان خاک سے برابر ہوگیا ایسی ہی جگہہ پر کہا ہو کہ دوست
نادان دشمن دانا سے بدتر ہو بیت دشمن دانا کہ بُجان بود ٭ بہتر از ان دوست کہ
نادان بود ٭ اور یہ مثل اسی واسطے وارد کی ہو مین نے کہ تیری دوستی بھی وہ نتیجہ بخشے گی کہ تیرے
دوست کا سر خاک مین ملے گا اور سینہ خدنگ بلا کی سپر بنے گا دمنہ نے کہا کہ مین ایسا ابلہ
نہین ہون کہ دوست کی مضرت جائز رکھون اور امتیاز نیک و بد مین نکرون جیسا کہ خرس
نے کیا کلیلہ نے کہا کہ مین یہ بھی جانتا ہون کہ تو اتنا ابلہ نہین ہو لاکن غبار طمع اور دود حرص
تیرے دیدۂ بصیرت کو تیرہ اور خیرہ کر ڈالے گا اور دوست کے واسطے ہزار توجیہ ناموجہ
کرکے اُسکے ضرر پر تو مطلق مضایقہ نہ کرے گا جیسا کہ شیر اور شنزبہ کے حق مین کیا اور
اب تک دعوی پاکدامنی کا کرتا ہو اور ہرگز ندامت اور حیا تجھکو نہین آتی ہو پس تیری
مثل اُس سوداگر کے مانند ہو کہ کہتا تھا کہ ایک شہر مین موش نے سو من آہن کھا لیا دوسرے
نے کہا کہ عجب نہین کہ باز لڑکے کو بھی اُڑا لے گیا ہو دمنہ نے کہا کہ یہ قصہ کیونکر تھا حکایت
کہا کہتے ہین کہ ایک تاجر کم مایہ سفر کو جاتا تھا سو من آہن ایک دوست کے گھر مین امانت
رکھکر سفر کو گیا جبکہ پھرا وہ آہن طلب کیا امین نے کہا کہ وہ تیرا آہن ایک گوشے مین
رکھدیا تھا ایک دن اُسے کھول کے دیکھا تو چوہون نے سب کھا لیا تاجر نے کہا کہ تو نے سچ
کہا چوہے لوہے کو بہت دوست رکھتے ہین اور اسکی لذت پر جان دیتے ہین ضرور کھا لیا
ہوگا کہ دانت چوہون کے چرب نرم لقمے پر خوب چلتے ہین مؤلفہ بیت نہ نگلے دانت اُنکے
مقناطیس سان آہن ربا ٭ کیا تعجب ہو اگر آہن ہو موشون کی غذا ٭ مرد امین

اس بات کے سُننے سے بہت خوش ہوا کہ اتنا آہن بے قصہ و فساد ہضم ہوگیا اور سمجھا
یہ سوداگر بڑا احمق ہی اب لازم ہی کہ مہانداری اسکی کرون تا کہ اور بھی اسکا دل و غدغے
سے پاک ہو جاوے آخر سوداگر سے مہانی کے لیے مبالغہ کیا تاجر نے کہا آج مجھے کام ضروری
ہی کل حاضر ہونگا یہ کہکر رخصت ہوا باہر آکے اُسکے لڑکے کو ساتھ لیجا کے اپنے گھر مین چھپا
رکھا اور صبح مہانی کھانے کو اُسکے گھر آیا میزبان کو پریشان حال پایا عذر کرنے لگا کہ ای
مہان عزیز مجھکو معذور رکھ کہ کل سے لڑکا میرا گم ہو گیا ہی اور تمام شہر مین منادی
دہل نوازی کے ساتھ کہ جسکو ڈھنڈورا کہتے ہین پھیری ہی لیکن اُس گم گشتہ کا نشان نہین ملتا
ہی اس لیے حواس میرے بجا نہین ہین لمؤلفہ بیت کثرت گریہ سے مین بھی پیر کنعان ہوگیا
جب سے وہ یوسف مری نظرون سے پنہان ہوگیا ٭ سوداگر نے کہا کہ مین جسوقت کہ کل تیرے
گھر سے باہر نکلا تھا اسی طرح کا لڑکا کہ جو پتا بتایا تو نے دیکھا مین نے کہ باز پنجون مین پکڑے ہوے
روے ہوا پر اُڑا جاتا تھا میزبان خفا ہوا کہ ای سوداگر کیون جھوٹ بولتا ہی اور سخن محال کس لیے
زبان پر لاتا ہی کہ باز کا تمام جثہ نیم آثار ہوگا اور اُس لڑکے کا بدن بیس سیر سے کم ہوگا کیونکر
باز اُسے اُٹھا کر ہوا پر لیجاتا سوداگر ہنسا اور کہا کہ تعجب نہ کر جس شہر مین کہ سو من آہن چوہے
کھا جاتے ہین کیا عجب کہ وہان کا باز بھی بیس سیر کا لڑکا اُٹھا لیجائے یہ بات تاثیر آب و ہواے
شہر پر موقوف ہی ۔ امین سمجھا کہ شاید یہ کام اسی سوداگر کا ہی کہا کہ ای سوداگر غم نہ کھا تیرا
آہن چوہون نے نہین کھایا ہی اُسنے کہا تو بھی اندیشہ نہ کر کہ تیرا بیٹا بھی باز نہین لے گیا ہی
آخر لوہا اُسنے پھیر دیا اور لڑکا اُسنے بھیجدیا اور یہ مثل اس لئے بیان کی مین نے کہ جسکے مذہب
مین اپنے ولی نعمت سے فریب روا ہو ظاہر ہی کہ وہ اورون سے کیا کچھ نہ کرے گا جبکہ
ای دمنہ تو نے بادشاہ سے یہ دغا کی اب کون احمق تجھسے امید وفاداری اور حق گذاری
کی رکھے گا اور میرے اوپر یہ بات آفتاب سے روشن تر ہی کہ تیری ظلمت بدکاری
سے پرہیز لازم ہی اور تیری مکاری اور غداری سے احتراز واجب اور

شعر ناسخ کا تیرے حسب حال ہی بیت خاطر تری فرقت مین ہو مسرور زیادہ ٭ آنکھین نہ تجھے دیکھین تو ہو نور زیادہ ٭ مکالمہ کلیلہ اور دمنہ کا یہان تک پہونچا تھا کہ غصہ شیر کا فرو ہوا اُسوقت تامل کیا اور دل مین کہا کہ افسوس شنزبہ کہ ہزار خوبی و ہنر سے آراستہ تھا اور مین نے اُسے اپنی امان مین لیا تھا اور بغیر تحقیق ایک شخص کم ظرف کے کہنے سے ہلاک کیا اور مطلق تحقیق کر نہ لیا حق یون ہی کہ مین نے راہ خطا مین قدم رکھا اور ناحق آپ کو غمناک کیا اور اپنا وفادار اپنے ہاتھ سے کھو دیا آخر کار شیر اس ندامت مین مبتلا ہوا اور زبان ملامت اپنے حق مین کھولی اور اپنے فہم کا نقصان ہر دم بیان کرتا تھا اور ہر وقت مبتلائے پیچ و تاب رہتا تھا اور تپ لازمی اُس شیر کی اِس حادثہ جانکاہ سے حرارت مین مضاعف ہو گئی دمنہ نے جبکہ خبر پشیمانی شیر کی خبرداروں کی زبانی سُنی قطع سخن کلیلہ سے کر کے شیر کے پاس گیا اور عرض کیا کہ اندیشہ کا موجب کیا ہی جسوقت کہ شہریار چمن فیروزی مین خرامان اور دشمن خاک مذلت مین غلطان ہو اس سے بہتر کونسی خوشی ہی لمولفہ بیت ہو گیا دشمن ہلاک اب جشن شاہی چاہیئے ٭ دمبدم شکر عنایات الٰہی چاہیئے ٭ شیر نے کہا کہ جس دم کہ آداب خدمت اور اطوار صحبت شنزبہ یاد کرتا ہون بے اختیار رقت اور حیرت مجھپر طاری ہوتی ہی الحق کہ وہ پشت و پناہ سپاہ تھا اور میرے اتباع کی زور بازوے تدبیر سے مردانگی زیادہ کرنے والا تھا بیت ناسخ تھا جس سے انتظام جہان حیف کیا ہوا ٭ تھا جس سے میرا حکم روان حیف کیا ہوا ٭ دمنہ نے کہا بادشاہ کو اس کافر نعمت و غا پیشہ پر تاسف کرنا روا نہین ہی بلکہ وظائف شکر الٰہی مین ادا کرنا واجب ہی اور اس فتحیابی سے ابواب شادمانی دل پر کھولنا چاہیئے اور جس دشمن سے کہ امین نہو اُسپر رحم کھانا خطاے فاحش ہی اور دشمن ملک و جان کا زندان گور مین محبوس ہونا نہایت خوشی کی جاہے اعضائے بدن اگرچہ عزیز ہین مگر جبکہ سانپ کاٹ کھائے تو بقائے حیات کے واسطے اُسکو کاٹ ڈالنا کام عقلا کا ہی کہ اِس جراحت

مین راحت ہی جب یہ کلام دمنہ کا شیر نے سُنا اندکے تسکین پائی لیکن روزگار آخرکار انتقام گاؤ کا لیگا اور کام دمنہ کا فضیحت اور رسوائی کو پہونچیگا اور قصاص مین شنزبہ کے آخر یہ غدار مارا جائے گا کیونکہ فریب دغا ہمیشہ سے نامحمود رہا اور وجود حیلہ اور بداندیشی کا نامبارک اور نامذموم ہی

مثنوی سعدی بداندیش ہم در سر شر رود ✤ چو کژدم کہ تا خانہ کمتر رود ✤ اگر بد کنی چشم نیکی مدار ✤ کہ حنظل نمی آرد انگور بار ✤ پندارای درخزان کشتہ جو ✤ کہ گندم ستانی بوقت درو ✤ مثل ایخچنین گفت آموزگار ✤ مکن بد کہ بد بینی از روزگار ✤ کسی نیک بیند بہر دو سرای ✤ کہ نیکی رساند بخلق خدای

باب دوسرا انزا پانے مین بدکارون کے اور انکی شامت انجام مین ہی

رائے دابشلیم نے جبکہ یہ حکایت حکیم بید پاسے سُنی کہا کہ ای حکیم روشن دل سُنی مین نے داستان ساعی اور نمام کی کہ اپنے ولی نعمت کو طریق مروت سے منحرف کرکے بدعہدی اور بیوفائی سے منسوب کیا یعنی کلام فریب آمیز اسکا یہان تک شیر پر موثر ہوا کہ اُس نے اپنے رکن دولت کی خرابی اپنے ہاتھ سے کی مگر حکیم سخندان اسکی تفصیل ارشاد کرے کہ شیر بعد وقوع حادثہ شنزبہ کیونکر اپنے فعل پر نادم ہوا اور دمنہ کے حق مین کس طرح بدگمان ہوا اور اسکا تدارک کیونکر فرمایا اور اسکے فریب پر کیونکر مطلع ہوا اور دمنہ نے پھر کیا کیا حیلے کیے اور انجام اس کام کا کس طرح پر ہوا برہمن نے یہ شعر گویا کا پڑھا **بیت** بادشاہا مملکت تیری سدا آباد ہو ✤ تو ہمیشہ خوش رہے تیری رعیت شاد ہو ✤ اور یہ کہا کہ عاقبت اندیشی مقتضی اسکی ہی کہ بات سُننے کے ساتھ از جا رفتہ ہوکر دفعۃً حکم سیاست نہ دے بیٹھے جب تک کہ دلیل روشن اور برہان ساطع سے حقیقت کار پر بخوبی اطلاع نہ پائے اور اگر سخن اہل غرض بے سمجھے مقبول ہوا اور کار ناپسندیدہ عمل مین آیا پھر اسکا تدارک دشوار ہو جائیگا بلکہ سخن چین صاحب غرض کو اس طرح پر گوشمالی ملے کہ اورون کی عبرت کا سبب ہو تا بعد اسکے اور لوگ اس قبیل کی بات کا حوصلہ نہ کرین ورنہ دروازہ فساد کا کھل جائیگا اور اسباب خرابی ریاست ہر روز

ترقی پاتے جائینگے اور تدارک اسکا پھر کسی طرح نہ ہو سکیگا مثنوی بر انداز بیخے کہ خار آورد ٭ درختے بپرور کہ بار آورد ٭ جہان سوز را کشتہ بہتر چراغ ٭ یکے بہ در آتش کہ خلقے بداغ ۔ اور مصداق اس قول کے حکایت شیر و دمنہ کی ہی کہ جب شیر دمنہ کے فریب سے آگاہ ہوا اُسکے بعد اس طرح سے سیاست کی کہ آنکھین سبھون کی کھل گئین اور فاعتبروا یا اولی الابصار پھر تمام خاص و عام کے ورد زبان تھا اور تفصیل اس اجمال کی یہ ہی کہ جب شیر نے دمنہ کی صلاح کے موافق کام گاؤ کا تمام کیا اسکے بعد اپنی تعجیل سے پشیمان ہوا کہ مین نے کیا کیا اسی ندامت سے ہاتھ اپنے دندان ملامت سے کاٹتا تھا اور سر حسرت زانوے حیرت سے نہ اُٹھاتا تھا اور یہ کہتا تھا کہ جو مین نے کیا عالم مین کسی نے نہ کیا تھا کسواسطے اس کام مین شتابی کی اور کیون مین نے تحقیق واقعی نہ کرلی لمؤلفہ رباعی سُنی بات کیون مین نے اہل حسد کی ٭ نہ کی کیا پیروی حیف عقل و خرد کی ٭ پشیمان کیا میری عجلت نے مجھکو ٭ نہ تمیز کچھ ہو سکی نیک و بد کی ٭ ایک مدت اسی منوال پر غم و غصے کے ساتھ شیر نے بسر کی اور اُسکے اندوہ خاطر کی جہت سے عیش جمیع سباع کا تباہ اور کام رعیت پر تنگ ہوا کہ مضمون الناس علے دین ملوکہم کا اُس بیشے کے باشندون مین سرایت کر گیا کہ سب پشیمان خاطر اور تنگدل تھے اور اکثر حقوق آداب شنزبہ یاد کرتے تھے اور ملال شیر کا بڑھتا جاتا تھا اور بیشتر مذکور شنزبہ کیا کرتا تھا اور جو کوئی کچھ حال شنزبہ نقل کرتا تھا اُسے گوش دل سے سُنتا تھا غرض اس فکر مین رات دن بیقرار تھا ایک شب پلنگ سے کہ مصاحب شیر کا تھا یہی حکایت کر رہا تھا کہ پلنگ نے عرض کیا کہ ای شہریار اندیشہ کرنا اُس کام مین کہ دست تلافی کوتاہ ہو گیا ہو بیفائدہ ہی اور تدارک اُس مہم کا کہ دائرہ محالات مین داخل ہو محض بے سود اور محض سودا ہی کیونکہ تیر جب شست سے نکلا پھر کب ہاتھ آتا ہی بلکہ ایسا کام کہ حاصل ہونا جسکا عسیر ہو اُس مین سعی کرتا دستیاب کو بھی ہاتھ سے کھوتا ہی جیسا کہ روباہ نے مرغ کی طمع مین پوست پارہ بھی ہاتھ سے کھویا شیر نے پوچھا کہ یہ قصہ کیونکر ہی

حکایت پلنگ نے کہا کہ ایک روباہ گرسنہ اپنے دیاس سے باہر آکر تلاش طعمہ مین ہرسو
پھرتی تھی کہ ناگاہ چمڑے کی بدبو روباہ کی ناک مین آئی اُس طرف گئی دیکھا کہ ایک
پوست تازہ سڑا پڑا ہی اُسے چبانے لگی اُسکے قریب مین ایک گانون تھا وہان سے
مرغیان چگتی ہوئی باہر آئین اور ایک لڑکا زیرک نام اُنکے ساتھ محافظ تھا روباہ کو یہ طمع
ہوئی کہ اس پوست کو چھوڑ کر ایک مرغ ان مین سے شکار کیجیے اور گوشت تازہ کھائیے اس
خیال مین اُودھر روانہ ہوئی کہ اثنائے راہ مین ایک شغال سے دوچار ہوئی شغال نے پوچھا
کہ کہان جاتی ہی اور کیون متفکر ہی روباہ نے کہا اے عزیز ان مرغون کو دیکھتا ہی کہ کس
فربہی اور لطافت سے ہین اور مین کئی دن سے بھوکی ہون رزاق نے پوست پارہ مجھے
عنایت کیا تھا مگر جاذبہ شوق اسکا مقتضی ہی کہ ان مین سے ایک مرغ پکڑوں کے اُس سے
کام جان لون کہ وہ گوشت لذت حیات رکھتا ہی شغال نے کہا کہ مین ایک مدت سے اسی
کمینگاہ مین رہا کہ ان مین سے ایک کو شکار کرون مگر وہ غلام زیرک کہ انکا نگہبان ہی
طریق محافظت اس طرح پر جانتا ہی کہ صیاد خیال اُسکی پاسبانی کے خوف سے صورت مقصود
مرغ کی دام مین نہین لاسکتا ہی اور نقاش فکر اُسکی بیم نگہبانی سے نقش اُسکا لوح خیال پر
نہین کھینچ سکتا ہی اور مین اسی فکر مین مدت سے ہون پر کچھ فائدہ نہوا تو نے جو یہ پوست
پارہ پایا ہی اسے غنیمت جان اور اس فضولی سے درگذر بیت ناسخ جو ملا تقدیر سے اُسپر
قناعت چاہیے + اور زیادہ کی توقع خبط ہی نقصان ہی + روباہ نے کہا کہ اے برادر جبتک
دل کی مراد ترقی کے ساتھ حاصل ہونا متصور ہو تب تک حضیض نکبت کی طرف ارادہ کرنا
عظیم ہی اور جبتک چمن آسائش مین گل عشرت کا نظارہ ممکن ہو قدم خارستان وناشات مین
رکھنا عیب فاش ہی اور مجھے ہمت عالی نہین چھوڑتی ہی کہ پارہ پوست پر سر جھکاؤن اور
گوشت فربہ تازہ سے دست بردار ہون شغال نے کہا کہ اے خام طمع حرص ناپسندیدہ کا
ہمت عالی نام رکھا ہی تو نے اور عمل ناستودہ کا بزرگی لقب کیا اور اسباب سے خبر نہین

قصہ دراز گوش بے دم

کہ بزرگی درویشی مین ہے اور راحت قناعت مین اس سے بہتر کوئی بات نہین ہو کہ جو تیرا نصیب دیوان
رزاق نے مقرر کر دیا ہو اُسپر خوش رہ اور جو کہ طالب فضول کا ہوا ہو خراب و در بسر گردان
رہا ہو بیت رزق مقسوم ست و وقت آن مقرر کردہ اند ❊ بیش ازان و پیش ازان حاصل
نمی گردد بجہد ❊ اور مین یہ ڈرتا ہون کہ اس فضولی کے باعث سے کہ ارادہ کیا ہو تونے وہ بوست
کیا بلکہ جان بھی ہاتھ سے نہ جائے اور تیرا قصہ اُس دراز گوش سے بہت مشابہ ہو کہ دم طلب
کرتا تھا کان بھی کھوئے روباہ نے کہا کہ یہ کیونکر تھا حکایت شغال نے کہا کہ مثنوی
بود ستخری کہ دُم نبودش ❊ روزے غم بیدمی فزودش ❊ از ہر قدمے قدم ہمیزد ❊ دم
می طلبید و دم ہمیزد ❊ ناگہ نہ زراہ اختیارے ❊ بگذشت میان کشت زارے ❊ دہقان پسرش
ز گوشہ دید ❊ برجست ازو د دو گوش ببرید ❊ مسکین خرک آرزوے دُم کرد ❊ نایافتہ دم
دو گوش گم کرد ❊ آنکس کہ زحد برون نہد گام ❊ انیست سزاے او سرانجام ❊ روباہ نے
نہایت تقاضاے حرص سے مُنہ شغال کی طرف سے پھیر لیا اور کہا کہ تو دیکھ مین کس لطائف الحیل
سے مرغ کو شکار کرتی ہون یہ کہکر مرغون کی طرف روانہ ہوئی شغال سمجھا کہ میری نصیحت
اسیر طمع پر اثر نہ کریگی اپنے بھٹ کی طرف روانہ ہوا اور ادھر وہ پوست پارہ ایک زغن
غوطہ مار کے پنجے مین لیگئی ہنوز روباہ مرغون تک نہ پہونچی تھی کہ زیرک نے جست کرکے ایک
چوبدستی روباہ پر ماری کہ صدمۂ شدید پہونچا پر جان سے بچ گئی روباہ نے جان بری غنیمت
جانکے ارادہ اُسی پوست پارہ کی طرف کیا اُسے بھی نہ پایا دست دعا بلند کیا اور آسمان
کی طرف دیکھا اُسی زغن پر نظر پڑی دیکھا کہ وہ پوست پارہ اُسکے چنگل مین ہو روباہ
نے الم نایافت مرغ سے اور پوست پارے کے تلف ہونے کی حسرت سے یہان تک سر زمین
پر مارا کہ دماغ پریشان ہو گیا مقصود اس مثل کی ایراد سے یہ ہو کہ بادشاہ نے اپنے
ہاتھ سے ایک رکن رکین سلطنت کو ہلاک کیا اور جو کہ باقی ہین اُنکی بھی فکر نہین کرتا ہو
یعنے امرا اور وزرا اور افسران فوج سب سراسیمہ ہین اور شنتربہ کسی طرح ہاتھ نہ آئیگا پر باقیماندونکو

لطائف الحیل

برباد نہ کیجیے شیر نے کہا کہ بات معقول کہی تو نے لاکن شنزبہ کے مقدمے مین خطاے عظیم
مجھسے ہوئی اِس لیے اکثر خیال میرا اُسکی تلافی مین رہتا ہی پلنگ نے کہا ای شہریار اسکی
تلافی اضطراب سے حاصل نہوگی بلکہ اُسکو تدبیر صائب اور راے درست چاہیے اب صلاح
اسمین ہی کہ بادشاہ ترک جزع و بیخودی فرمائے اور بناے کار تدبیر پر رکھے اور تحقیق مہم
شنزبہ مین ایسی تدبیر فرمائے کہ مطلب راست براست واضح ہو جائے اگر شنزبہ کا حال
جو کچھ کہ منظہر نے ظاہر کیا تھا اور الحق اسی طرح تھا تو وہ اپنے جزاے غدر و کفران نعمت کو
پہونچا خوب ہوا اور اگر حاسد نے افترا کرکے اُسے قتل کروایا ہی تو اُس تمام بدانجام کو ہدف تیر
انتقام کرنا واجب ہی شیر نے کہا کہ وزیر ملک تو ہی اور تیری راے صواب اندیش پر مجھے ہمیشہ
سے وثوق رہا ہی اب تو ہی اس مقدمے کو کوشش بلیغ سے تحقیق کر اور مجھے گرداب تفکر سے
نکال پلنگ نے کہا کہ اقبال شاہی سے اندک عرصے مین اسکا حال مفصل عرض کرونگا
اور کوئی دقیقہ دقائق سے پردۂ خفا مین رہنے نہ دونگا شیر اس وعدے سے خوش ہوا جبکہ
شب ہوئی اور پلنگ نے اپنے دیماس کی رخصت لی قضارا گذر پلنگ کا مسکن کلیلہ و دمنہ
پر کہ دونون باہم متصل تھے پڑا اور سنا اُسنے کہ دونون مین بآواز مباحثہ ہو رہا ہی
پلنگ اول سے دمنہ پر بدگمان تھا اُسوقت کہ آواز مطلب گوش مین پہونچی زیادہ تر دغدغہ
دل مین آیا اور اُس مسکن کے قریب ایک گوشہ مین کھڑا ہو کر سُننا شروع کیا کلیلہ نے
کہا ای دمنہ تو نے بُرا کام کیا کہ بادشاہ کو بدعہدی و خیانت سے مشہور خاص و عام کیا
اور آتش فتنہ اور آشوب تمام سباع مین بلند کی اور ہر دم یہی خیال آتا ہی کہ ساعت
بساعت یہ فساد ترقی کرتا جائیگا اور اس وبال مین تو آخرکار گرفتار نکال ہوگا
بموجب اس مصرعہ کے مصرعہ خون اکثر بیگناہون کا گریبان گیر ہی ؂ مناسب اِس کے
مؤلف نے بھی کہا ہی بیت خون بہادیگا کسی کا جو کوئی تلوار سے ؂ وہ بھی مارا
جائیگا آخر اُسی تلوار سے ؂ اور مین یہ یقین جانتا ہون کہ جب اہل پیشہ تیرے

اس فساد سے آگاہی پائینگے تو کوئی تجھے معذور نہ رکھے گا اور نہ تیری مددگاری کریگا بلکہ سب
تیرے قتل پر متفق ہون گے اب اس بات کے معلوم ہونے کے بعد تیری ہمخانگی خلاف رائے
صواب اندیش ہی **قطعہ** بابدان کم نشین کہ صحبت بد؛ گرچہ پاکی ترا پلید کند؛ آفتاب بے
بدین صفائی را؛ پارۂ ابر ناپدید کند؛ اب جا کسی اور سے آشنائی کر اور اس کے
بعد مجھسے اُمید منقطع کر کہ مین کبھی تجھسے دوستی اور صحبت نہ رکھونگا دمنہ نے کہا ای برادر
مجھے اپنی صحبت سے محروم نہ رکھ اور کار وبار تشنہ بہ مین زیادہ ملامت نہ کر کہ کار رفتہ کا ہر بار
یاد کرنا زیادہ تر ملال لاتا ہی اور لاعلاج بھی ہی بلکہ شادمانی کر کہ جب دشمن اپنی تدبیر سے
مارا گیا تو کیا جگہ ملال اور ملامت کی ہی کلیلہ نے کہا کہ ای غافل سادہ لوح باوجودیکہ
تونے جادۂ مروت ودیانت سے انحراف کیا ہی اور اساس فتوت کو تبر غداری سے منہدم کیا
پھر بھی اب تک دعوی صداقت کا رکھتا ہی اور امیدوار سلامت وعافیت کا ہی یہ نہین
جانتا ہی کہ کوئی منتقم حقیقی بھی ہی دمنہ نے کہا کہ مین شامت خیانت اور حیلہ ومکر کی آفت سے
بیخبر نہین ہون اور قباحت سخن چینی کی اور نقصان فتنہ پردازی کے مجھسے پوشیدہ نہین ہین مگر
کثرت حسد اور حب جاہ کا مجھپر ایسا غلبہ ہوا کہ یہ عمل مجھسے وقوع مین آیا اب اسکا کچھ چارہ و
تدارک میرے اختیار مین نہ رہا ہر چند پشیمان ہوتا ہون پر کیا ہو سکتا ہی **مصرع**
چون کنم خود کردہ ام خود کردہ را تدبیر نیست؛ پلنگ یہ تمام ماجرا سنکر شیر کی مان کے پاس
آیا اور کہا ایک راز ہی اسے عرض کیا چاہتا ہون پر شرط یہ ہی کہ عہد درست کیجیے
کہ بغیر ضرورت شدید اسکا افشا نہو بعد سوگند وتاکید کے جو کچھ گفتگو کلیلہ اور دمنہ سے
سُنی تھی سو مو بمو بیان کی اور ملامت کلیلہ کی اور اقرار دمنہ کا مشروحاً بیان کیا مادر
شیر اس حادثہ کی کیفیت سن کے نہایت متاسف ہوئی دوسرے دن موافق معمول کے
شیر کے پاس آئی شیر کو نہایت غمناک پایا پوچھا کہ ای فرزند اتنی فکر وحیرت کا
سبب کیا ہی **مثنوی** ماہ کامل تھا ہوا ہی کیون ہلال؛ سرو تھا تو کیون ہی عالم کا

کیا ہوا ہی باعث رنجیدگی ۔ کیون ہوئی ہی اس قدر کا ہیدگی شیر نے کہا کہ میرا حال شنزبہ کے مارنے کے سوا اور اُسکے اخلاق و آداب یاد آنے کے درا اور کچھ نہین ہی ہر چند یاد سے بھلاتا ہون بھولتا نہین ہی اور جبکہ صلاح کار ملک مین تامل کرتا ہون اُسوقت اندوہ میرا بہت بڑھجاتا ہی کہ افسوس ایسا یار غمخوار اور چاکر وفادار کہان ملیگا مادر شیر نے کہا کہ گواہی کے واسطے اپنے دل کے برابر دوسرا شاہد نہین ہوتا ہی اور نخوائے شہریار سے ایسا پایا جاتا ہی کہ دل بادشاہ کا بیگناہی پر شنزبہ کی گواہ ہی کہ اُسکا مارا جانا برہان واضح اور یقین صادق سے نہین ہوا تو غالب ہی کہ صاحب غرض نے برخلاف راستی عرض کرکے خون اُس بیگناہ کا کروایا ہی کہ جس سے ہر ساعت ندامت تازہ اور اندوہ بے اندازہ ہوتا ہی اسی واسطے عقلا نے کہا ہی کہ توسن غضب لجام شکیبائی و تامل سے ایسی جگہہ روکنا ضرور ہی تا گرداب ندامت مین نہ پڑے شیر نے کہا اے مادر جو کچھ فرمایا تو نے بجا ہی اس کام مین میرا نفس امارہ عقل پر غلبہ کر گیا اور آتش غضب نے خرمن حلم کو جلا دیا اور اب تدارک اسکا محال ہو گیا سوائے صبر کے کچھ چارہ نہ رہا لیکن بڑا رنج یہ ہی کہ ہمیشہ کو مین ہدف تیر ملامت ہوا اور قرعہ بیوفائی کا دائمی میرے نام پر مارا جائیگا لیکن اب جو مین ذکر گاؤ کا لگاؤ کے لیے کرتا ہون سبب اُسکا یہ ہی کہ بیجرمی گاؤ کی دلیل روشن سے سب پر ثابت کرکے انتقام لون تا کچھ تو بدنامی میری کم ہو اور شنزبہ کہ صفات حمیدہ سے متصف تھا اور بے جرم مارا گیا اس سے زیادہ کیا ندامت ہو گی لیکن کیا کرون کہ اب کچھ بن نہین آتا ہی لہذا چاہتا ہون کہ اسکی تحقیق مین کوشش تمام صرف کرون بعد تحقیق البتہ کوئی صورت تسکین کی نکل آئیگی والا اس رنج سے جینا میرا دشوار ہی اور اگر آپ نے کچھ اس امر مین سنا ہو یا دریافت کیا ہو تو مجھے آگاہ فرمائیے مادر شیر نے کہا بیت دل ہمارا ہی خزانہ گوہر اسرار کا ۔ ضبط لیکن قفل ہی اپنے لب اظہار کا ۔ ایک بات سُنی ہی مین نے لیکن اظہار اُسکا جائز نہین ہی اور کنہ اس بات کی معلوم ہوتی ہی لاکن افشا اُسکا روا نہین ہی کس واسطے کہ تیرے بعض مقربین نے

اُسکے کتمان مین مبالغہ کیا ہی موجب مثل عرب کے قلوب الاحرار قبور الاسرار لمؤلفہ بیت
عیب گوئی پیشۂ مردان دانشور نہین ٭ عیب پوشی سے کوئی پوشاک زیبا تر نہین ٭ بادشاہ
کو معلوم ہی کہ نقض عہد اور افشاے راز کتنا بڑا عیب ہی اور حکمانے کس درجہ اسکے اجتناب
مین تاکید کی ہی اگر تاکید مانع نہوتی تو مفصل بیان کرتی اور سب اندوہ فرزند ارجمند
کے دل سے دور کر دیتی مگر مجبور ہون کہ خلاف عہد نہین ہو سکتا ہی شیر نے کہا کہ فی الحقیقت
تاکید حکما کی اسی طرح ہی مگر جسکے افشا مین مصلحت کلی اور نفع عام ہو اُسمین حکم بھی دیا
ہی بلکہ یہ وہی جگہ ہی کہ اگر کوئی کسی کی جان کا قصد ناحق کر کے بقسم شدید تاکید کرے
کہ افشا اُس کا نہ کرنا اور سامع اُس بیگناہ کے حفظ نفس کے واسطے آگاہ کر دے تاکہ
وہ حفاظت اپنی کرے ہرگز شریعت اُسے ماخوذ نہ کرے گی اور خداے کریم کے نزدیک
بھی گنہگار نہ ہوگا اور کہنے والے نے جو اسمین بے محل اتنی تاکید کی ہی تو عجب نہین ہی کہ اس
امر مین اُسکی بھی شرکت ہو اور معلوم ہوتا ہی کہ منظہر جانتا ہی کہ اُسکے اظہار مین میرے
واسطے بھی قباحت ہی اور اس صورت مین ظاہر ہونے کے وقت مین بچ جاؤنگا کہ مین نے
تو پہلے مادر شیر سے کہدیا تھا والا اگر وہ خیر خواہ ہمارا ہی تو کیا جگہ ملاحظہ کی ہی کہ مین
مبتلا ہون اور وہ حفاظت راز غیر کرتا ہی بھلا یہ کیسی حفاظت ہی کہ مان سے کہدے
اور بیٹے سے پردہ کرے اُمیدوار شفقت ہون کہ مجھے اس راز سے آگاہی دیجیے اور
جو مصلحت آئین ہو وہ فرمائیے کہ اُس سے تجاوز نہ کرونگا بیت راز مے بمیان آر کہ
ما محرم رازیم ٭ بگذر ز سر ناز کہ ما اہل نیازیم ٭ مادر شیر نے کہا کہ جو اشارت تو نے فرمائی
بغایت ستودہ اور یہ بات تیری نہایت پسندیدہ ہی مگر اظہار اسرار کا دو عیب رکھتا
ہی ایک تو دشمنی اُس شخص کی کہ جسنے امین سمجھکر کسی کو محرم راز کیا اور دوسرے
بدگمانی لوگون کی کہ ایسے شخص کو کہ جسے وہ بیدیانتی کے ساتھ مشہور کرتے ہین اسکے بعد
کوئی اُس سے بات نہین کہتا ہی اور دوستون کی نظر مین مردود اور مطعون خلائق

دکھ بیان ظاہر کرنے والا ۱۲

ہوتا ہی **بیت** زنہان کردن رازم جگر چندان کہ میسوزد + زبیم دشمنان پیوستہ
مہرے بر دہن دارم + اور حکما کا قول ہی کہ جس نے سر کو ہاتھ سے دیا راز سر اپنا کھویا مصرعہ
خواہی کہ سر بجاے بود سر بجاے دار + مگر فرزند ارجمند نے قصہ رکابدار کا کیا نہین سُنا ہی
کہ افشاے راز بادشاہ مین جرأت کی بہر آخر سر اپنا کھویا شیر نے کہا کہ یہ قصہ کیون کر تھا

حکایت رکابدار کے

حکایت مادر شیر نے کہا کہ ایام ماضی مین ایک بادشاہ نے تخت سلطنت کو زیور عدل
سے آراستہ کیا تھا شعاع الطاف اُسکی اطراف مملکت مین تابان تھی ایک روز بادشاہ
شکار کو گیا جب مرغزار کے قریب پہونچا ہر ایک تدبیر شکار مین مشغول تھا بادشاہ نے اپنے
رکابدار سے کہا کہ تو میرے ساتھ گھوڑا دوڑا رکابدار نے بادشاہ کے فرمانے سے گھوڑا دوڑایا
جبکہ دور نکل گئے بادشاہ نے باگ روکی اور کہا کہ اے رکابدار غرض میری گھوڑا دوڑانے
سے یہ تھی کہ ایک بات میرے دل مین آئی ہی سو تجھ سے کہون کہ سوا تیرے اعتماد میرا
اور پر نہین ہی پر شرط یہ ہی کہ ہرگز کبھی زبان پر نہ لانا رکابدار نے زمین ادب کو
بوسہ دیا اور کہا کہ اگرچہ یہ ناچیز قابلیت اس کی نہین رکھتا ہی کہ شہریار راز اپنا مجھسے
فرمائے لیکن آفتاب سلطنت اگر اس ذرۂ بیمقدار پر پرتو افگن ہی تو اس راز کو جان
سے بھی زیادہ عزیز رکھونگا اور نسیم و صبا بھی کبھی اسکی بو نہ پائیگی لمؤلفہ **بیت**
جان جس طرح سے رہتی ہی بدن مین پنہان + اس طرح سے مین ترے راز کو رکھونگا نہان +
بادشاہ نے اُسکو آفرین کی اور کہا کہ مین اپنے بھائی سے اندیشہ ناک رہتا ہون اور یقین
جانتا ہون کہ وہ قابو پاکے کبھی میرے قتل مین کمی نہ کریگا سو مین نے بھی یہی صلاح اولی
سمجھی ہی کہ پہلے اُسکے قابو پانے سے اُسے راہ عدم دکھاؤن اور اس دغدغے سے دل
اپنا خالی کردون تو خبردار رہ اور ہمیشہ میری محافظت مین سرگرم رہا کر اور جویا
اُسکی مصلحت کا رہا کر کہ اپنی جگہ وہ کیا تدبیر کرتا ہی رکابدار آداب خدمت
بجا لایا اور نہایت تاکید و سوگند سے اس راز کے اخفا کا وعدہ کیا ہنوز منزل

کو نہ ہیو نچا تھا کہ رکابدار کے دل مین بیوفائی نے راہ کی اور کفران نعمت کا خیال بندھا نظم دل بمہرمی دمان کم نہ کہ در گلزار دہر ✤ بوے یاری و وفا در ہیچ ہمدم یافت نیست ✤ رازنا با دل گفتم و بسیار خوردم خون ازو ✤ کاشکے دانستمی اول کہ محرم یافت نیست ✤ رکابدار منزل پر پہونچکر بادشاہ کے بھائی کے پاس پوشیدہ حاضر ہوا اور راز کو موبمو بیان کیا برادر شاہ نے اُسے انعام دیا اور وعدہ ہاے بسیار سے امیدوار کیا اُسکے بعد نہایت ہوشیاری سے اپنے آپ کو بچاتا رہا ایک دن موقع وقت کا پاکے برادر بزرگ کو قتل کیا اور آپ تخت سلطنت پر بیٹھا اول یہ حکم دیا کہ رکابدار کو قتل کرو اُسنے زبان زاری کھولی اور کہا کہ اے بادشاہ میرا گناہ آپ کی خیر خواہی کے سوا اور کیا ہے اور جو مین نے کیا اُسکی جزا کیا یہی ہے بادشاہ نے کہا راز فاش کرنے کے برابر کون گناہ ہوگا اور میرے بھائی نے سب ملازمون مین تجھے اختصاص دیا اور اپنا محرم راز بنایا اُسکا بدلا یہی تھا کہ تو نے اُسکا راز فاش کرکے اُسے میرے ہاتھ سے قتل کرادیا مجھے تجھپر کیونکر اعتماد آئے ع از ہمدم بیوفا جدائی خوشتر ✤ ہر چند رکابدار نے عذر پیش کیے کوئی کام نہ آیا آخر کار اُس بیوفا کا سر تن سے جدا ہوا فائدہ اس مثل سے یہ ہے کسی کا راز ظاہر کرنا اچھا نہیں ہے شیر نے کہا کہ اے مادر مہربان اگر وہ اظہار کرنے والا رازدار ہوتا تو تجھ سے یہ راز کیونکر کہتا جب کہ وہ خود متحمل اس رازداری کا نہوا پھر دوسرے سے توقع رازداری کی کیونکر رکھتا ہے بلکہ اُسکی غرض یہی ہے کہ راز مخفی نہ رہے والا وجہ کیا تھی کہ غیر سے کہتا اور مجھ مین تجھ مین کہ جدائی ممکن نہین ہے یون اظہار راز کرتا پر جانتا ہوگا کہ مان اپنے بیٹے کا رنج اور ہلاکت کیونکر گوارا کریگی لہذا اُسنے تجھسے ظاہر کیا شعر مؤلف کا اسکا گواہ ہے بیت کر سکا جب خود نہ وہ اخفاے راز ✤ غیر سے کیا شکوۂ افشاے راز ✤ اب متوقع اسبات کا ہون کہ اظہار مین امر حق کے عنداللہ اور عندالحق بھی مضائقہ نہین ہے جو کچھ حق ہے اُسکے اظہار مین مجھ پر کیون احسان نہین فرماتی ہے کہ یہ بار غم میرے دل سے دور ہو اور اگر اُسکی تفصیل مین

کچھ مضائقہ ہو تو مجمل ارشاد کر اور اگر تصریح مین بیان کرنا تیرے نزدیک منع
ہی بارے اشارے سے دریغ نہ رکھ مادر شیر نے کہا بشرطیکہ وہ بد کردار کہ فتنہ
برانگیختہ کیا ہوا جسکا ہی سزا کو پہونچے اور جمال عفو اُسکے دیدۂ بیباک کو کہ راہ
صدق وصفا مین دانستہ نابینا بنا ہی دکھانا نہ چاہیئے اور شفاعت کسی کی اُس سے
حق مین قبول نہ فرمائیے تو مین کچھ کچھ بیان کرون ہرچند فضیلت عفو مین علماے دین
نے اور عارفان معارف حق الیقین نے مبالغہ بہت فرمایا ہی مگر ایسے شخص کے حق مین
کہ جسکا فساد باعث خونریزی ناحق اور موجب تذلیل سلطنت ہو عقوبت بہتر ہی
عفو سے اور ایسے گناہ کے مقابلے مین کہ جسکی مضرت بادشاہ کے نفس پر عائد ہو اور
لوث بدعہدی اور خیانت مین متہم ہو اگر اطفا نہ کیا جائے تو مفسدون کی دلیری کا
باعث ہی اور ستمگارون کی قوت اور جرائت کا موجب ہوتا ہی پس زنہار عفو اور
اغماض کی جگہ نہین ہی کہ نص قاطع سے معلوم ہوا ہی کہ ولکم فی القصاص حیوۃ اسلیے اُسکا
تدارک واجب ہی شیر نے کہا جو کچھ فرمایا تو نے بجان قبول ہی مادر شیر نے کہا کہ وہ دمنہ تمام
بد انجام ہی کہ مرتکب اس امر قبیح کا ہوا اور بادشاہ پر اُس کا دمدمہ اثر کر گیا شیر نے کہا کہ
جانا مین نے کل اسکا تدارک مناسب کیا جائیگا مادر شیر نے اپنی منزل کو رجوع کی شیر
نے بعد تامل بسیار احضار ارکان دولت کو حکم دیا حسب الحکم شاہی سب ارکان دولت
دوسرے دن حاضر ہوے اور مادر شیر بھی تشریف لائی اور دمنہ نے فراست سے جانا
کہ دربلا کھلا اور راہ رہائی بند ہی تجاہل عارفانہ کر کے ایک خواص محفل سے پوچھا کہ اس
جماعت کے اجتماع کا سبب کیا ہی اور کون بات حادث ہوئی ہو کہ بادشاہ متغیر مزاج ہی
مادر شیر نے سوال دمنہ کا سنکر باواز بلند کہا کہ بادشاہ کو تیری زندگانی متنفر کرتا ہی
اور تو نے کہ ایسے رفیق جان نثار کے حق مین خیانت کی تھی پردہ اُسکا اُٹھ گیا
اب بادشاہ چاہتا ہی کہ ایک دم تجھے زندہ نہ چھوڑے دمنہ نے کہا کہ بزرگان متقدمین

نے کوئی دقیقہ دقائق عالم سے باقی نہین رکھا ہی کہ متاخرین کے واسطے روشن نکرویا
ہو ایک اُنکے سخنان حکمت آمیز سے یہ ہی کہ جو شخص بادشاہ کی خدمت مین بکجہت ویکرو
ہوتا ہی جلد پایۂ تقرب کو پہونچ جاتا ہی مگر سب ارباب بمقتضاے حسد سے اُسکے دشمن
ہو جاتے ہین اور اپنے مطلب کے واسطے گو نقصان بادشاہ کا اُس مین متصور ہو یہ چاہتے
ہین کہ ہزار حیلے سے خراب کرین اس لیے اکثر افترا اُسکے حق مین تجویز کیا کرتے ہین بموجب
مثل عرب کے دالمخلصون علی خطر عظیم اسی واسطے اہل حقیقت پشت بدیوار اور رو بدر
پروردگار رکھتے ہین اور اس دنیاے ناپائدار پر نفرین کرتے ہین اور خدمت خلق اور
عبادت خالق مین مصروف رہتے ہین مگر خداے کریم کو غفلت اور ظلم ہرگز پسند نہین ہی
اور کبھی جزا بدی کی نیکی اور عوض نیکی کا بدی نہین ہوا ہی اور بادشاہون کے حق
مین عدل سے کوئی عمل بہتر نہین ہی مگر کمیاب ہی کبھی بیگناہان واجب الرعایت کو
خائنون کے مانند عذاب جانکاہ سے مواخذہ کرتے ہین بقول سعدی علیہ الرحمۃ یعنی
گاہے بسلامی بر بخیند وگاہے بدشنامی خلعت دہند کس لیے کہ ہوا اُنکے حال پر مستولی ہی اور
خطا اُنکے افعال مین غالب اور خیر و شر اُنکے نظر مین یکسان ہی اور نفع و ضرر اُنکی نگاہ
مین برابر بعض اوقات اگر کوئی خزانہ روے زمین کا تیا اُنکو دے کچھ احسان نہ مانینگے
اور کبھی مسخرے کو دشنام پر سرفراز کرینگے لازم یہ تھا کہ مین بادشاہ کی درگاہ سے دور رہتا
بلکہ زاویہ عزلت سے قدم باہر نہ رکھتا کہ بادشاہ کی نزدیکی آتش سوزان ہی اگر قریب
اُسکے نہ جاتا تو اس سوز وگداز مین نہ پڑتا سچ یہ ہی جو کوئی قدر عزلت کی نہ جانیگا اور
بادشاہ کی خدمت کو خالق پر ترجیح دے گا اُسے وہ پہونچے گا جو زاہد گوشہ نشین
کو پہونچا شیر نے کہا کہ قصہ زاہد کا کیونکر تھا۔ اس قصے کو مشرح اور مفصل طور پر
بیان کر حکایت دمنہ نے کہا کہ ایک زاہد تعلق دنیا سے انقطاع کر کے
گوشہ صحرا مین بیٹھ رہا تھا سوا نان کشکین اور لباس پوستین کے کوئی خواہش

حکایت زاہد گوشہ نشین

نہ رکھتا المؤلفہ **نظم** تھا لباس عاریت سے اُسکو عار + دامن صحرا کو سمجھا جامہ دار + بامزہ اُس کو نہ بھاتی تھی غذا + پتیان کھاتا تھا وقت اشتہا + تھا تنعم سے نہایت دل نفور + فقر اور فاقے سے ہوتا تھا سرور + اُس مرد کے صلاح وتقوی کا شہرہ تمام اُس ولایت مین مشہور ہوا اور مخلوق جوق جوق دور ونزدیک سے زیارت اور حصول برکت کے واسطے آمد وشد کرنے لگے چونکہ اثر نور عبادت کا جبین مبین زاہد سے ساطع تھا اس لیے اعتقاد خلق اللہ کا روز بروز زیادہ ہوتا جاتا تھا ہر چند اُنکی آمد سے کارہ تھا پر کوئی نہ مانتا تھا اور بادشاہ اُس ولایت کا عادل اور باذل اور درویش دل تھا کہ رضاے الٰہی کو ہواے بادشاہی پر مقدم جانتا تھا اور ابتداے اخلاق انبیا اور پیروی سیرت اولیا کا بجان خریدار تھا **بیت** سیرت پاکیزہ وخوے خوش وکردار نیک + بافقیرے خوش بود باشہریاری خوشتر است + جبکہ خبر پیر گوشہ نشین کی اُس صدر نشین سلطنت کو پہونچی بحکم نعم الامیر علے باب الفقیر کے ملازمت کو زاہد کی تمام حاضر ہوا اور استمداد پند وا ندرز چاہی زاہد نے کہا کہ ای بادشاہ اس جہان کی دو قسمین ہین ایک فانی کہ اُسے دُنیا کہتے ہین اور دوسری باقی کہ اُسے عقبیٰ کہا ہی ہمت عالی مقتضی اسکی ہی کہ سر اپنا اقلیم فانی کی طرف نہ جھکائے بلکہ نظر اقلیم باقی کی طرف رکھے بادشاہ نے کہا کہ تسخیر اس سلطنت باقی کی کس طرح میسر آتی ہی زاہد نے کہا دستگیری کرنا مظلومون کی اور فریاد سننا محرومون کی کہ حدیث شریف مین آیا ہی ارحم ترحم یعنی رحم کر کہ تجھپر رحم کیا جائے اگر بادشاہ کو آسایش آخرت چاہیے تو آسایش رعیت مین کوشش کرے **بیت** کرینگے عیش وہی بادشاہ عقبی مین + ملا ہی جنسے رعیت کو عیش دُنیا مین + جبکہ زاہد نے اس طرح کا وعظ فرمایا بادشاہ کا صندوق دل جواہر موعظت سے بھر گیا پس اُسی دم دست ارادت دامن زاہد مین ڈالا یعنے مرید ہوا چند روز گذرے تھے کہ ایک دن بادشاہ زاہد کی خدمت مین

حاضر تھا کہ ناگاہ گروہ داد خواہون کا نفیر الغیاث تا آسمان پہونچانے لگا زاہد نے
سب کو نزدیک بلا کر حال پوچھا اور داد اُنکی شریعت کے موافق بادشاہ سے
دلوائی بادشاہ صورت سے اس فیصلے کی کہ باین خوبی زاہد نے کیا نہایت خوش ہوا
اور کہا کہ ای راہنما اُمیدوار ہون کہ فیصلے دادخواہون کے آپ کی راے صواب اندیش
کے موافق ہوا کرین تو بہتر ہی کہ بیشتر اہل کار غرض نفسانی سے پردہ تقریر مین
حق کو باطل باطل کو حق بنا دیتے ہین اور یہ مظلمہ روز جزا میری گردن پر آئیگا کہ
مین بذات خود کثرت امور سے سب جزئیات کو پہونچ نہین سکتا ہون زاہد نے
اسباب کو سنکے خیال کیا کہ جو شخص کہ باعث امور خیر ہوتا ہی ثواب اُسکا درگاہ خدا
سے بے نہایت پاتا ہی اگر تیری جہت سے خلق خدا راحت پائے تو یہ تکلیف بہتر ہی
راحت سے اس نیت سے کہنا بادشاہ کا قبول کیا اسکی بعد جو معاملے اور حاجتین
مخلوق کی زاہد تک پہونچتی تھین اور زاہد بادشاہ سے کہتا تھا بادشاہ اُسے بطیب خاطر
قبول کرتا تھا اس صورت مین عالم عالم فیض جاری ہوا اور شہرۂ عدالت بادشاہ اور
نیک دیانتی زاہد کی از ماہی تا ماہ پہونچی آخر کار انتظام اس سلطنت کا زاہد عالیمقام
کے دامن مین باندھا گیا اور تصرف امور مالی و ملکی قبضۂ اختیار مین زاہد کے روز بروز
زیادہ ہونے لگا اور سودائے حُب جاہ دماغ مین زاہد کے دمبدم زیادہ بڑھتا گیا
اور تمنائے اسباب امارت نے سر زاہد کو بالین قناعت سے پھیر کے متوجہ تاج و تخت اور
غرور و نخوت کا کیا بقول گویا بیت بیخود ہوا نہ کون مے حب جاہ سے ۞ بہکایا
اس خمار نے کسکو نہ راہ سے ۞ یہ دنیائے فریبندہ وہ بلا ہی کہ اسنے بہت سے
شیر مردون کو اپنا صید کیا ہی اور یہ وہ زال غدار ہی کہ اکثر رستم منشون کو مانند
پیرزن کے چاہ محنت مین ڈالا ہی زاہد نے بجاے آب شور ریاضت لقمہ غذاے

راحت نوش کیا ذوق عبادت فراموش ہوا اور حلقۂ حب الدنیا راس کل خطیئۃ

کان مین پڑا بس جان ودل سے دنیا کا حلقہ بگوش ہوا اور بادشاہ نے بھی جبکہ تدبیر زاہد
کی سوا فوق مصلحت کے دیکھی زمام اختیار مالی وملکی دست زاہد مین سپرد کی درویش
کو پہلے اندیشہ ایک نان کا تھا اب غم جہان کا پیدا ہوا اور آگے خیال ایک گلیم کا
تھا اب فکر تسخیر اقلیم پیش نظر ہوئی ایک دن ایک درویش صاحبدل کہ زاہد کی خدمت
مین مدت سے فیضیاب تھا بعد عرصۂ دراز خدمت مین زاہد کی استفادہ کے واسطے
حاضر ہوا دیکھا کہ دماغ زاہد کا سراپا حُب جاہ سے مبدل ہوگیا ہی اور نور باطن
سے کچھ اثر باقی نہین رہا آتش حسرت کانون سینہ مین شعلہ زن ہوئی **بیت**
ہو گیا گمراہ سالک خضر فرخ پے کہان ؛؛ مر چلا بیمار حب تو جاہ عیسی ہی کہان ؛؛ جب
شب کو خلق نے بالین خواب پر سر رکھا اور غوغا کم ہوا درویش نے زاہد کی خدمت
مین عرض کیا کہ اے مرد خدا یہ کیا حالت ہی کہ مشاہدے مین آئی ہی **بیت** گل کیا ہوئے
جو کانٹون سے سب باغ بھر گیا ؛ کیا ہوگئی وہ فصل وہ موسم کدھر گیا ؛ اور یہ کیا آتش حیرت
ہی کہ خرمن تسکین یاران طریقت کو جلاتی ہی یعنی آسایش نفس اور رضامندی رب کریم
کو برباد کرکے اس بلاے بے درمان کو کہ برہم زن خانمان دین اور خراب کنندۂ آرام
نفس اور صدق و یقین ہی اختیار کیا ہی تو نے زاہد نے یہ سنکے زبان حیلہ سازی کھولی لیکن
وہ بات کہ محک امتحان معرفت پر کامل العیار ہو نہ کہی کہ قلب ملمع کاری سے زر خالص
نہین ہوتا ہی درویش نے کہا کہ اے زاہد با خدا بہر خدا انصاف کر کہ تو خوب جانتا ہی کہ
یہ جو فرمایا تو نے یہ سب بہانہ نفس کا ہی مگر خلاصہ فی الباب یہ ہی کہ خاطر مبارک
بکلی مائل متاع دُنیا ہوئی ہی اور ضمیر منیر عالی حب مال و جاہ مین مبتلا ہوا ہی
اوج سعادت سے حضیض نکبت کا مائل ہوا ہی ہزار افسوس کہ کس جگہ پہونچ کے
پھر کہان کا قصد کیا ہی اب بھی کچھ نہین گیا ہی پنجۂ فریب شیطان سے نکل اور دامن
توکل از سر نو پھر ہاتھ مین مضبوط پکڑ اور نوالہ زہر آلود دنیا تھوک ڈال

کہ عیش دُنیا سب غم ہی اور فربہی اسکی سب ورم ہی بموجب بیت واقف کے بیت
عیش دُنیا ہمہ غم بود ومنید الستم + فربہی جملہ ورم بود ندانستم + زاہد نے کہا کہ ای
دوست غمخوار آمد وشد خلق سے میرے حال مین کچھ تغیر نہین آیا ہی اور دل بہ یار
اور دست بکار رکھتا ہون مہمان نے کہا کہ تجھے اپنے حال سے خبر نہین ہی اس سبب سے
کہ حُب جاہ شراب بیہوشی ہی وہ اس قدر تجھے پلائی ہی کہ چشم بصیرت تیری بالکل
جاتی رہی اور جب کہ آنکھین تیری سرمہ خالص ارواح سے روشن ہونگی اُسوقت
پھر پشیمانی کے بجز کوئی چیز فائدہ نہ بخشے گی اس قطعہ پر یہ خیال کر قطعہ دنیا کی نہ کر تو
خواستگاری + اس سے کبھی بہرہ ور نہ ہوگا + آخانہ خرابی اپنی مت کر + قحبہ ہی یہ اس سے
گھر نہ ہوگا + اور یہ مثل تیری ای زاہد مانند اُس نابینا کے ہی کہ کوڑے اور سانپ مین کچھ فرق نہ کیا
اور کہنا بھی کسی کا نہ مانا آخر اسی باعث سے ہلاک ہوا زاہد نے کہا کہ یہ قصہ کیونکر تھا **حکایت**

حکایت نابینا

کہا کہتے ہین ایک نابینا ایک بینا کے ساتھ ہمسفر ہوا ایک شب صحرا مین مقام کیا جب کہ طیاری
کوچ کی ہوئی نابینا اپنا کوڑا ڈھونڈھنے لگا قضارا ایک سانپ پڑا ہوا سوتا تھا اندھا سمجھا
کہ یہ کوڑا ریشم کا بنا ہوا مجھے مفت مل گیا بہت خوش ہوا اور سوار ہو کر چلا جب کہ صبح ہوئی
اور آفتاب نکلا اُسوقت اُس آنکھ والے نے دیکھا کہ اندھے کے ہاتھ مین سانپ ہی چلایا کہ
اندھے تیرے ہاتھ مین سانپ ہی زہرناک جلد پھینکدے ورنہ کاٹ کھائیگا اندھے نے
بدگمانی کی کہ یہ کوڑا بیش قیمت ہی یہ ہمراہی میرا چاہتا ہی کہ اس حیلے سے اگر پھینکدے
تو مین اُٹھا لون اندھا بولا کہ ای رفیق کوڑا میرا گم ہوا تھا اللہ تعالےٰ نے اس سے بہتر کوڑا
مجھے بخشا ہی اگر نصیب تیرا یاری کریگا تو تجھے بھی مل جائیگا یہ کیا نیت ہی کہ میرے کوڑے پر
کرتا ہی اور مین ایسا احمق نہین ہون کہ تیرے دم دینے سے ایسا کوڑا پھینکدون پھر بینا
ہنسا اور کہا کہ ای برادر حق ہمراہی کا یہی ہی کہ مین چاہتا ہون کہ یہ سانپ تجھے ہلاک نکرے
نابینا آزردہ ہوا اور کہا کہ یہ صاف بدنیتی ہی کہ کوڑا میرا اس حیلے سے لیا چاہتا ہی یہ سودائے خام

سر سے نکال ڈال کہ مین دھوکا نہین کھاؤن گا ہرچند اُسنے مبالغہ کیا نابینا نے نمانا آخر جب
آفتاب بلند ہوا اور ہوا گرم ہوئی او مار برف زدہ تابش آفتاب سے ہوش مین آیا اور افسردگی
اُسکی رفع ہوئی دیکھا کہ مین ایک شخص کے ہاتھ مین ہون اور وہ بار بار ہاتھ سے ملتا ہی یکبارگی سانپ
اُسکے ہاتھ مین لپٹ گیا اور بکمال غضب سے دانت مارا فوراً نابینا ہلاک ہوگیا یہ مثل اسلیے لایا ہون
کہ تو اس دنیا پر فریفتہ نہو اور اُسکی محبت کو دل مین جگہ ندے کہ زخم اسکا مار سیاہ سے بہت زیادہ
ہی زاہد کلام درویش کا سُنکے سمجھا کہ واقعی یہ مرد باخدا سچ کہتا ہی اس ندامت سے رونا شروع
کیا اور دولت گم گشتہ پر کہ حُب جاہ جانکاہ سے برباد ہوئی تھی ہزار افسوس سے دست تاسف
ملتا تھا اور تمام شب مانند شمع و پروانے کے گریان و سوزان رہا جبدم زاہد سپیدہ پوش
صبح نے سجادۂ آفتاب محراب مشرق مین بچھایا خلایق نے اپنی عادت کے موافق زاہد کے
دروازے پر ہجوم کیا اور ہر ایک نے حسب عادت زبان ثنا و صفت کھولی اور شیطان نے
پھر افسون تازہ دم کیا اور از سر نو بادۂ نخوت نے انفاس مردم سے حرکت پا کے دماغ زاہد
مین سرایت کی زاہد کو پند درویش اور ندامت شبینہ نسیًا منسیًا ہوگئی بموجب اس شعر کے
بیت روز کہتا ہون نہو نگا کل سے مین رسواے عشق ؛ ہر سحر ہوتا ہی دونا جوش
پر سوداے عشق ؛ القصہ زاہد بدستور سابق اپنے کام مین مشغول ہوا اور رفتہ رفتہ
جمیع امور سلطنت مین دخل کلی کیا یعنی سب امرا اور وزرا کو اُن کے عہدے سے معزول کر دیا
اور مقدمات عدالت مین بھی نفسانیت غالب ہوئی اور باب رشوت بھی بخوبی وا ہوا حتی
کہ ایک شخص کو ناحق زاہد نے حکم قتل کا دیا اُس شخص کے قتل ہونے کے بعد اُس کے ورثہ
حضور بادشاہی مین مستغیث ہوئے کہ زاہد نے ناحق فلانے کو قتل کیا شرعًا قصاص زاہد
پر پہونچتا ہی بادشاہ نے اُسکا معاملہ دار القضا مین سپرد کیا بعد تحقیق قاضی نے حکم دیا
کہ قصاص مقتول مین گردن ماریں چنانچہ زاہد اُسکے قصاص مین مارا گیا یہ مثل اسواسطے
وارد کی ہی کہ مین سر اپنا محراب طاعت خدا سے پیچیدہ کر کے آستانہ بادشاہی

بر رجوع لایا اور گردن کو فرمان پروردگار عالم سے کھینچکر جانب سریر شاہی جھکایا اب جو بلاکر تجویز کی جائے اُسکے سزاوار ہون مین دمنہ نے جب کہ کلام فصاحت انجام تمام کیا ملازمان سریر سلطنت اُسکی فصاحت لسانی پر متحیر ہوے اور شیر نے سر اپنا جھکا لیا اور حیران تھا کہ کیا کرون اُسکے بعد کہا کہ کوئی دمنہ کو جواب دے سیاہ گوش کہ سب مصاحبان بادشاہی مین اختصاص رکھتا تھا دمنہ کی طرف پھرا اور کہا کہ تو نے یہ خدمت بادشاہ کی ملازمت کی بیان کی کہ جسکی بدولت افتادہ خاک فلک افلاک کو پہونچا یہ حد تیری نہ تھی کہ کلام واہی کہ دور از ادب زبان پر لائے آگاہ ہوای دمنہ ایک ساعت عمر بادشاہ کی کہ جو عدل و داد اور رعیت پروری مین گذرے تو اورون کی ایک سال کی عبادت کے برابر ہی اور اکثر سجادہ نشینان محراب زاہد و طاعت اور تاجداران کشف و کرامت نے خدمت بادشاہ کی اسی واسطے اختیار کی ہی کہ ملازمت کو نصف سلوک کہتے ہین کہ کارسازی ستم رسیدون کی اور سازگاری محنت کشیدون کی بہترین عبادت سے ہی اور اسپر حکایت پیر روشنضمیر کی شاہد ہی دمنہ نے کہا کہ یہ قصہ کیونکر تھا حکایت کہا کہتے ہین کہ شہر فارس مین ایک شخص تھا کہ اُسے پیر روشنضمیر کہتے تھے اور طنطنہ اُسکی ولایت اور کرامت کا قاف سے تا قاف پہونچا تھا ایک روز ایک درویش سیاح ماوراء النہر سے عزیمت احرام حریم زاہد باندھکر با مشقت بسیار نواحی پارس مین پہونچا اور بعد قطع بادیہ حرمان منزل امن و امان زاہد مین نزول کیا اور بصد ادب خاک آستان شیخ کو بوسہ دیا اور خادم خانقاہ سے کہا کہ مین مسافت بعید سے حاضر ہوا ہون میرا حال عرض کردو خادم نے کہا کہ ای درویش اندکے صبر کر کہ شیخ بادشاہ کی ملازمت کو گیا ہی آنے کے بعد تیرا حال عرض کیا جائیگا اُس درویش نے افسوس کیا کہ مین نے مفت اپنی اوقات برباد کی اور اتنا رنج راہ کھینچوائے اُس فقیر پر جو کہ بادشاہ کی ملازمت کو جائے اور اغنیا کی صحبت کا مائل ہو اُس سے کیا فائدہ ملے گا اور مطلب دینی ایسے دنیا دوست سے

کیا حاصل ہوگا فقیر وہ ہو جس نے اس شعر پر گویا کے عمل کیا ہو بیت چھوڑ دینا اگر قناعت بیٹھ کنج فقر مین ٭ خاک مت سر پر اُڑا ظل ہما کے واسطے ٭ اسکے بعد خانقاہ سے نکلا اور بازار کی طرف روانہ ہوا اور بہزار ندامت سے اپنی محنت رائگان پر متاسف چلا جاتا تھا کہ ناگاہ کوتوال شہر کی آنکھ اسپر پڑی قضا را وزد و قیدی اُسی شب زندان سے بھاگا تھا اور اس شخص سے اشبہ تھا کوتوال نے وزد گریختہ سمجھکر گرفتار کیا اور سیاست گاہ مین بھیجا اور حکم دیا کہ ہاتھ اسکا کاٹ ڈالو ہر چند یہ عذر کرتا تھا اور اپنا آنا راہ دور دراز سے اور وارد ہونا خانقاہ درویش مین بیان کرتا تھا کوتوال کب مانتا تھا آخر جلاد نے تیغ آبدار اُس درویش کے ہاتھ پر رکھی قریب تھا کہ پنجہ دست بند سے جدا کر ڈالے کہ پیر روشنضمیر بیک ناگاہ اُس محلے مین پہونچا اور صورت حال دریافت کرکے کوتوال سے کہا کہ یہ درویش ہمارے خانقاہ کا ہو جس شبہہ سے تم سے متہم کرتے ہو یہ تمھاری خطا ہو ہرگز اسپر دست سیاست دراز نہ کرنا کوتوال نے سُم مرکب شیخ کو بوسہ دیا اور فرمانا اسکا قبول کیا درویش ظلم کوتوال اور دست ستم جلاد سے نجات پاکے شیخ کے ہمراہ رکاب ہوا اثنائے راہ مین شیخ نے درویش کے دوش پر ہاتھ رکھکے آہستہ سے کہا کہ ای برادر بدگمانی فقرا کے حق مین مناسب نہین ہوتی ہو اگر مین ملازمت بادشاہ کی اختیار نہ کرتا تو تجھسے مظلومون کو کیونکر ظالمون کے ہاتھ سے رہائی ملتی درویش سمجھا کہ خیال میرا محض نفسانیت اور غلبہ شیطانی سے تھا واقعی یہ ہو کہ جو فعل اہل کمال سے وجود مین آتا ہو خالی فائدے سے نہین ہوتا ہو کسواسطے کہ ارادہ درویش ارادہ خدا مین فانی ہو جاتا ہو جو چیز کہ اُس سے صادر ہوتی ہو ارادت اللہ کے موافق سرزد ہوتی ہو اگر ظاہر اُسکا خلاف عقل اور طبع کے ہو مگر باطن خالی از مصلحت نہین ہوتا ہو مثنوی مولانا علیہ الرحمۃ مین ہو اشعار آن پسر را کش خضر ببرید حلق ٭ سر آن را در نیابد عام خلق ٭ ور درون بحر کشتی را شکست ٭ صد درستی در شکست خضر ہست ٭

چون شکستہ بند دام دست او ٭ زین غرض کشتی او بشکست او ٭ کالبے گر خاک گیرد زر شود ٭ ناقص ار زر برد خاکستر خرد ٭ غرض اس مثل کے ایراد سے یہ ہی کہ بزرگان دین ملازمت سلاطین جو اختیار کرتے ہین اور مکروہات درگاہ ملوک سے عار نہین رکھتے بھی سبب ہی کہ اوپر بیان ہو چکا دمنہ نے کہا کہ جو کچھ فرمایا بجا ہی اکابر خدمت ملوک مین جو تقرب ڈھونڈھتے ہین تو بنا اُنکی ایک مصلحت پر ہوتی ہی اور وہ بغیر الہام الٰہی کے کسی امر کو شروع نہین کرتے ہین اور کوئی غرض نفسانی اُسمین آمیزش نہین پاتی ہی اور جو تو نے کہا کہ بادشاہ ظل اللہ ہوتے ہین یہ بھی مسلم ہی مگر وہ بادشاہ کہ اُن کے کام راہ خدا سے نزدیک ہوون اور طریق باطل سے دور نہ کسی کو بغیر ض عفو کرین اور نہ بے محل عقوبت فرمائین کمیاب ہین اور پسندیدہ اخلاق شہریاری یہ ہی کہ ملازمان ستودہ خصال کو عزیز رکھین اور غداردن اور بیوفاؤن کو خوار و ذلیل کرین ما ور شیر نے کہا کہ ای دمنہ یہ جو تو نے کہا سچ ہی لیکن قصہ تیرا بالعکس اس قول کے پایا جاتا ہی کسواسطے کہ مجموع حضار بادشاہی اسپر متفق ہین کہ شنزبہ ملازمان بادشاہی مین پسندیدہ صورت اور سیرت خیر خواہ اور صواب اندیش ریاست تھا سو تیری آتش فساد سے اُسکا خرمن ہستی جل گیا بلکہ تیری فساد انگیزی سے بادشاہ کی بنیاد وفاداری منہدم ہوگئی **بیت** آتشی بر فروختی ز حسد ٭ عالمی را بسوختی ز حسد ٭ لمؤلفہ **بیت** حسد کی آگ کو کیا شعلہ رو کیا تو نے ٭ برنگ کاہ جہان کو جلا دیا تو نے ٭ دمنہ نے کہا کہ ضمیر منیر عالی سے پوشیدہ نہین اور حاضر حضور بھی سب جانتے ہین کہ مجھ مین اور شنزبہ مین کوئی منازعت نہ تھی اور اُسکو باوجود دست قدرت میرے ساتھ بجز شفقت اور حال نہ پایا جاتا تھا اور مین بھی بادشاہ کی نظر مین ایسا خوار و ذلیل نہ تھا کہ اُسکی حشمت پر سبقت لیجاتا لیکن جو بات کہ مین نے سُنی تھی اُس سے بادشاہ کو آگاہ کیا اور بادشاہ نے بھی اُسکے آثار بچشم خود مشاہدہ کیے

نفر بار … بار ، فضل … از ابتنان … انداختن … حضار بفتح … وانشدید … ضاد معجمہ … جمع حاضر ۱۲

اور مجھپر واجب تھا کہ جسمین خیر خواہی بادشاہ کی ہو اُسے ظاہر کر دون تا بار نمک میری گردن پر نہ رہجاوے اور جو کچھ مین نے بیان کیا بادشاہ نے خود اُسے تحقیق کیا اور صدق سخن میرا برہان قاطع سے ملاحظہ کر کے اپنی راے کے موافق کام کیا اور وہ شخص کہ شنزبہ کی اس خیانت مین شریک تھے اُنھین اندیشہ پیدا ہوا ہی کہ مبادا یون ہی ہمارا بھی راز تحقیق کر کے بیان کر دے تو قباحت ہو سو وہ تقدم بالحفظ بچاؤ کا کرتے ہین اور بلا شک جب تک میرے دم مین دم ہی امر خیر خواہی مین دریغ نہ کرونگا کہ حق نمک میری گردن پر ہی گو اسمین جان جائے یا رہے اب انصاف اسکا بادشاہ کے ہاتھ ہی اور الحق مُرَّہ بات بھی سچ ہی اس صورت مین کب مین کسی کو بھلا معلوم ہونگا بیت جس جس سے راست بولا وہ مجھسے کج ہوا ہی ÷ خاموش رہ ہمیشہ سچ بولنا بُرا ہی ÷ اور مین یہ جانتا تھا کہ اہل نفاق میرے قتل پر اتفاق کرینگے پر مجھے یہ یقین نہ تھا کہ مکافات خیر خواہی اور نتیجہ خدمت گزاری یہ ہوگا کہ میری بقا بادشاہ کو متردد اور رنجور رکھے گی جبکہ دمنہ نے یہ بات یہانتک پہونچائی اور شام قریب آئی بادشاہ نے حکم دیا کہ دمنہ کو دار القضا مین سپرد کرو تا قاضی اسکا حال دریافت کرے کہ احکام سیاست مین جب تک شرائط شرعی تمام نہونگے کچھ حکم نہ کیا جائیگا دمنہ نے کہا کہ کون حاکم راست کار بادشاہ سے زیادہ ہی اور کون قاضی عادل شہریار سے بالاتر ہی الحمد للہ کہ ضمیر منیر بادشاہ آئینہ ہی باصفا بلکہ جام ہی جہان نما کہ صورت حال ہر ملازم و رعایا کی اُس مین ہویدا ہی رباعی سودا رباعی

ایوان عدالت مین تمھارے یا شاہ	ہی ظلم کو کیا دخل عیاذًا باللہ
شیشے کا اگر طاق سے ٹوٹے ہی پاؤن	پتھر سے نکلتی ہی صدا بسم اللہ

اور بہ یقین اتنا جانتا ہون کہ کشف شبہات اور رفع حجاب مین کوئی چیز برابر فراست

عدالت کچہری

بادشاہ جمجاہ کے نہین ہی اگر خود شہریار بنفس نفیس راے جہان آرا کو قاضی میرے حال کا فرمائے تو کذب اور صدق میرا مانند صبح صادق کے روشن ہوجائے جیسا کہ حافظؔ نے فرمایا بیت

عرض حاجت در حریم حضرتت محتاج نیست	راز کس مخفی نماند بر فروغ راے تو

شیر نے کہا کہ ای دمنہ اندیشہ نہ کر کہ اس مہم مین جستجوے تمام کی جائیگی اور تحقیق اس کام کی اس طرح پر کہ زیادتی اس سے متصور نہ ہو عمل مین آئے گی نظم

جدا کر دینگے ہم اس طرح حق و باطل کو	کہ جیسے دودھ سے مکھن نکال لیتے ہین
نکال لیتے ہین جس طرح عطر پھولون سے	ہر ایک بات کا ہم جی نکال لیتے ہین

دمنہ نے کہا کہ مین بیگناہی کے سبب مبالغے مین زیادہ اہتمام کرتا ہون اور یہ بھی جانتا ہون کہ اس تحقیق سے اخلاص میرا زیادہ تر ظاہر ہوگا اگر مین اسکام مین گنہگار ہوتا تو حاضر درگاہ شہریار نہ رہتا اور فرار اختیار کرتا بلکہ فسیروا فی الارض پڑھکر اور اقلیم کی راہ لیتا کہ ملک خدا تنگ نہین اور پاؤن بندے کا لنگ نہین ہی شیر کی مان نے کہا کہ ای دمنہ تیرا مبالغہ دغدغے سے خالی نہین ہی مگر تو زیرکی سے چاہتا ہی کہ آپ کو بیگناہ کر دکھائے ولیکن اگر کوئی اچھی طرح دریافت کریگا تو اس مضیق سے خلاصی پانا تیرا فکر محال اور سوداے باطل ہی دمنہ نے کہا کہ میرے دشمن بیشمار ہین امیدوار ہون کہ میرا کام ایسے امین کو سپرد ہو کہ غرض اور شبہے سے پاک ہو اور جو کچھ کہ راست براست ہو حضور مین باریابان بادشاہی کے عرض کیا کرے اور بادشاہ عالیجاہ بعد استماع بمشورہ اپنی راے جہان آراے کے کہ آئینہ جہان نما ہی حکم فرمائے تا مین بمجرد شبہے کے مارا نہ جاؤن اور شہریار روز جزا خون ناحق مین مبتلاے باز خواست سلطان حقیقی نہو اور یہ مطلع مؤلف کا میرے حال کے موافق ہی بیت غم نہین اسکا مجھے مین مر گیا ÷ غم یہ ہی قاتل کا خنجر بھر گیا +
شیر نے کہا کہ مین نے اپنی دانست مین کسی حکم مین راہ عدل سے انحراف نہین کیا ہی اور اب بھی ممکن ہی کہ سواے راہ عدالت اور طرف قدم نہ رکھون اگر یا کہ ہی تو بیباک ہو اگر یہ خیانت تجھسے

صادر ہوئی ہی تو وہ جزا کہ اس گناہ کے سزادار ہی تیرے کنار مین رکھی جائیگی بموجب اس مصرع کے
مصرع ورمزیع وہر آنچہ کاری دروے ٭ دمنہ نے کہا کہ اس خیانت سے مجھے کچھ اندیشہ نہین
کہ مین بادشاہ کی حق شناسی سے بہت مطمئن ہون کہ اپنے انصاف عالم آرا سے مجھے محروم
نہ رکھے گا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے دادگستری کے لیے پیدا کیا ہی اتنے مین ایک حاضران محفل سے
بولا کہ جو کچھ دمنہ کہتا ہی نہ بروجہ تعظیم بادشاہی ہی بلکہ ان کلمات فریب آمیز سے چاہتا ہی کہ
اس بلا کو اپنے سر سے دفع کرے دمنہ نے کہا کون ہی مجھ سے سوا میرے اوپر مشفق تر اور کون ہی
میری مخلصی مین میرے غم مین مجھ سے مہربان تر اور جو کوئی کہ اپنی ذات کے کام مین ہیچکارہ نہو گا اور
کے کیا کام آیگا **بیت** ہو سکا جب نہ تجھ سے اپنا کام ٭ کرسکیگا تو کیا پرایا کام ٭ اور یہ
بات تیری دلیل ہی قصور فہم اور وفور جہل پر کہ عین گفتگو مین بادشاہ کے لقمہ دیتا کہ جسکی راے
جہان آرانے لشکرہاے گران کو اپنی فکر سے مقہور کیا ہی اور فقط غور تامل ضمیر منیر سے عالم
کو عدل وداد سے معمور کیا وہ محتاج تم ایسون کا کب ہی لاکن تم سب نے کہ جو ہوا خواہ
تنزر بہ کے تھے اور جو ارادہ کہ کیا تھا وہ اقبال شاہی کے سبب سے مٹ گیا اسکے اندیشے
مین تم سب یہان تک فتنہ آرا اور راز خود رفتہ ہو کہ آداب صحبت سلطانی بھول گئے ہو
اور جو چاہتے ہو سو کہتے ہو والا راے بادشاہ کی بموجب اس بیت کے دلیل روشن ہی
بیت جو کام تیری عقل سے ہو ایک آن مین ٭ وہ عمر بھر نہ ہو سکے سارے جہان مین ٭
سیاہ گوش نے کہا اس مکر زبان آوری سے چاہے تو کہ زبان کو خیرخواہون کی پند سے
بند کرے یہ ممکن نہین ہی دمنہ نے کہا کہ سچ ہی وقت پند کا ہی بشرطیکہ محل قبول مین پڑے
اور ہنگام مثل کا ہی اگر سمع خرد پسند کرے مادر شیر نے کہا کہ اے غدار ہنوز امید وار ہی
کہ اس مکر سے آپ کو رہائی دے دمنہ نے کہا کہ اگر کوئی نیکی کو بدی کے ساتھ مقابلہ
کرے خیر کی پاداش شر مقرر کرے تو مجبوری ہی والا وہ کام مین نے مقرر کیا ہی
اور وہ عہد وامانت ووفاداری بجا لایا ہون کہ اُسے بادشاہ کا دل خوب جانتا ہی

حکایت عورت شتاب کار

بعد اسکے کوئی خائن دلیری نہ کرسکیگا اور اگر عوض اس وفا کے ستم میرے حق مین تجویز
کرینگے تو مضرت اُسکی بالا بالا نہ جائیگی کہ منتقم حقیقی موجود ہی اور اگر میرے کام مین
بہ تحقیق تعجیل کرینگے تو آخر کار پشیمانی حاصل ہوگی اور روز جزا بدلا بھی اُسکا پائینگے
بموجب **بیت** کام مین جس نے شتابی کی ہی ٭ عقل کی اُسنے خرابی کی ہی ٭ اور
جسنے کہ شتابی کی فضیلت شکیبائی سے محروم رہا اور اُسے وہ پہونچے گا جو اُس عورت
شتاب کار کو پہونچا جبکہ شیر نے یہ نکتہ سُنا پوچھا کہ یہ ماجرا کیونکر تھا **حکایت** دمنہ نے کہا
کہ شہر کشمیر مین ایک سوداگر تھا کہ مال و متاع فراوان کا مالک اور ایک زوجہ رکھتا تھا
ماہ رو و مشکین مو کہ چشم فلک نے ایسا آفتاب نہ دیکھا تھا اور نہ سماعت مین دہر کے
ایسا ماہتاب آیا تھا **بیت** رخے چون گل و آب گل ریختہ ٭ میان لاغر و سینہ انگیختہ
ہمسائے مین اس سوداگر کے ایک نقاش تھا چرب دستی مین انگشت نمائے جہان
اور نقشبندی مین دلپذیر اہل زمان تھا القصہ اُسکی جورو مین اور نقاش مین
تعشق بہم پہونچا چشم جوان جذبہ شوق وصال مین مانند زاہدان تمام شب بیدار
اور بسان ابر نیسان اشکبار رہتی تھی اور زن بازرگان کا بھی یہی حال تھا یہانتک کہ جذبہ عشق
نے جانبین سے کشش بلا واسطہ و لا آلہ ایسی کی کہ بایکدیگر ملاقات بہم پہونچی
اور راہ آمد و شد کی غبار اغیار سے صاف ہوئی ایک دن اُس عورت نے نقاش
سے کہا تو ہمیشہ تشریف لاتا ہی اور گاہے آواز اور گاہے سنگ اندازی کرتا ہی یہ روش غدغے
سے خالی نہین ہی لازم صناعی یہ ہی کہ کوئی صورت ایسی کرنی چاہیئے کہ جس مین
اندیشہ بدنامی کا برطرف ہو اور بلا خوف رقیب ملاقات ہوا کرے نقاش نے
بموجب ایمائے یار دلنواز ایک چادر سیاہ طیار کی اور اُس مین بوٹیان سفید
بطور باندھنون کے چھوڑ دین اور کہا کہ جس وقت میرے بالاخانے پر یہ
علامت نظر آئے تو اپنا دروازہ کھول دینا غرض یہی رائے مستقیم فیما بین

قرار پائی جس وقت کہ یہ دونون آپسمین وعدہ کرتے تھے غلام نقاش پس دیوار
یہ حکایت سُنتا تھا اِس لیے بزرگون نے کہا ہی بیت لب بکشائی اگرت ہوش
ہست + کز پس دیوار بسے گوش ہست + چند روز اسی طرح سے آمد و شد نقاش
کی زن سوداگر کے پاس جاری رہی ایک دن نقاش کسی کام کو گیا تھا غلام نے
دختر نقاش سے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ اس چادر کے نقش و نگار دیکھون کہ
کس طرح کے ہین دختر نقاش اُس شعبدے سے غافل تھی اس لیے چادر غلام کے
حوالے کی غلام نے وہ چادر بالا خانے سے دکھائی اُس نے دروازہ کھولدیا یہ نقاش
کی وضع بناکے اُسکے پاس چلا آیا وہ اشتیاق مین محو تھی اور اُس سیاہی شب مین کچھ تمیز
نہ کی اور شیطان نے پردۂ غفلت ہوش وحواس پر زن بدکارہ کے ڈالدیا کہ بلا تامل
اُسکو آغوش تمنا مین کھینچا اور غایت شوق سے فرق درمیان یار اور غیر کے نہ کیا لباس
پر تلبیس سے مانند ابلیس کے مراد اپنی حاصل کی اور بعد فراغت کار روانہ ہوا قضارا
نقاش اُسی دم باہر سے گھر مین آیا اور چادر دوش پر ڈال کے اور بالا خانے سے دکھاکر
روانہ خانۂ یار ہوا جبکہ اس زن نے دیکھا کہ یہ ابھی گیا تھا اور ابھی پھر آیا کہا ای یار کیا چیز
باعث ہوئی کہ تو خلاف عادت ابھی گیا تھا اور پھر ابھی تشریف لایا نقاش سمجھا کہ یہ کلام
اسکا خالی سبب سے نہین ہی کچھ بہانہ کرکے فوراً وہان سے خالی پھرا اور اپنی بیٹی سے آکر
پوچھا کہ یہ چادر کوئی کیا مانگ کر تجھسے لے گیا تھا اُسنے کہا کہ کوئی غیر نہین لے گیا تھا مگر اِس
غلام نے تمھارے آنے سے پہلے مجھسے کہا کہ مین نے اس چادر کو نہین دیکھا ہی کہ کیسے نقش و نگار
ہین مین نے غلام کو معتبر سمجھکر حوالہ کی تھی یہ بالا خانے پر لے گیا پھر تھوڑی دیر کے بعد
دے گیا نقاش نے غلام کو تعزیر معقول دی اور چادر کو جلا دیا اُسکے بعد جوش
غیرت سے صحبت ترک کی اور کہا کہ اگر مین مرتکب حرام کا نہ ہوتا تو کیون اِس
بے غیرتی مین مبتلا ہوتا پس اگر وہ عورت جلدی نہ کرتی اور یار و غیر مین

بتامل غور کر لیتی تو محبوب کی صحبت سے کیون محروم رہتی مگر یہ شوخی شتابکاری کی تھی که رنج فراق مین مبتلا ہوئی بیت چون نہال شتاب بشبابی ٭ برد ہر میوهٔ پشیمانی ٭ یہ مثل اسواسطے عرض کی مین نے کہ تا بادشاہ عالم پناہ اس بے برگ و بینوا کے حق مین تعجیل نہ فرمائے اور یہ بات کہ جو مین نے عرض کی خوف جان کے باعث سے نہین ہی بلکہ منشاء اسکا یہ ہی تا بادشاہ روز جزا پیش قاضی قضا میرے خون ناحق سے معرض بازخواست مین نہ پڑے والا موت ایک خواب ہی نامرغوب اور آسایش ہی خوب اسلوب ہرچند نفس خواہان اس شربت کا نہین لیکن ساقی اجل خواہی نخواہی یہ جرعہ ہر ذی حیات کے حلق سے نیچے اُتاریگا اور خلعت کفن کہ خیاط قضا نے ہر ذی حیات کی قامت پر قطع کر رکھا ہی ہر طرح سے پہنایا جائےگا پھر ایسے امر ناگزیر سے عاقل کو خوف کیا ہی بلکہ شادی کی جا ہی کہ منصب شہادت مقبولون کے واسطے مقرر ہی مگر حق نمک سے دور ہی کہ ولی نعمت کو اپنی بہبود کے واسطے رنج بیہودہ مین ڈالون اور اطلاع نہ کرون اس لیے عرض کرتا ہون کہ شنزبہ غدار کو کہ اُسکے اطوار خود بادشاہ نے مشاہدہ کیے تھے قتل کرکے اس قدر رنج اُٹھایا اگر میرے کام مین جلدی ہوئی تو بادشاہ اپنی غیرت عدالت سے بہت رنج اُٹھائیگا کہ ایسے رفیق ناصح کو عبث مارا اور اگر کوئی کار سرکار میرے قتل پر منحصر ہو مین طیب خاطر سے قتل اپنا قبول کرون اور سعادت دوجہانی سمجھون مگر ایسا بندہ کہ کفایت مہمات کے لائق ہو اور ایسا جاکر کہ محل اعتبار اور سزاوار تربیت ہو کمتر ہاتھ آتا ہی بیت سالہا باید کہ تا یک سنگ اصلی ز آفتاب ٭ لعل گردد در بدخشان یا عقیق اندر یمن بیت سالہا گوشۂ عالم مین بسر ہوتے ہین ٭ بارور تب کہین میوون کے شجر ہوتے ہین ٭ نادرشیر نے دیکھا کہ دمنہ کا بادشاہ کے دل مین اثر کرنے لگا اور چرب زبانی اور شیرین بیانی اُسکی اُس قضیے سے غافل کرنے لگی مُنھ شیر کی طرف پھیرا اور کہا کہ اے فرزند تیری خاموشی اسپر گواہ ہی کہ سخن ا درونکے

دمنہ اپنی زبان اُسکے لیے اور فریب کی باتون سے کسی کو فریفتہ کرسکے ۱۲ ...

دروغ ہین اور دروغ دمنہ کا سچ ہو اگر یہی ذہن اور ذکا اور فہم تیرا ہی تو سخن راست تجھپر اثر نہ کریگا اور ہذیانات اور فریب دمنہ کا تجھے از خود رفتہ بنائیگا بیت نواے بلبلت آخر کجا پسند افتد ٭ کہ گوش ہوش بمرغان ہرزہ گو داری ٭ ایضاً ہندی زفرے عندلیب کے سچ ہو وہ کیا سمجھتے ہین ٭ جغد فغان کنان کو جو نغمہ سرا سمجھتے ہین ٭ یہ کہکر باشفتگی تمام اٹھ گئی شیر نے کہا کہ دمنہ کو سلسل کر کے قاضی کے پاس لیجاؤ کہ تفحص و تحقیق قرار واقعی کرے شب کو مادر شیر بہر خلوت شیر مین آئی اور بولی کہ ای فرزند مین ہمیشہ بو العجبی دمنہ کی سنتی تھی اب مجھپر ثابت ہوا کہ یہ شخص اعجوبۂ زمان اور نادرۂ دوران ہو اگر ایسا شخص مجال سخن پائے اور بادشاہ اندک عجلت کو کام فرمائے تو یہ ہزار تگ و پو سے آپ کو بچائے اور کذابیان اپنی بہتر صدق و صفا سے کر دکھائے صریح اسنے ایسے رفیق کو ناحق تیرے ہاتھ سے قتل کروایا اور چرب زبانی سے آپ کو کیسا پاک و صاف بناتا ہی بہتر یہی ہی کہ اسے جلد قتل کر کہ اسکا قتل بھی موجب راحت خلایق اور امن و امان سلطنت ہی مصرعہ تعجیل نکو نیست مگر در عمل خیر ٭ بیت کیا خوب یہ مصراع ہی دیوان ازل مین ٭ تعجیل نہین خوب مگر نیک عمل مین ٭ شیر نے کہا کہ کام مقربون کا حسد ہی اور منازعت اور پیشہ ارکان دولت کا اکثر بدسگالی اور مناقشہ ہی یہ رباعی حسب حال اس گروہ کے ہی رباعی ابنای زمانہ مایۂ شور و شر اند ٭ اندیشۂ نفاق و عین ضرر اند ٭ مانند قطار شتر این فرقۂ دون ٭ با یکدگر اند و در پے یکدگر اند ٭ خصوصاً جو کہ ہنر زیادہ رکھتا ہو اسکے دشمن زیادہ تر ہوتے ہین بلکہ بے ہنر کا دشمن کوئی کم ہوتا ہی ممکن ہی کہ حاسدون نے اسکے دفع کرنے پر اتفاق کیا ہو مادر شیر نے کہا کہ ایسا حسد ہر ایک کو نہین ہوتا ہی کہ حسد سے کسی کا قتل گوارا کرے شیر نے کہا کہ یہ خیال نہ کیجیے حسد وہ آتش ہی کہ جس وقت شعلہ اسکا بلند ہوتا ہی تر و خشک جلا ڈالتا ہی کیا قصہ ان تینون حاسدون کا آپ نے نہین سنا ہی مادر شیر نے پوچھا کہ یہ قصہ کیونکر تھا

حکایت شیر نے کہا کہ تین شخص بایکدیگر ہمراہ ہوکر روانہ سفر ہوے وہ جو سب
مین بڑا تھا اُسنے ان دونون سے کہا کہ تم نے کیا سمجھکر سفر اختیار کیا ہو کہ مشقت
سفر کی بہت ہوتی ہو ایک نے جواب دیا کہ جس جگہہ مین تھا وہان ایسی نیک
صورتین لوگون کے واسطے پیدا ہوتی تھین کہ مین آتش حسد مین جلا جاتا تھا اور
متحمل دیکھنے کا نہوسکتا تھا اس لیے سفر کیا کہ نادیدنی دیکھنے مین نہ آئے دوسرے
نے کہا کہ یہی رنج میرا بھی دامنگیر ہوا اس سبب سے ترک وطن اختیار کیا اُس
تیسرے نے کہا کہ تم دونون میرے ہمدرد ہو مین بھی مبتلا اسی بلا کا ہون **بیت**
کس طرح تو ہی بتا یہ جور مین دیکھا کرون ؛ ساقیا سب بادہ کش ہون اور مین دیکھا
کرون ؛ یہ تینون حاسد باہم چلے جاتے تھے کہ ناگاہ اثناے راہ مین ایک بدرہ
پُرزر دیکھا تینون نے اُسے اُٹھا لیا اور کہا کہ آؤ باہم تقسیم کرین اور وطن کو پھر چلین
اور چندے عیش بفراغت کرین اس گفتگو مین تینون کی رگ حسد جوش مین آئی ہر ایک
راضی اسپر تھا کہ دوسرے کو حصہ نہ ملے یہی خیال تینون کے دل مین جاگزین تھا کہ مین ہی
تنہا لے لون اسلیے متحیر تھے نہ یہ ہمت کہ باہم تقسیم کرین اور نہ راہ مین چھوڑ سکتے
تھے ایک شبانہ روز بے آب ودانہ اُس صحرا مین بدرہ زر کے پاس بیٹھے رہے اور
منازعت کرتے تھے اور فیصلہ قرار نہ پاتا تھا دوسرے روز بادشاہ اُس دیار کا
شکار کو نکلا اتفاقاً گذر بادشاہ کا اسی جگہہ ہوا اُن تینون کو صحرا مین بیٹھا دیکھا
حال پوچھا تینون نے سچ سچ بیان کر دیا کہ ہم تین شخص حسد مجسم ہین اور اسی
سبب سے وطن سے نکلے تھے اور یہان بھی وہی قصہ پیش آیا چاہتے تھے کوئی
حکم معقول ہوتا کہ ہم تین مین فیصلہ کرتا بارے الحمد للہ کہ اب وہ میسر ہوا
بادشاہ نے کہا کہ تم تینون صفت اپنے اپنے حسد کی بیان کرو تا تمھارے
حسد کے فراخور تقسیم بدرے کی کیجاوے ایک نے کہا کہ حسد میرا اس مرتبہ پر ہی

کہ نہین چاہتا ہون کہ کسی پر احسان کرون کہ وہ خوش وقت اور مرفہ الحال ہو جاوے
دوسرے نے کہا تو بہت نیکبخت ہی اور حسد سے تجھے کچھ بہرہ نہین ہی مین وہ حاسد ہون
کہ نہین چاہتا ہون کہ کوئی اور بھی دوسرے پر احسان کرے تیسرے نے کہا کہ تم دونون
اس حال مین بے بہرہ ہو مین نہین چاہتا ہون کہ مجھپر بھی کوئی احسان کرے بلکہ نام احسان
کا جہان مین باقی نہ رہے بادشاہ نے انگشت تحیر کو دانتون مین دابا اور کہا کہ تمھاری گفتار
سے تمھارا کردار ظاہر ہوتا ہی اسکے بعد ہر ایک کو اُسکے اظہار کے موافق سزا دی یعنی
پہلے کو جو کچھ پاس اُسکے تھا چھین لیا اور سر و پا برہنہ اُس صحرا مین چھوڑ دیا اور دوسرے
کے قتل کا حکم دیا اور تیسرے کو حکم دیا کہ انواع عقوبت تا مدت دراز تھوڑا تھوڑا عذاب
اسپر یہان تک بڑھاؤ اور تعذیب کیے جاؤ کہ مرغ روح اُسکا چنگال باز ملک الموت
مین گرفتار ہو جاے نظم آنکہ نیکوئی نخواہد باکسے * نیکوی باوے نباید خواستن *
ہر نہالے کان ندارد میوۂ * از تبرے بایدش پیراستن * رباعی آن درد کہ
درمان نہ پذیر حسد است * آئین حسد قاعدۂ دیو ودوست * گویند حسود خصم
مردم باشد * گرنیک تامل بکنی خصم خود است * سچ یہ ہی کہ کوئی رنج حسد سے زیادہ
نہین ہی اسواسطے کہ حاسد ہمیشہ شادی مردم سے غمناک رہیگا اور راحت غیر سے
دردناک رہے اور یہ مثل اس لیے بیان کی ہی تا معلوم ہو کہ حسد بلاے بد ہی کہ حاسد کو رتبہ
خسر الدنیا والآخرۃ نصیب ہوتا ہی اور مین گمان کرتا ہون کہ قصہ دمنہ کا حاسدونکے
وغدغے سے خالی نہین ہی مادر شیر نے کہا کہ مین حاضران درگاہ کا شیوۂ حسد نہین دیکھتی
ہون بلکہ ایک پر بھی فہم میرا ایسا گمان نہین کرتا ہی تا بکل چہ رسد اور اتفاق سب کا اسبات پر
محض خیر خواہی بادشاہی کی ہی اوّل یہ کہ سب کو تردد ہی کہ شنزبہ سا بزرگ و خیر خواہ اس حاسد
نے بے سبب وجہت قتل کروایا اب زیادہ تر اندیشناک ہین کہ باوجود ایسے گناہ عظیم کے پھر
دمنہ مقبول بادشاہ رہا تو اب ہمارا کسی کا گذارا اسکے ہاتھ سے نہ ہوگا بلکہ غالب یہ ہی

کہ دفعۃً جمیع ارکان دولت اور رعیت اور کسی اقلیم کی راہ مین فقط بادشاہ اور دمنہ رہجائین ای فرزند مین دیکھتی ہون کہ دمنہ وہ بلائے بیدرمان ہی کہ جس نے سلطنت کو برہم کیا ہی تو بھی تجھے ہوش نہین آتا ہی دیکھ اب بھی اس بیحیا کے قتل مین تعجیل کر ورالا بہر تاسف کے سوا کچھ سود نہ بخشیگا شیر نے کہا مین اس کام مین شک رکھتا ہون اور یہ خوف کرتا ہون کہ مبادا اورونکی منفعت کے واسطے میری مضرت نہو جائے یعنی خوشنودی خلایق کے واسطے کہین خشونت خالق مین مبتلا نہون جیسا کہ کار شنزبہ مین تعجیل کی اور ہنوز اُسکی پشیمانی رفع نہین ہوئی ہی اب بہتر یہ ہی کہ تا اس امر مین تحقیق واقعی ہووے بلکہ جب تک خود اپنی رائے کو گواہ دمنہ کے گناہ کا نہ کرون تب تک خونریزی کا حکم نہ دون یہ بات شیر اور مادر شیر مین تمام ہوئی مگر مطلب ناتمام رہا اور ہر ایک اپنی خوابگاہ کو گیا اور دمنہ کو زندان مین لیجاکر طوق و زنجیر مین کیا کلیلہ سوز برادری و آشنائی سے زندان مین آیا جبکہ نظر دمنہ پر پڑی زار زار رویا اور کہا ای برادر کیونکر تجھے اس بلا مین گرفتار دیکھ سکونگا اور لذت زندگانی اب کیا باقی رہی دمنہ رویا اور کہا کہ ای برادر دلنواز مجھے یہ بند گران اور محنت زندان چندان گران نہین ہی مگر رنج یہ ہی کہ تجھ سے شفیق غمخوار کے بغیر کیونکر بسر کرونگا کہ جدائی ایکدم کی موت سے صعب تر نظر آتی ہی کلیلہ نے کہا کہ ای دمنہ یہ روز مجھے اول دن سے معلوم تھا اسی واسطے تجھے سمجھاتا تھا اور ہر چند پند دیتا تھا سودمند نہوتی تھی کہ تجھے اپنی رائے ضعیف و سست پر اعتماد تھا لیکن آخر وہی ظہور مین آیا کہ جو مین نے اول کہا تھا اور اگر مبادا مین موعظت مین تقصیر کرتا تو آج مین بھی تیری خیانت مین شریک ہوتا ای غافل کس کس سرزنش اور شفقت دل سے سمجھایا تجھے کہ علما نے کہا ہی کہ تمام اور ساعی قبل از اجل مارا جاتا ہی اور وہ کیا چیز تھی کہ جس نے ناکرونی پر تجھے دلیر کیا تھا کہ ہرگز میری نصیحت نہ سُنی باوجودیکہ تو خوب جانتا تھا کہ مین محض شفقت سے کہتا ہون نہ نفسیانیت سے اور یہ حال میرے نزدیک بدتر مرگ سے ہی بیت چنین کہ ہست و لت رازغصہ

فرسودن * ہزار بار بہ از بودنست نابودن * دمنہ نے کہا کہ ای برادر جو کچھ کہ حق شفقت تھا کہا تونے اور جو کہ شرط نصیحت تھی بجا لایا تو مگر حرص مال اور تمنائے جاہ نے میری رائے کو ضعیف کر ڈالا اور تیری نصیحت دل پر اثر نہ کرتی تھی باوجودیکہ تیرے فرمانے کو سچ اور درست جانتا تھا اور مضرت اس کام کی بھی میری نظر مین تھی لاکن غلبہ حرص سے برعکس چلا مین جیسا کہ بیمار جانتا ہی کہ خلاف مین حکم طبیب کے رنج اُٹھاؤنگا لاکن ذائقہ زبان اُسے بے عقل کر ڈالتا ہی پس وہی حال میرا ہوا اب جو رنج کہ پیش آئے ہین اُسکا سزاوار ہون اور جو شکایت کرون وہ شکایت اپنے ہی نفس کی ہی از ماست کہ بر ماست اور یہ بیت حسب حال میرے ہی **بیت** من نالہ زبیگانہ ندارم کہ دلم را * ہر غم کہ رسید است ہم از خویش رسید است * کلیلہ نے کہا کہ مرد عاقل وہ ہی کہ کام کے آغاز مین انجام پر نظر رکھے تا اُس کام کے کرنے سے پشیمانی اور کہنے سے پریشانی حاصل نہو کہ وہ پشیمانی اور پریشانی سوائے شماتت اعدا اور ملالت احبا اور فائدہ نہین دیتی ہی بموجب **بیت** کام مین کی جو پہلے نادانی * پھر ہی بیفائدہ پشیمانی * دمنہ نے کہا کہ ای برادر بے غم ہونا صفت مردم دون ہمت کی ہی اور امنی سے گذران کرنا اور خوش جینا کام سفلہ بے حرمت کا ہی اور جو کہ عالی ہمت ہوتا ہی دل اُسکا ایک دم رنج کشی اور فکرہائے دور ودراز سے خالی نہین رہتا ہی کلیلہ نے کہا کہ دولت فانی اور جاہ بے اعتبار کے واسطے رنج گوارا کرنا کام حریص خام بے طمع کا ہی **بیت** از سرا بستان دولت میوہ شادی مجوے * زانکہ کمتر میوۂ زین انقلاب عالم است * لازم تھا کہ مال اور جاہ کے واسطے آپ کو چاہ بلا مین نہ ڈالتا اور نہال حسد وبغض کو چمن سینہ مین نہ سبھلاتا تو آج ذائقہ میوہ بلا و نکبت کیون چکھتا دمنہ نے کہا کہ ای برادر شفیق جو کچھ مجھسے صادر ہوا دیدہ و دانستہ تھا نہ از راہ سہو اور جو تخم بلا کہ مین نے بویا تھا سو آج وہی کاٹنا پڑا ہی بموجب **بیت** زنیکی نیک بینی وز بدی بد * زجو جو روید و گندم زگندم *

یعنی زہر گیاہ کو بویا تھا اسلیے مہر گیاہ کی توقع نہین رکھتا ہون اب کام ہاتھ سے اور
ہاتھ کام سے جا چکا ہی انگشت تدبیر سے گرہ تقدیر کھلنا محال ہی اور مین اپنی خطا پر دانا
اور عیب پر بینا ہون کیا کرون کہ رائے صواب اندیش کو حسد نے مغلوب کر دیا مین ایسا
نہ جانتا تھا اور زبان آرائی پر مجھے دعوی تھا مصرعہ کہ عشق آسان نمود اول ولے
افتاد مشکلہا ۞ اب ایسا معلوم ہوتا ہی کہ میری کشتی حیات گرداب ہلاکت مین غرق
ہونے والی ہی اور آفتاب بقا مغرب فنا مین غروب ہوگا لیکن تا مقدور اپنی خلاصی
مین دریغ نہ کرونگا پر اندیشہ اسکا اب زیادہ ہی کہ تو میرے شہرۂ دوستی مین گواہی
کے واسطے گرفتار نہ ہو اور اگر عیاذاً باللہ تجھے عقوبت کرین تو جو راز میرا تجھے معلوم ہی
صاف کہدینا اور اپنے آپ کو مورد بلا نہ کرنا والا رنج میرا دو بالا ہو جائیگا اور چھوٹنا میرا
تو ممکن نہین ہی دوسری ندامت یہ ہو کہ میرے سبب سے تو گرفتار عذاب ہو اور راستی
و صفائی تیری عالم پر روشن ہی اسکے خلاف نہ کرنا کسواسطے کہ ملاقات میری اور
تیری قیامت پر گئی کلیلہ نے کہا کہ تو جانتا ہی کہ مین متحمل عذاب کا نہو سکونگا اور جو کچھ جانتا
ہون پوشیدہ نہ کرونگا اور کسی طرح اور کسی کے واسطے دروغ نہین کہتے کا لیکن بہتر یہ ہی
پہلے اس سے کہ تجھسے پوچھین تو آپ راست براست کہدے کہ رنج دنیا کا آسان ہی ایکدم
مین ختم ہو جاتا ہی بلکہ قصاص مین نکال آخرت سے پاک ہو جائیگا دمنہ نے کہا کہ مین
دل مین بھی غور کرتا ہون مگر جو کچھ مشورہ دل کا ہوگا اُسے عمل مین لاؤنگا کلیلہ رنجور
اور پر غم اور با چشم نم پھرا اور بستر غم پر گرا اور تمام شب کرب خاطر سے مانند مار سر و دم
بریدہ پیچ و تاب کھاتا رہا اور آخر شب مین راہی ملک بقا ہوا اس عرصے مین کہ قیابین
کلیلہ اور دمنہ کے گفتگو تھی ایک درندہ اُسی مجلس مین مقید تھا جبکہ آنکھ کھلی اور
گفتگو ان دونون کی سُنی پھر نہ سویا اور اُنکی تمام حکایت من اولہ الی آخرہ سنتا رہا
دوسرے دن کہ شیر زرین چنگ بیشۂ مینا رنگ مین نمایان ہوا بادشاہ نے

بیدار ہوکے دمنہ اور قاضی اور تمام ارکان دولت کو بلایا اور مجلس آراستہ کی
اور شیر نے حدیث دمنہ کو تازہ کیا اور کہا کہ زندہ چھوڑنا ستمگارون کا پرہیزگارون
کے قتل کرنے کے برابر ہی اور نیکی کرنا بدون سے ستم نیکون پر کرنا ہی بیت نکوئی بابدان
کردن چنان ست بد کہ بدکردن بجاے نیکمردان بد اور جو کوئی کہ باوجود قدرت قاہر کو
زندہ چھوڑے گا یا ظالم کی مدد کریگا جور وظلم مین شریک اُسکا ہوگا وہ سخت سزا پائیگا
شیر نے قضات کو الزام دیا کہ کار دمنہ مین تاخیر کیون کرتے ہو جو کچھ خیانت یا دیانت ثابت
ہوئی ہو بیان کیون نہین کرتے ہو اُس وقت کہ قضات اور اشراف خاص وعام مجمع عام
مین تھے وکیل قاضی نے حاضران مجلس کی طرف مُنھ کیا اور کہا کہ بادشاہ کو تحقیق حال دمنہ
مین مبالغہ تام ہی اور فرماتا ہی کہ تا مہم دمنہ اختتام نہ پائیگی اور کام نہ کرونگا اور دمنہ
کا حال اس طرح تحقیق کیا جائے کہ شرع کے موافق ہوا ور مقتضاے عقل سے بھی دور نہو
اور شایبہ نفسانیت اُس مین شامل نہونے پائے اب لازم ہی کہ جو کچھ حق معلوم ہو
ہر ایک بیان کرے کہ اس ضمن مین فائدے بہت سے متصور ہین ایک یہ کہ حق کی یاری
کرنا علم راستی بلند کرنا ہی دوسرے آئین مروت اور فتوت دین کو جاری کرنا اور
بناے ظلم کو گرانا اور اساس ستم کو منہدم کرنا اور خائن کو گوشمالی دینا موافق
رضاے خالق اور ملائم طبائع خلائق ہی تیسرے رستگاری پانا ارباب مکر و فساد
سے امین رہنا اصحاب عناد سے حاصل ہوتا ہی جب کہ وکیل قاضی نے یہ بات تمام
کی اور منتظر جواب کا ہوا سب حضار محفل خاموش ہوگئے اور کسی نے جواب
کچھ نہ دیا کس لیے کہ دمنہ کی حقیقت مفصل کسی کو معلوم نہ تھی قیاس سے جانتے
تھے اس واسطے اندیشہ کرتے تھے کہ اگر ہم کچھ کہین اور بادشاہ اُسکے قتل کا
حکم دے تو ہم مبادا خون ناحق مین ماخوذ ہون جبکہ دمنہ نے سب کا یہ حال
دیکھا دل اُسکا مانند نسیم بہار تازہ اور مانند گل نو شگفتہ ہوا اور کہا

کہ اے اکابر دین و دولت آگاہ ہو کہ مین بیگناہ ہون اگر مجرم ہوتا تو مقابلے مین
اتنے عالی منزلتون کے کہ اسوقت کلہم اجمعین میرے قتل پر ناحق کمر باندھے ہین
ہوش بر جا نہ رکھتا بلکہ یارائے کلام باقی نہ رہتا لیکن چونکہ پاک ہون اس لیے
بیباک ہون اور تمھین سب کو قسم دیتا ہون کہ جو میرے قضیے سے آگاہی رکھتا ہو
راست براست بیان کر دے اور رعایت میری نہ کرے مگر نفسانیت کو بھی دخل
نہ دے کیونکہ اوّل تو رائے جہان آرائے شہریار آئینۂ حق نما ہی کہ حق کو باطل سے جدا
کر ڈالیگی دوسرے اللہ تعالیٰ کہ سمیع و بصیر ہی اُسنے بھی ہر عمل کے واسطے جزا و شر کی
سزا مقرر رکھی ہی اگر آج میرے واسطے بہ تقاضائے نفس بدی چاہیگا کل دار جزا مین
کیا کرے گا اور بادشاہ عالم پناہ اُسکی نفسانیت پر اپنے ضمیر منیر پر مطلع ہوگا تو بھی خالی
سزا سے نہ چھوڑیگا اب لازم ہی کہ بے شائبہ ظن و تخمین بلکہ ازروے صدق و یقین شہادت
ادا کرے اور اظہار حق مین مطلق دریغ نہ فرمائے اور اگر کوئی ازروے حسد مجھکو معرض تلف
مین ڈالے گا اُسے وہ پہونچے گا جو اُس طبیب بے علم و عمل کو پہونچا وکیل قاضی نے پوچھا کہ وہ
کیونکر تھا **حکایت** دمنہ نے کہا کہتے ہین کہ ایک مرد بے سرمایہ دانش اور بے پیرائیہ تجربہ
نے دعویٰ طبابت کیا نہ علم طبابت کا رکھتا تھا نہ بصیرت حکمت اور دوا کے پہچاننے مین
اتنی یہان تک جاہل تھا کہ جوز ہندا اور درمنہ ترکی مین فرق نہ کرتا تھا اور تشخیص امراض
مین اس مرتبہ بیگانہ تھا کہ رمد اور نقرس مین امتیاز نہ رکھتا تھا اور دوا کے بنانے مین
خیساندے اور جوشاندے کو جدا نہ جانتا تھا اور نسخہ لکھنے کی کیفیت اور کمیت غذا و
شربت سے مطلق آگاہ نہ تھا **بیت** بد علاجے کہ ہر کہ نسخہ او + دید و یگر ندید روے
حیات + چنانچہ سودا کے یہ اشعار اُسی بزرگ کی شان مین موزون ہوے ہین
ابیات صاحب بحیش کو بتایا کٹول + واسطے ہیضے کے لکھا اسپغول + لکھدیا
مجنون کو شیر شتر + کہا مستسقی کو جا فصد کر + جسکو یہ سمجھا کہ اسے ہی صرع +

کہنے لگا دو اِسے مارا القرع ؛ تھا متوطن وہ شقی روم کا ؛ بستی مین رکھتا تھا اثر بوم کا ؛
شکل تھی شیطان کی درویش نام ؛ سچ ہی ہلاکو کے تھا قائم مقام ؛ اُس شہر مین کہ
اُس شخص نے دکان جہالت کھولی تھی اور شہرہ مردم کشی بلند کیا تھا ایک اور طبیب
تھا نہایت ہنر سے آراستہ کہ دم اُسکا مانند دم عیسیٰ جانبخش اور قدم اُسکا مثل حضرت
خضر کے فرح بخش تھا چونکہ عادت روزگار غدار کی ہمیشہ سے یون ہی کہ ہنرمندون کو
اپنے دسترخوان سے سوائے نوالہ محنت اور لقمہ نہین دیتا ہی اور بے ہنرون کی امداد
مین دریغ نہین کرتا ہی اتفاق یہ ہوا کہ مرد باہنر کی جب کہ روشنائی چشم جاتی رہی
گوشۂ کاشانہ مین بیٹھا اسکے بعد اس جاہل کی دوکان طبابت زیادہ ترچمکی **بیت**

پری نہفتہ رخ و دیو در کرشمہ و ناز ؛ بسوخت عقل زحیرت کہ اینچہ بوالعجبی ست ؛

اندک فرصت مین اُسکی شہرت کاذبہ زبان عوام پر جاری ہوئی اور اُس شہر کے شہریار
کی ایک بیٹی تھی کہ مطلع حسن سے ایسے آفتاب نے کبھی طلوع نہین کیا تھا اور عطرفروش
صبا نے اُسکی زلف مشکبار کی طرح اور نافہ کبھی نہین کھولا تھا اُسکو اپنے برادرزادے
سے تزویج کیا تھا بمجرد نکاح ہونے کے وہ حمل سے ہوئی اور بعد انقضاے مدت حمل وقت
وضع کے ایک مرض مہلک حادث ہوا اور قریب بہ ہلاکت پہونچی طبیب دانا کو بادشاہ نے
طلب کیا اور حقیقت حال بیان کی حکیم حاذق نے خوب تشخیص کرکے یہ تجویز کیا کہ اسکی دوا
سوائے مہران کے اور نہین ہی وہ چار رتی مشک خالص اور دارچینی سے باہم ملاکے شربت
تبرزد مین آمیختہ کرکے بیمار کو کھلادو انشاء اللہ تعالیٰ فی الحال صحت کامل ہوگی پوچھا کہ ای
طبیب وہ دوا کہان ملیگی اُسنے کہا مین نے شفاخانہ بادشاہی مین دیکھا ہی کہ سیم خام کے ڈبیہ
مین رکھی ہی اور اُسپر زر سرخ کا قفل دیا ہی اب نابینائی کے سبب سے مین مجبور ہون کوئی اس پتے
سے کہ جو پتا مین نے دیا ہی ڈھونڈھ لے آئے اس حال مین وہ طبیب جاہل آیا اور کہا کہ پہچاننا
کام میرا ہی اور ترکیب اُسکے بنانے کی مین خوب جانتا ہون آخر وہ شفاخانے مین

آیا اُسی طرح کے ڈبے کو ڈھونڈھتا تھا اور اُس طرح کے ڈبے بہت تھے متحیر ہوا کہ کیا کرون
آخر ایک ڈبا رجماً بالغیب ہاتھون مین لے کر باہر آیا قضارا اُس ڈبے مین زہر ہلاہل تھا
اور اُس کمبخت جاہل کو مہران اور زہر ہلاہل مین کچھ تمیز نہ تھی زہر کو نکال کے اور اجزاے
مذکور کے ساتھ ملا کے شاہزادی کو دیا گلے سے اُترتے ہی شہزادی ہلاک ہو گئی
بادشاہزادے نے اپنا سر زمین پر دے ٹپکا اور حد سے زیادہ غم کیا اور اُسی رنج مین کہا
کہ بقیہ اُس دوا کا اُس طبیب بے حیا کو کھلا دو کھانے کے ساتھ وہ بھی سرد ہو گیا اور
پاداش عمل نا ملائم کی فی الحال پائی **بیت** نیکو مثل است اینکہ ہر کس بد کرد *
بد با دگرے نہ کرد ہم با خود کرد * یہ مثل اس لیے لایا ہون مین کہ معلوم ہو کہ جو کام کہ کوئی
جہالت سے کرتا ہی انجام اُسکا ناپسندیدہ ہوتا ہی اور جو کام کہ گمان اور شبہہ سے کیا جاتا
ہی متضمن خطرہاے کلی کا ہوتا ہی ایک حاضران مجلس سے بولا کہ اے دمنہ یہ بات
بیان کی محتاج نہین ہی کہ تیرا خبث باطن خواص پر ظاہر اور ناپاکی تیری طینت
کی سب عوام پر روشن ہی قاضی نے کہا کہ یہ بات کہان سے کہی تو نے اور اُسکے واسطے
حجت اور دلیل کیا ہی اُسنے کہا کہ حکماے قیافہ شناس نے لکھا ہی کہ جو کشادہ ابرو ہو اُسکی
بائین آنکھ سے داہنی آنکھ چھوٹی ہو وائم اختلاج[۱] یعنی پھڑکتی ہوا ور بینی اُسکی جانب چپ کو
مائل ہو اور اکثر اُسکی نظر زمین کی طرف رہتی ہو یعنی تل نظر ہو تو اُسکی ذات نا مبارک مجمع فساد
اور مکر اور مستجمع فجور[۲] و غدر ہوتی ہی اور وہ علامتین سب اسمین موجود ہین دمنہ
نے جواب دیا کہ احکام الٰہی مین دخل سہو و خطا کا نہین ہی **بیت**

غلط و سہو بر من و تو روا است	بر جہان آفرین غلط کردد

یہ علامت کہ بیان کی تو نے اگر دلیل صدق اور برہان حق ہو سکتی ہی تو عالم
نے گواہ اور سوگند سے رستگاری پائی اور حاجت قاضی اور مرافعہ[۳] اور
محاکمہ کی کچھ باقی نہ رہی پس اسکے سوا نیک کی ثنا اور بد کی مذمت کرنا چاہیے

[margin notes:] رجماً بالغیب = گمان بردن ۔ کمبخت = بدبخت ۔ شکستن دل = تفرقہ ۔ مرافعہ = رجوع بحاکم ۔ اختلاج = پھڑکنا ۔ فجور = بدکاری ۔ مبارز = جنگ آور

کیونکہ اس علامت سے یا اسکے بالعکس سے کوئی شخص خالی نہین اور اسکا دفع از خود
کوئی نہین کر سکتا ہی پس چاہیے کہ اس حکم پر پاداش اسباب شر کی اور جزا اہل خیر کی
جاری رہے اور چاہیے کہ احکام شرع صفحۂ عالم سے محو ہو جائین اور مین نے نعوذ باللہ
اگر یہ گناہ بھی کیا ہوتا تو ہر آئینہ بے جرم ہوتا کہ دفع اسکا میرے امکان سے باہر تھا
اور تقدیر الٰہی پر کسی کو مواخذہ نہین پہونچتا ہی بموجب بیت مکن درین چمنم سرزنش
بخودروئی + چنانکہ پرورشم میدہند میرویم + اب چاہیے کہ مین بقول تیرے اس
بند بلا سے کہ برہان جہل ونادانی ہی رستگاری پاؤن والا ایسا کلام یعنی حضور مین
بادشاہ کے اور محفل فضلا اور امرا مین کہنا لائق نہین ہی بیت سخن سے حال کھلتا ہی بشر کا
مثل ہی تانت باجی راگ بوجھا + جب دمنہ نے ایسا جواب دیا سب حاضران مجلس نے
مہر سکوت لب پر رکھی اور اسکے بعد کسی نے دم نہ مارا قاضی نے حکم دیا کہ دمنہ کو پھر زندان
مین لیجاؤ جبکہ دمنہ مجلس مین آیا تو ایک بوزینہ دوست کلیلہ کا اُس راہ سے گذرا
اُسے بلا کے کہا کہ کل خبر کلیلہ کی کچھ نہین پائی ہی بوزینہ نے آہ سرد کھینچی اور رو دیا دمنہ نے
گھبرا کر پوچھا کہ ای بوزینہ سچ کہہ کیفیت حال کیا ہی اُسنے کہا کہ ای دمنہ کیا مین کہون
کہ وہ یار وفادار تیرے غم مین اپنا بار سر منزل فنا سے اُٹھا کے دار بقا کو لے گیا اور داغ
فراق مصاحبون اور ہمدمون کو دے گیا اور مطلع گویا کا پڑھا مطلع اُٹھ گیا یار اکیا
باعث + ہاے مین مرنہ گیا کیا باعث + جبکہ کلیلہ کے مرنے کی خبر دمنہ نے سُنی بیہوش ہو گیا بعد
ساعت کے ہوش مین آیا بانالۂ جانکاہ چلایا اور زار زار روتا تھا اور یہ اشعار پڑھتا تھا
نظم خون ہمیشود ز دیدہ روان وامصیبتا + سرمی زند ز شیشہ فغان وامصیبتا +
اقلیدس زمان وارسطوے عہد رفت + زین کہنہ عالم گذران وامصیبتا +
درعین فصل گل بہ گلستان عشرتم + ناگہ وزید باد خزان وامصیبتا + بگذشت
از جہان وبدلہا گذاشت داغ + جان جہان وحید زمان وامصیبتا + اور کبھی

یہ شعر مولف کا تکرار کرتا تھا بیت عدم مین قافلہ یاردن کا آہ جا پہونچا + بسان نقش قدم ہم ہین وا پسینون مین + جبکہ دمنہ نے زاری حد کو پہونچائی بوزینہ نے نصیحت آغاز کی کہ ای دمنہ جان تو کہ طغرا نویس ازل نے نام بقاے جاودانی کسی آفریدہ کے نامۂ زندگانی پر رقم نہین کیا ہی اور نقاش موجودات نے نقش حیات صفحات ممکنات پر سواے رقم کُلُّ شَیۡءٍ ہَالِکٌ اِلَّا وَجۡہَہٗ ثبت نہین فرمایا ہی اور خیاط کارخانہ عدم نے جامہ وجود کا بغیر رشتہ عدم نہین سیا ہی اور فراش قدرت نے شمع زندگانی کو بے شمول تند باد آفت اجل روشن نہین کیا ہی ای دمنہ گلستان عمر کسی کا باد خزان مرگ سے محفوظ نہ رہے گا یہ شربت وہ ہی کہ سب کو پینا ہوگا اور یہ وہ محنت ہی کہ بار اسکا ہر ایک کو اُٹھانا پڑے گا مرہم اس زخم کا سواے صبر کے بنایا نہین ہی اور نسخہ اس مرض کا بجز شکیبائی کے نہین تحریر کیا ہی بیت صبوری ضرورست کین درد دل را + بغیر از صبوری علاجے نباشد + اور یہ مصرع گویا کا واسطے تسکین کے کافی ہی ۵ ہی یہ وہ درد کہ جسکا کبھی درمان نہوا + ای دمنہ خیال ماضی سے درگذر اور بموجب شعر مؤلف کے فکر مستقبل کر بیت صبر کر ای دل ابھی روتا ہی کیا + آگے آگے دیکھہ تو ہوتا ہی کیا + دمنہ نے ان باتون سے فی الجملہ تسکین پائی اور کہا کہ اس جزع مین حق میری طرف ہی کلیلہ سا دوست مشفق اور ناصح مہربان کہ مین ہر حادثے مین پناہ اُسکی طرف لیجاتا تھا اور ہر مہم مین نصیحت اُسکی پشت پناہ میری تھی اور جو کچھ کہ نقد اسرار عالم غیب السموات نے اُسکے خزینۂ دل مین امانت رکھا تھا آسمان کو اُسپر ہرگز اطلاع نہ تھی اور جاسوس زمانہ ہمیشہ اُس کی اطلاع سے محروم تھا افسوس کہ ایسے دمساز نے میرے سر سے سایہ اُٹھالیا اور گوشۂ کاشانۂ دُنیا مین مجھے بے رفیق و مونس محروم چھوڑ گیا اب میری زندگانی بدتر از مرگ ہی گو مین درنیولا بتلاے

۴ طغرا بالفتح نشان بادشاہی فرمان سلاطین سند ۱۲

۵ ہم اسکا نہ ہوا یعنی ہونیوالی ہی مگر ذات ہی پروردگار کی ۱۲

بلاے عظیم ہون پر اُسکی زندگانی تک مطلق کسی بات سے نہ ڈرتا تھا بلکہ یقینی جانتا
تھا کہ اُسکی راے صواب اندیش ایک آن مین مشکلکشا میری ہو گی واحسرتا کہ اب سواے
مرگ کوئی چارہ باقی نہ رہا یہ کہا اور رویا اور یہ شعر گویا کا پڑھا بیت خاک مین
اُسکے ملانے کے لیے گردش مین تھا ۔ مرگیا اب وہ تو ساکن آسمان ہو جائیگا ۔ بوزینہ
نے کہا کہ اے دمنہ سچ ہی کلیلہ ایسا تھا لیکن زمانہ خالی نہین رہتا ہی بیت غم مخور گرزین
چمن شاخ گلے پژمردہ شد ۔ روے نسرین تازہ ہست وجعد سنبل تابدار ۔ دمنہ نے کہا
درست ہی تیری ذات بھی تدارک ہر خلل کا اور دفع ہر ضرر کا کر سکتی ہی اور آج سے
تو بجاے کلیلہ برادر میرا ہی اور ہاتھ لا کہ عقد مواخات تجھسے باندھون آخر دونون نے
عہد و پیمان برادری محکم کیا دمنہ نے کہا کہ اے برادر جب تک کہ مین قید ہون تو اتنی
تکلیف کر کہ شبانہ روز دولت خانہ شاہی پر حاضر رہا کر اور میرے باب مین جو گفتگو سنے
اُس سے مجکو آگاہی دیا کر بوزینہ نے دمنہ کے کہنے کے موافق عمل کیا دوسرے دن مادر
شیر آئی حیرانی اور پریشانی شیر کی دیکھکر مضطر ہوئی اور دل مین کہا کہ اگر زیادہ غصہ
کرتی ہون تو شیر برہم ہوتا ہی اور اگر سستی کرتی ہون تو دمنہ بچا جاتا ہی اور قضیہ
مہمل رہتا ہی یہ سمجھکر اتنا کہا کہ مجھے کیا کام ہی کہ بادشاہ کے مقدمات مین دخل دون
جیسا جانے ویسا کرے ہر کوئی اپنی مصلحت خوب جانتا ہی یہ سنکر شیر نے کہا کہ اے مادر
مہربان اہل نصیحت کو لازم ہی کہ بلا اندیشہ بات کہنے کی کہین اور تیری بات کہ میرے
نزدیک بلا شائبہ نفسانیت سے مبرا ہی پھر جو کچھ لائق بیان کے ہی اُسے کیون
نہین فرماتی ہی مادر شیر نے کہا کہ بادشاہ راست دروغ مین فرق نہین کرتا
ہی اور منفعت اپنی مضرت سے جدا کرنا نہین جانتا ہی اور اگر دمنہ نے
فرصت پائی تو وہ فتنہ اُٹھائے گا کہ راے سب کی اُسکے تدارک مین
عاجز ہو جائیگی شیر نے کہا کہ جلد قضات مع دمنہ حاضر ہون جبکہ سب

حاضر ہوے قاضی بولا کہ اے حضار کار دمنہ کے باب مین تم کیا کہتے ہو کسی نے جواب نہ دیا جبکہ سب خاموش رہے قاضی نے دمنہ سے کہا کہ اگرچہ کوئی اسوقت جواب نہین دیتا ہی مگر سب کا دل تیرے گناہ پر گواہ اور تیرے قتل پر سب کا اتفاق ہی بس تجھے اس حال مین کیا لطف زندگانی ہی اب تیری فلاح دارین اسمین ہی کہ اپنے قصور پر اعتراف کرے اور اس راست گوئی سے عقوبت آخرت سے نجات پائے اور تیری موت مین بہر نوع دو فائدے ہین ایک یہ کہ اس کاؤن کاؤن سے ہم سب رہائی پائینگے اور دوسرے یہ کہ تو عذاب دنیا اور عقاب عقبیٰ سے مخلصی پاتا ہی

زیرکان گویند کاندر مرگ نوعی راحت ست — در بیان این سخن بر خلق منت می نہند
گفتہ اند آنکس کہ میرد خالی از دو حال نیست — یا بدی باشد کہ خلق از جور او کمتر جہند
یا کم آزاری نکو خلقی کہ خلق روزگار — مہر او ورزند وا ورا در دل خود جا دہند
گر نکوکارست زین زندان محنت وارہد — ور بد اندیش ست خلق از محنت او وارہند

تو اے دمنہ اگر اپنے گناہ پر اعتراف کرے تو دو فضیلتین تجھے حاصل ہوتی ہین اور اُسکا ذکر عالم مین باقی رہیگا ایک یہ کہ اعتراف اپنی خیانت کا نشان ہی حق گوئی اور جوانمردی کا اور بسبب راستگوئی کے اختیار کرنا ملک بقا کا اور دوسرے یہ کہ شہرۂ فصاحت زبان آوری اور بلاغت سخن گستری تیرا مشہور ہوگا کہ ایسے جواب دلپذیر اور عذر معقول تقریر کیے کہ افواہ خاص و عام مین قیامت تک یہ ذکر باقی رہیگا باوجودیکہ سب جانتے تھے کہ جرم اُسکا بیشک تھا مگر اس طرح کا زبان آور تھا اور ایسے جواب عقلی ہر کسی کو دیتا تھا کہ مجال کلام باقی نرہتی تھی اب یہی بہتر ہی موت نیکنامی کی بدنامی کی زندگانی سے عزیز تر کہ اُسکا تذکرہ قیام قیامت تک عالم مین قائم رہے اور قصاص کے باعث عقوبت عقبیٰ سے نجات پائے ورنہ بہر حق حق ہی اگر کوئی پہلو تحقیق کا نکل آیا تو بادشاہ قصد قصاص کا کریگا اُس وقت یہ نیکنامی بھی باقی نرہیگی

بلکہ یہ سب کہینگے کہ اگرچہ فتنہ پردازی مین ہزار نوع سے زبان آوری اور بلند پردازی کی مگر اہل محفل سلطانی کے کہ ایک ایک حکیم بے بدل تھا کب چھوڑتے تھے آخر مطلب کو کھول ہی لیا اُسوقت یہ دونون فائدے تیرے ہاتھ سے جاتے رہینگے بہتر یہی ہی کہ جو حق ہو اُسپر خود اعتراف کر **بیت** مردن کس بہ نیک فرجامی ✣ بہتر از زندگی بدنامی **ایضاً** نیکنامی سے ہی مرنا زندگی سے خوب تر ✣ زلیست بدنامی کی مرجانے سے ہی معیوب تر دمنہ نے کہا کہ قاضی کو فقط گمان پر بغیر دلیل روشن کے حکم کرنا نہ چاہیے بفحوائے اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ اور اگر بمقتضی بھی ہی شبہہ پڑا ہوا اور طبیعت میرے گناہ پر قرار پکڑتی ہی تو ویسا فرماؤ لیکن مین اپنے کام مین دلیل بہتر لاتا ہون پس گمان غیر کو کیونکر اپنے یقین پر غالب کرون اور یہ بات نہ بطریق فتویٰ درست ہی اور نہ بقاعدہ تقویٰ کہ بمجرد گمان کے خون ثننر بہ مجھپر ثابت کرتے ہو اور اعتقاد فاسد کو میرے حق مین جائز رکھتے ہو پس جو مین اپنے قتل پر بے موجب راضی ہون تو کس تاویل سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک کہ مالک ذات کل موجودات کا ہی عہدہ خطاب وَلَا تُلْقُوا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّهْلُکَةِ سے بچون اور ظاہر ہی کہ ہر ایک کا حق اُس پر غیر کی ذات سے زیادہ تر ہی پھر بھلا کس طرح بدخواہ اپنے نفس کا بے جرم و خطا ہون اے قاضی اس بات سے درگذر لازم حق شناسی یہ ہی کہ حاکم شرع بغور تمام حق و باطل مین امتیاز کرے اور حرف لغو اور حکم بیجا سے احتراز کرے نہ بے ثبوت قصور حکم دے بیٹھے اور تو تو ہمیشہ راستگو اور عادل تھا اب میرے ضعف طالع سے اس حادثے مین طریق احتیاط کو کنارے رکھکر ارباب غرض کے گمان پر دیدۂ رائے کو رمدِ غفلت سے بند کرتا ہی بقول گویا **نظم** سحاب ہی تو ہر نوع مزرع عالم ✣ ہوا ہی برق جفا کیون ہمارے خرمن کو ✣ ہر ایک سر کو ہی ظل ہما ترا سایہ ✣ بنا ہی تیغ بلا کیون ہماری گردن کو ✣ قاضی کو کہ محکمۂ دانش مین قبالہ ہنرپروری توقیع احکام سے مسجل رکھتا ہی یون چاہیے

بعض گمان گناہ ہیں
نزدیک اُس کے
مت ڈالو اپنے ہاتھوں
ہلاکت کی طرف
نفع پہنچانیوالا

کہ بغیر اس شہادت کے یقین صافی سے آراستہ ہو حکم نہ دے اور اگر اسکا خیال
نہ رکھے گا تو اُسے وہ پہونچے گا جو اُس بازدار کو پہونچا قاضی نے پوچھا کہ یہ قصہ کیونکر
تھا حکایت دمنہ نے کہا بیان کرتے ہین کہ ایک مرزبان تھا دانش و فراست مین
معروف اور حسن صفات سے موصوف اُسکی ایک جورو تھی بحسن آفت جان اور بغمزہ
فتنہ جہان باوصف اس حسن و دلربائی کے عفت اور پارسائی مین بھی بیمثل تھی. نظم
دیدہ فروبستہ زکار جہان ٭ گشتہ بس پردۂ عفت نہان ٭ آئینہ نادیدہ جمالش زدور ٭
بود ز ہمراہی سایہ نفور ٭ لمؤلفہ بیت نگاہ اُسکی قدم پر تھی حیا سے ٭ زہے گل
جسکو شرم آئے صبا سے ٭ اور اُس مرزبان کا ایک غلام تھا بہت بیباک اور
ناپاک اُسکی خدمت مین اُس کور نمک مردود کی اُسپر نظر پڑی مرغ دل اُسکا
اُسکے دام عشق مین پھنس گیا اُس غلام نے ہرچند تدبیر وصال عفیفہ کی ہرگز اُسنے
قبول نہ کیا اور کوئی تدبیر کارگر نہوئی بیت برو این دام بر مرغ دگر نہ ٭ کہ عنقارا
بلندست آشیانہ ٭ جبکہ وہ نمک حرام محروم ہوا بدنفسون کی سیرت کے موافق
چاہا کہ اُسکے حق مین ایسا فتنہ اُٹھائے کہ جان اور حرمت اُسکی برباد ہو جائے
اور اُسکے بعد دو طوطے خرید کر کے اُسنے زبان بلخی مین اُنھین یہ پڑھانا شروع
کیا ایک یہ کہتا تھا مین نے ساربان کو کدبانو کے ساتھ سوتا دیکھا ہی دوسرے
کو سکھایا کہ مین اس مقدمے مین کچھ نہین کہتا ہون ایک دن مرزبان محفل
شراب آراستہ کر کے بہ فراغت مسند نشاط پر بیٹھا تھا بازدار آیا اور دونون
طوطے بطور ہدیے کے نذر گذرانے ان طوطون نے خوش زبانی سے
ترانہ سرائی اور زمزمہ پیرائی شروع کی اور وہی دونون کلمہ تکرار
کرتے تھے مرزبان بلخی نہ سمجھتا تھا مگر مناسب الفاظ اور خوش لحنی سے
اُنکی مسرور ہوتا تھا آخر اپنی عورت کو دونون طوطے سپرد کیے کہ اچھی طرح

رکھے وہ عورت بچاری زبان بلخی سے آگاہ نہ تھی مگر دشمنون کو دوستون کی طرح
پرورش کرتی تھی بیت نفس را پروردم آخر خود شدم رسوا ازو ✤ من چہ دانستم
کہ خصم خویش را می پرورم ✤ اور اس قدر فریفتہ طوطون کی خوش الحانی پر
ہوئی کہ کبھی انکے بغیر بزم شراب مین نہ بیٹھتی تھی القصہ ایک گروہ بخارا بلخ
سے مرزبان کے گھر وارد ہوا مرزبان نے محفل مہمانی اُنکے واسطے ترتیب دی
اور طوطون کو بھی مرزبان نے اُس محفل مین منگوایا اُنھون نے وہی دو کلمے کہنے
شروع کیے مہمان کہ واقف اُس زبان کے تھے بس اُن الفاظون کے سُنتے ہی
متحیر ہوکر سر خجالت سب نے جھکا لیا مرزبان نے فراست سے معلوم کیا کہ مہمان منغص
ہوے اور نشاط اُنکی زائل ہوگئی یہ کیا سبب ہی پوچھا کہ سبب اس افسردگی کا
کیا ہی ہرچند اُنھون نے عذر اور حیلے کیے ہرگز مرزبان نے نہ سُنے ایک نے
اُن مین سے کہ جرائت و جسارت زیادہ رکھتا تھا کہا کہ اے مرزبان یہ طوطی
جو کہتے ہین تو نہین سمجھتا ہی مرزبان نے کہا کہ مین ہرگز یہ زبان نہین سمجھتا ہون مگر انکی
خوش الحانی پر البتہ دل دادہ ہون تم مجھے اسکے معنے سے آگاہ کرو **بیت**
من ندیدم گہے سلیمان را ✤ چہ شناسم زبان مرغان را ✤ اُنھون نے طوطون کے معنے
سے مرزبان کو آگاہ کیا پس وہ سُنتے ہی متغیر ہوا اور نہایت شرمندہ ہوکر کہا کہ اے
عزیز و مین مطلق اس حال سے آگاہ نہین تھا والا دانستہ مین یہ رسوائی کیونکر قبول
کرتا بلکہ ہمارے شہر مین یہ رسم ہی کہ جس گھر مین زن بدکار ہو جب تک کہ اُسے قتل
نہ کرلین کھانا نہین کھاتے ہین یہ گفتگو باہم تھی کہ بازدار نے کہا کہ مین نے بارہا یہ
حال اپنی آنکھ سے دیکھا ہی مگر مارے خوف کے زبان پر نہین لایا مرزبان زخود رفتہ
ہوگیا اور حکم دیا کہ جلد اُسے قتل کرین جبکہ عورت کو خبر پہونچی اُس نے پیغام
بھیجا کہ اے مرد اگر میری ہلاکت پسند کرے خواہ بقا تجھے اختیار ہی لیکن

اس کام کو خوب تحقیق کرلے تعجیل نہ فرما کہ میرا قتل ہر دم تیرے اختیار مین ہی مگر
ارباب خرد ہر کام مین خصوصًا مقدمۂ خون مین تامل واجب جانتے ہین اسیواسطے
کہ اگر وہ شخص لائق خونریزی کے ہی تو فرصت باقی ہی اور عیاذًا باللہ اگر تعجیل کی اور بے گناہ
قتل ہوا اور پھر معلوم ہوا کہ مقتول بے گناہ تھا پھر اُسکا تدارک دائرۂ امکان سے باہر
ہو جائیگا اور اُسکا وبال ابد الآباد تک باقی رہیگا بیت بے تامل مکوش در آزار
تا پریشان نگردی آخر کار ٭ مرزبان نے اُسکو مجلس کے نزدیک بلا کے پیش پردہ
بٹھایا اور بازدار کا حال اور طوطون کا حال اُس سے کہا کہ یہ طوطی انسان کی جنس سے
نہین ہین کہ انکی بات غرض نفسانی پر محمول ہو جو کچھ اُنھون نے دیکھا ہی سو کہتے ہین اور
بازدار بھی اُنھین کے موافق گواہی دیتا ہی اور یہ ایسا جرم نہین ہی کہ زبان آوری
اُسکی عذر بن سکے عورت نے کہا کہ میرا تدارک از جملہ فرائض فرض ہی مگر جسوقت تحقیق
اُسکی بواقعی ہو پھر ایک دم بھی تامل میرے قتل مین نہ کرنا مرزبان نے کہا کیونکر تحقیق
اُسکی ہو عورت نے کہا مردم بلخی سے پوچھو کہ یہ طوطے سواے ان دو کلمون کے اور
بھی الفاظ سے آشنا ہین اگر ان کلمون کے سوا اور بات نہین جانتے ہین تو جانیو
کہ اس بیحیا نے کہ مراد جسکی مجھ سے حاصل نہوئی خباثت نفس سے یہ دو کلمہ انکو سکھائے
ہین تا میرے قتل سے دل شاد کرے اور اگر اور بھی کلمات بلخی یہ طوطے جانتے ہین تو
خون میرا تجھپر حلال ہی اور زیست میری مجھپر حرام ہی مرزبان نے احتیاطًا تین دن
مہمانون سے تفتیش کی طوطی سواے ان دو کلمہ کے اور کچھ زبان پر نہ لائے جبکہ یہ یقین
معلوم ہوا کہ وہ عورت اس گناہ سے پاک ہی اُسکے قتل سے درگذرا اور بازدار کو بلوایا
بازدار بشوخی تمام باز ہاتھ مین لیکر بامید انعام حاضر ہوا عورت نے کہا کہ اے غدار ستمگار
کیا تو نے دیکھا تھا کہ مرتکب مین اِس گناہ کی ہوئی تھی بازدار نے کہا ہان بمجرد ہان کہنے کے باز نے جست
کرکے بازدار کی آنکھ نکال لی عورت نے کہا کہ جو کوئی نادیدہ گواہی دے اُسکی یہی سزا ہوتی

ہی الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ نے جزا اس تہمت کی بواقعی دی **بیت** برکندہ بہ آن چشم کہ بدبین باشد ٭ بدبین ہمہ جا در خور نفرین باشد **للمؤلفہ بیت** بُرا اُسکا ہوا جسنے کسی کا کچھ بُرا چاہا ٭ ہمیشہ دیکھتے رہتے ہین ہم گردش مین گردون کو ٭ پس یہ مثل اس لیے لایا ہون کہ تا معلوم ہو کہ تہمت پر دلیری کرنا اور نادیدہ گواہی دینا مخرب دین اور فضیحت کنندہ آخرت ہوتا ہی جب کہ کلام دمنہ کا تمام ہوا واقع نگار نے خبر من وعن لکھکر شیر کو گذرانی مادر شیر نے کہا کہ ای برخوردار اہتمام میرا دمنہ کے کام مین اس لیے زیادہ ہی کہ یہ ملعون آگاہ ہو چکا ہی کہ بادشاہ کو مجھ سے بدگمانی ہی اگر اب کی مخلصی پائی تو مقرر کام تیرا تمام اور حال رعیت اور حضار محفل کا ایسا خراب کریگا کہ چارہ جسکا نہو سکیگا کیونکہ طبیعت بد سے سوائے فعل بد کے اور کچھ سرزد نہین ہوتا ہی **قطعہ** ز بوم شوم توقع مدار مین ہمائے ٭ طمع مبند کہ گنجشک کار باز کند ٭ چنین کہ پایۂ مفسد بلند شد چہ عجب ٭ کہ دست فتنہ ز ہر جانبے دراز کند ٭ اس بات نے شیر کے دل مین تاثیر بخشی اور کہا کہ ای مادر سچ بتا اگر قصہ دمنہ کا کسی متین سے سُنا ہی تو سچ ارشاد کر کہ تا مین فکر دور دراز سے نجات پاؤن اور قتل دمنہ مین تاخیر نہ کرون کہ مقدمۂ خون مین کوئی حیلہ شرعی ضرور چاہیے مادر شیر نے کہا کہ ای فرزند کسی نے جو مجھپر اعتماد کرکے راز اپنا سپرد کیا ہو اظہار اُسکا شرع و مروت مین حرام ہی اور جو چیز کسی نے امانت سونپی ہو اُسکی محافظت اوصاف سے ارباب کرم کے ہی مگر آج مین اُس شخص سے اجازت لیتی ہون اُسکے بعد مفصل بیان کردونگی شیر نے کہا کہ اچھا مادر شیر نے اپنے مکان پر آکر پلنگ کو بلوایا اور نہایت تکریم کرکے کہا کہ بادشاہ جو تمھارے ساتھ سلوک کرتا ہی اور ضرورت اور عزت تمھاری منظور نظر رکھتا ہی اُسکا ادائے شکر تم پر واجب ہی تا وعدہ لئن شکرتم لازیدنکم سے لطف شاہی روز بروز تم پر زیادہ ہو پلنگ نے عرض کیا کہ ای ملکہ نوازش شاہانہ اور مرحمت خسروانہ شہریار روزگار جو حق مین اس خاکسار کے ہی

پوشیدہ نہین اب ارشاد فرما کہ شکر اُسکے انعام کا کونسی خدمت سے ادا ہوا ور سپاس
اسکے انعام واکرام کا اگر ہزار درجہ مین سے ایک درجہ بھی ادا ہو تو مین سرفرازی
کو نین سمجھون **بیت** تو فرض کن کہ چو سوسن ہمہ زبان گردم + کجا ز عہدۂ احسان
آن شوم آزاد + بلکہ اپنی دانست مین ہمیشہ میدان ہوا داری کو قدم شکرگذاری
سے طی کیا ہی مین نے اور اب جو کچھ ملکہ فرمائے اُسے بھی بجان و دل بجالاؤن **بیت**
نبیا دنہادہ جو مردان + آنرا بکرم تمام گردان + اور عرب کا قول ہی دما لا نعام
الا بالتمام ہا ور شیر نے کہا کہ بادشاہ نے اول اپنا حال دل تجھسے کہا تھا اور تو نے وعدہ
کیا تھا کہ شنزبہ کے انتقام لینے مین دشمن غدار سے تا مقدور کوتاہی نہ کرونگا اب اس
وعدے کو وفا کیا چاہیے سو یہ صلاح ہی کہ شیر کی خدمت مین میرے ساتھ چل اور جو کچھ
کلیلہ اور دمنہ سے سُنا یا دیکھا ہو مشروعًا بیان کرتا ولی نعمت تیرا اس رنج سے رہائی پائے
اور وہ غدار مارا جاے نہین تو قریب ہی کہ وہ مفسد اپنی زبان آوری سے آپ کو بیجرم
ٹھہرا کر رہائی پاوے اس تقدیر پر کوئی اُسکے شر سے پھر امین نرہیگا بلکہ ایک ایک کو
قتل کروائیگا اور اندک فرصت مین افسانہ ہاے مکر آمیز سے سب امرا اور فضلا کو ذایقہ
ہلاکت چکھائیگا خصوصًا جنھون نے کہ اُسکے قتل و قید مین سعی کی ہو انکو ہزار مکر و فریب خرابی
مین ڈالے گا پلنگ نے کہا کہ اے ملکہ اس راز کے چھپانے سے غرض یہ تھی کہ تا بادشاہ مکر اور حیلے
سے اس غدار کے پہلے کچھ مطلع ہوئے تو بہتر ہی کہ اگر ابتدا اس امر کی مجھ سے ہوا اور بادشاہ
کو شبہہ میرے حسد پہ آئے تو خوب نہین فلہذا مین سبقت مین قباحت سمجھتا تھا اب کہ
نوبت اس درجہ کو پہونچی تو کوئی دقیقہ مین فروگذاشت نہ کرونگا اور اگر ہزار
سر میرے ہونگے تو فداے اقدام شہریار کرونگا کہ جو کچھ حق نمک اُسکا میری گردن
پر ہی ہزار مین سے ایک بھی ادا نہین کرسکا ہون بھلا ایسی جگہ کب دریغ کرونگا اسکے
بعد پلنگ ہمراہ ملکہ کے دربار شہریار مین آیا اور ماجرا کلیلہ اور دمنہ کا جو کچھ سُنا تھا

بطریق گواہی کے قسمیہ عرض کیا اور درندہ دوسرا کہ اسی طرح جسنے زندان مین گفتگو دمنہ اور کلیلہ کی سُنی تھی بطریق شہادت اُس سے بھی کہوایا شیر نے پوچھا کہ پہلے تو نے کیون نہ عرض کیا پلنگ نے کہا کہ گواہی ایک شخص کی عندالشرع نہین لیکن اور نے جبکہ گواہی دی اور دوسرا گواہ مین تھا اگر اب کتمان اسکا کرتا تو عنداللہ ماخوذ اور خلاف وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ کے ہوتا شیر نے دونون کی اداے شہادت کے بعد علم سیاست دمنہ پر واجب جانا اور کہا کہ اُسکو مسلسل و مطوق کرکے زندان عذاب سخت مین رکھکے ہلاک کرو اسوقت سے آب طعام اُسکا بند کیا حتی کہ کام اس تمام بدانجام کا تمام ہوا آخر شامت مکر و فریب سے ہلاک ہوا اور دوزخ دنیا سے زندان دوزخ کو پہونچا معلوم ہوا کہ آخر راہ مکارون کی یہی ہے بیت خلق کی راہ مین جو کوئی بچھائیگا خار ✤ پانون ہوجائینگے آخر کو اُسی کے افگار ✤ بوئیگا دانہ باروت جو کوئی نادان ✤ پھول کوئی بھی کھلے گا نہ کبھی غیر شرار ✤ جو عمل جس سے کرے گا وہی آئیگا پیش ✤ غیر نیکی نکرے چاہیے کوئی ہشیار

باب تیسرا دوستون کے منافع اور موافقت مین ہی

راے نے کہا کہ سُنا مین نے اے برہمن قصہ غماز اور مفسد کا کہ عدالت سے بیگناہ کو قتل کرایا اور اللہ تعالی جل وعلی نے مکافات فساد کی اُسکو بواقعی پہونچائی اب بیان فرما تا معلوم ہو صورت فائدہ دوستان یکدل دریک جہت کی اور برخوردار ہونا نہال محبت سے اور تدبیر دشمنان دورویہ کی کہ اپنی رضا دوسرے کی رضا پر مقدم کرتے ہین برہمن نے بعد دعا و ثناء خسروانہ عرض کیا کہ اے بادشاہ جان تو خردمندان کامل لذات اور ہنروران ستودہ صفات کے نزدیک کوئی گرانمایہ وجود دوستان مخلص سے اور کوئی درجہ بلند تر حصول صحبت یاران خالص سے نہین کہ وقت دولت کے باعث بہجت و شادمانی ہوتے ہین اور زمانہ نکبت مین مددگار اور غمگسار رہتے ہین قطعہ یار بدست آر کہ بس مکیس ست ✤ ہر کہ مراد دو جہان یار نیست

انیہمہ نعمت کہ درین عالم ست ﴿ ہیچ بہ از یار وفادار نیست ﴿ اور از جملہ حکایات یاران یکدل اور دوستان یکرنگ سے کہ جو صفحات تاریخ پر ثبت ہوئی ہین حکایت زاغ اور موش اور کبوتر اور سنگ پشت اور ہرن کی ہی کہ مثال روشن اور قصہ شیرین تر ہی راۓ نے پوچھا کہ یہ کیونکر تھا حکایت کہا کہتے ہین کہ حوالی کشمیر مین ایک مرغزار دلپذیر تھا کہ اُسکی نسیم عطر بیز جان تازہ ہر دم پیدا کرتی تھی اور شکار وحوش وطیور کا بھی وہان بہت تھا اور صیاد اکثر دام شکار وہان لگایا کرتے تھے اور اس جگہ ایک درخت بزرگ پر زاغ نے آشیانہ بنایا تھا بہزار نشاط اُسپر بیٹھکر نظارہ گل وریاحین کیا کرتا اور احتیاطاً چپ وراست نظر رکھتا تھا ایک دن دیکھتا کیا ہی کہ ایک صیاد دام گردن پر اور ڈنڈا پشت پر اور عصا ہاتھ مین تعجیل تمام سے اُسی درخت کی جانب چلا آتا ہی زاغ ڈرا اور دل مین کہا قطعہ یارب اِس شخص کو ہوا ہی کیا ﴿ کہ باین اضطراب آتا ہی ﴿ نہین معلوم کچھ سبب اسکا ﴿ اسقدر کیون شتاب آتا ہی ﴿ شاید کہ میرے قتل پر اُسنے کمر باندھی ہی احتیاط کرنی لازم ہی اور دیکھا چاہیے کہ کیا کرتا ہی ع تا چہ بینم کہ چہ از پردہ برون می آید ﴿ زاغ بر گہاۓ درخت مین چھپ کر دیکھنے لگا اور صیاد نے آتے ہی اُس درخت کے تلے دام بچھاکے چند دانے اُس مین ڈالے اور آپ کمینگاہ مین جا بیٹھا بعد ایک ساعت کے گروہ کبوترون کا آیا اور سردار اُنکا مطوقہ نام کہ کمال ذہن وذکا سے آراستہ تھا اور یہ سب کبوتر نہایت انقیاد سے خدمت متابعت اُسکی بجا لاتے تھے جب کبوترون کی نظر اُس دانے پر پڑی غلبہ اشتہا سے سب بے اختیار ہو گئے مطوقہ نے منع کیا کہ بیت زراہ حرص بہ تعجیل سوے دانہ مرو ﴿ بہوش باش کہ دامیست زیر ہر دانہ ﴿ کبوترون نے جواب دیا کہ ای سردار کام ہمارا غلبہ اشتہا سے اضطرار کو پہونچا ہی کہ مجال استماع نصیحت اور ملاحظہ عاقبت اندیشی باقی نہین رہی ہی اور بزرگون نے بھی کہا ہی بیت گرسنہ بر بلا دلیر بود ﴿ زانکہ از عمر خویش سیر بود ﴿ مطوقہ سمجھا کہ حریصان دانہ دام نصیحت مین گرفتار نہونگے اور میری رسن ملامت

انھیں چاہ جہالت سے نکال نہ سکیگی مگر یہ کیا گیا چاہیئے اسکے بعد مقتضاے قضا نے
تقاضا کیا کہ اور یون خیال مین گذرا کہ ایک عمر انھون نے تیری رفاقت مین بسر کی ہو اسوقت
انھیں تنہا چھوڑنا اس مخاطرے مین مروت سے دور ہی آخر زنجیر تقدیر نے اُسے بھی باندھکر
سب کے ساتھ اُس دام مین ڈالا ہنوز دانہ نہ اُٹھایا تھا کہ صیاد نے دام کھینچا اور سب
گرفتار ہو گئے مطوقہ نے فریاد کی کہ مین نہ کہتا تھا کہ تعجیل ایسے موقع مین شرکت
شیطان سے خالی نہین ہوتی ہو کبوتر شرمندہ اور خاموش ہوے اور صیاد
شادی کنان دوڑا کہ پر و بال اُکھاڑ کر سب کو لیجائے دیکھتے ہی صیاد کے سب تڑپنے لگے
مطوقہ نے کہا کہ اب جُدا جُدا اپنی کوشش کرنے سے بہتر یہ ہی کہ سب باتفاق ایسی سعی
کرو کہ سب کی رہائی ہو اب تم سب اتفاق کرکے باہم ایک ہی بار جست کرو شاید
کہ قوت جست سے سب کی رہائی کی صورت نکل آئے آخر سب نے جست
کی اور دام اُکھڑا اور سب نے پرواز کی اور ایک جانب کو مع دام چلے زاغ نے
اپنے دل مین کہا کہ اگر مدت مدید آسمان چرخ مارے گا تو بھی ایسا سانحہ عجیب بروے کار
نہ آویگا دیکھا چاہیئے کہ یہ کہان جاتے ہین اور کیا کرتے ہین زاغ اُنکے پیچھے اُڑا اور
صیاد نے بھی دُور تک تعاقب کیا آخر تھک کے رہ گیا اور زاغ بنظر اسکے کہ یہ قصہ عجیب
فائدے سے خالی نہین ہی پیچھے کبوترون کے جاتا تھا **قطعہ** عاقل آن است کہ در تجربہ
نفع وضرر + از حریفان دگر بہرہ خود بردارد + ہر چہ دانست کزو نفع رسد بستاند +
و آنکہ ازوے ضررے فہم کند بگذارد + اور حدیث شریف ہی کہ السعید من وعظ بغیرہ
کبوترون نے مطوقہ سے کہا کہ اب کیا کرین اُسنے کہا کہ بغیر امداد یار وفادار اس جھلکے سے
نجات نہ ملے گی سو وہ ایک موش ہی زیرک نام میرے یارون سے کہ از بس یار وفادار ہی
اسکے سوا اور کوئی مددگاری اس جھلکے مین نہ کریگا اب اُسکے پاس چلیے القصہ جس ویرانے
مین اُسکا مسکن تھا ہو بچے مطوقہ نے آواز دی زیرک مطوقہ کی آواز پہچان کر باہر آیا

جبکہ مطوقہ کو گرفتار بند بلا دیکھا زار زار رویا اور کہا کہ اے یار وفادار یہ کیا حال
ہے اور تجھسا دانا کیونکر مبتلا ایسے دام بلا کا ہوگیا مطوقہ نے جواب دیا کہ اے مونس رنج
و بلا تمام انواع خیر و شر اور اقسام نفع و ضرر وابستۂ احکام قضا و قدر ہین اور جو کچھ کہ
منشی ارادت نے دیوان خانہ وجود مین قلم مشیت سے صفحۂ احوال مخلوق پر لکھا ہے لابد ہے
کہ عرصۂ کون و فساد مین جلوۂ ظہور پائے اور احتراز اور اجتناب کسی کا فائدہ نہ پہونچائے
بیت قلم بہ تلخی و شیرینی اے پسر رفت است ۔ اگر ترش بنشینی قضا چہ غم دارد ۔ اے زیرک
مجھے قضائے ربانی اور تقدیر یزدانی نے اس ورطۂ ہلاک مین ڈالا اور مجھے اور میرے یارون کو
دانہ دام بنگیا ہر چند مین اُنھین منع کرتا تھا مگر باوجود ممانعت کے دست قدرت نے پردہ
غفلت اُنکے دیدۂ بصیرت پر ڈالا اور مین بھی اُن سب کے ساتھ گرفتار بلا ہوا موش نے
کہا یہ بہت تعجب کی جگہ ہے کہ تجھسا دانا گرفتار ہوجائے اور محافظت نہ کر سکے مطوقہ نے کہا
کہ اے برادر تو یہ گروہ لوگ کہ مجھسے ہزار درجہ قوت و شوکت و فہم و فراست مین بالاتر ہین
وہ بھی تقدیر ازلی اور قضائے لم یزلی سے ناچار رہے اور بچ نہین سکے ہین جبکہ حکم نافذ بحکم
سلسلۂ ارادت کو جنبش دیتا ہے ماہی کو قعر دریا سے اوج ہوا پر لاتا ہے اور مرغ ہوائی کو اوج
ہوا سے قعر زمین مین لیجاتا ہے بلکہ کسی آفریدہ کو قضا و قدر سے تسلیم و رضا کے سوا چارہ نہین ہے
بیت گر شود ذرات عالم پیچ پیچ ۔ با قضائے ایزدی ہیچ است ہیچ ۔ جاننا چاہیے کہ دانا کو
جریان حکم قضا مین اور رعیت حقیر کو نفوذ فرمان سلطان عالی شان مین گنجایش چون و چرا
کی کسی طرح نہین ہے زیرک نے کہا اے مطوقہ دل خوش رکھ جو لباس خیاط ارادت ایزدی
نے اپنے بندون کے قامت پر سیا ہے محض عنایت اور کرامت سمجھا چاہیے اور واقعی
بھی یہی ہے کہ کوئی بندہ اپنی حقیقت حال سے آگاہ نہین ہے اور جس چیز نے کہ ضمن مین
اُس کام کے اندراج پایا ہے اُسے کوئی نہین جانتا ہے کہ کیا ہے اسیواسطے حافظ علیہ الرحمۃ
نے کہا ہے بیت بہ دُرد و صاف ترا حکم نیست دم درکش ۔ کہ ہر چہ ساقی ما ریخت

عین الطاف ست ٭ اور سچ ہی جو جسے پیش آتا ہی اگر خوب نگاہ کرے تو اُسکی صلاح و فلاح اِسی مین ہوتی ہی کہ بزرگون نے کہا ہی نوش صفا بے نیش جفا اور گُل راحت بے خار محنت کمتر دیکھا ہی اور یہ قول بہت سچا ہی جب زیرک نے یہ حکایت کہی اور حلقے دام کے اُس کی گردن سے کاٹنے شروع کیے مطوقہ نے کہا کہ اے مہربان پہلے یارون کی گردن سے بند کاٹ اُس کے بعد میری طرف متوجہ ہو زیرک نے التفات اُسکی بات پر نہ کیا اور اپنے کام پر مشغول رہا مطوقہ نے پھر مبالغہ سے کہا کہ اے زیرک اگر مجھپر احسان کرتا ہی تو اول میرے یارون کے بند کاٹ اور بار منت میری گردن پر رکھ موش نے کہا کہ اس بات کو مکرر تونے کہا اور مبالغہ حد کو پہونچایا شاید کہ حق دوستی تو نے جانا ہی مگر حق نفس سے مطلع نہین اور رائے بدانفسک تجھے معلوم نہین ہوا ہی مطوقہ نے کہا کہ مین اس امر مین مجبور ہون کہ ان کبوترون کی پیشانی کا منشور میرے نام لکھا گیا ہی اور انکے احوال کا تعہد میرے ذمہ رکھا ہی اسلیے کہ یہ رعیت ہین اور مین انکا بادشاہ ہون اگر اسوقت اپنے نفس پر انھین ترجیح نہ دون تو میرا نام دفتر وفاداری سے نکال دیا جاے اور جو بادشاہ کہ اپنی آسایش طلب کرے اور رعیت کا بند بلا مین پڑنا گوارا کرے تو تھوڑے دنون مین چشمہ دولت اُسکا تیرہ اور دیدہ حشمت خیرہ ہوجائیگا موش نے کہا کہ بادشاہ رعیت مین جسم مین جان ہی اور بدن مین بمنزلہ دل اس لیے ملاحظہ احوال دل مقدم ہی کہ اگر جان و دل نہو تو بدن بیکار ہی اور اگر بعض اعضا بدن کے نہون تو چندان مضرت نہین ہی **بیت** چاکران کم اگر شوند چہ غم ٭ از سر شہ مباد موے کم ٭ مطوقہ نے کہا کہ اے یار اس مبالغے سے حاصل یہ ہی کہ مین ڈرتا ہون کہ اگر پہلے میرے حلقے دام کے کاٹے اور تیری طبیعت گھبرا جائے اور یار میرے پھنسے رہین تو مروت اور وفا سے بہت دور ہو جاؤنگا اور اگر اورون کے حلقے پہلے کٹین اور تیری طبیعت ہرچند کلفت ملول بھی کرے تو بھی ممکن نہین کہ تو میری گرفتاری گوارہ کرے موش نے کہا کہ عادت اہل کرم کی یہی ہی اور عمل اہل فتوت کا

یون ہی چاہیے سچ تو یون ہی کہ اسی خصلت پسندیدہ اور سیرت ستودہ سے اعتقاد خلایق
دوستی مین صاف ہی اور اعتماد رفیقون کا تیرے کرم اور جوانمردی پر حد سے زیادہ
ہی القصہ موش نے پہلے اور ون کے حلقے کاٹ ڈالے اور بعد سب کے طوقہ کے اور کبوترون
نے دعا دے کر پرواز کی اور موش اپنے سوراخ مین گیا زاغ وفاداری اور احسان موش کا
معاینہ کر کے کمال مشتاق موش کی دوستی کا ہوا اسکے بعد سوراخ کے پاس جا کر آواز دی
موش نے پوچھا کہ تو کون ہی زاغ نے کہا کہ مین زاغ ہون اور کار ضروری تجھسے رکھتا ہون
زیرک کہ اسم با مسمے اور جہاندیدہ تھا گفتگوئے دشمن قوی سنکر متحیر و ترسان ہوا اور کہا
کہ مجھسے تجھے کیا نسبت اور تجھے مجھ سے کون جنسیت ہی زاغ نے صورت حال کبوترون
کی جو مشاہدہ کی تھی اور وفا اور احسان اسکا جو دیکھا تھا بیان کیا کہ انتہا مروت
اور فتوت تیری دیکھ کے معلوم ہوا کہ تیرا ثمرہ دوستی اور نتیجہ محبت مشکل وقت کے
کار آمدنی ہی اس لیے میری ہمت کلی مصروف اس بات کی ہی کہ باقی عمر تیری رفاقت
مین بسر کرون موش نے کہا کہ راہ مصاحبت میری اور تیری مسدود اور طریق مواصلت
ازل سے ممنوع ہی **بیت** بباز ار تو سودے جز زیان جان نمی بینیم + کہ بعد المشرقین
آمد میان ما درین سودا + اس خیال سے درگذر اور جو چیز کہ ہاتھ آنا اسکا کسی وجہ سے
نہ ہو سکتا ہو طلب کرنا اسکا ایسا ہی کہ کشتی کو خشکی مین چلاتا اور گھوڑے کو دریا مین ڈالنا
جو شخص کہ جستجو محال کی کرتا ہی اپنے اوپر عالم کو ہنسواتا ہی **بیت** این دام بر قصد شکاری
دگرے کن + کان صید کہ دیدی بکمند تو نیاید + زاغ نے کہا کہ اے زیرک یہ حرف
زبان پر نہ لا کہ ارباب کرم اہل احتیاج کو محروم نہین کرتے ہین اور حوادث زمانہ
سے پناہ اس آستانے پر لایا ہون موافق اس بیت حافظ قدس سرہ کے **بیت**
جز آستان توام در جہان پناہی نیست + سر مرا بجز این در حوالہ گاہے نیست +
اور مین دل سے عہد کر چکا ہون کہ باقی عمر تیری رفاقت مین بسر کرون اور اگر

ہزار امتحان سے تو میری آزمایش کریگا تو بھی مین ثابت قدم رہونگا **بیت** گر بشمشیر سیاست
مینوازی حاکمی ٭ ور بہ تشریف غلامی حے پذیری بندہ ام ٭ زیرک نے کہا کہ ای زاغ
حیلہ چھوڑ اور فریب سے ہاتھ اُٹھا کہ مین طبیعت تیرے ہی نوع کی خوب جانتا ہون اور
تو میرے ہمجنس نہین ہی کیا نہین سُنا ہی تونے **مصرع** روح را صحبت ناجنس عذابیست الیم ٭
اور مین کسی طرح تجھ سے امین نہین ہوسکتا ہون اور جو کوئی غیر جنس سے مصاحبت کریگا
اُسے وہ پہونچے گا جو اُس کبک کو پہونچا زاغ نے پوچھا کہ یہ حکایت کیونکر ہی **حکایت**
کہا کہتے ہین کہ ایک کبک دری دامن کوہ مین خرامندہ اور غلغلہ اُسکے قہقہے کا گنبد
سپہر مین پیچیدہ تھا قضارا باز شکاری ہوا پر اُڑا جاتا تھا جبکہ باز کی نظر اُسکی خوشخرامی پر
پڑی اور قہقہہ اُسکے کان مین آیا بے اختیار مائل اُس کی مصاحبت کا ہوا اور دل مین کہا
یہ مثل سچ ہی کہ جو کوئی بے یار ہی ہمیشہ بیمار ہی ایسے شخص کی مصاحبت محض راحت اور سراپا
سرور ہو **بیت** کسے کاندر جہان یاری ندارد ٭ درختے عشرتش بارے ندارد ٭ یہ
کبک عجب خوش منظر اور شیرین حرکات ہی ایسے شخص کی مصاحبت اور ایسے رفیق
عجائب کی صحبت مین دل نہایت خوش رہیگا اسکے بعد آہستہ آہستہ اُسکی طرف مائل ہوا
کبک نے جب کہ باز کو آتے دیکھا جلد شگاف سنگ مین جا چھپا باز اُس شگاف کے قریب
آیا اور کہا کہ ای کبک کیون چھپتا ہی کہ مین عاشق تیرا ہون کہ جب سے خوشخرامی تیری
دیکھی ہی ہزار جان سے تیرا فدائی ہون لازم ہی کہ مجھسے خوف نہ کر اور اپنی صحبت سے
مجھے مسرور فرما کہ نتیجہ محبت کا منفعت بہت رکھتا ہی اور شجر دوستی ثمر مراد دیتا ہی
بیت نخلیست محبت کہ از و میوہ مقصود ٭ ہر چند کسے بیش برو بیش برآید ٭ کبک
نے آواز دی کہ ای مہربان کامگار مجھ بیچارے سے ہاتھ اُٹھالے اور ایک کبک اور
بھی اپنے دل مین کہا یا سمجھ لے یہ کیا خیال ہی اگر آب و آتش بہم آمیختہ ہون اور
سایہ و آفتاب باہم مجتمع ہون تو بھی صحبت میری تیری نہین ہوسکتی ہی

ع زین فکر درگذر کہ بجاے نمیرسد ٭ باز نے جواب دیا کہ اے عزیز دل مین سمجھ کہ مجھے مہربانی
کے سوا اگر خیال بد ہوتا تو اس لطف سے کیون تیری ملاقات مین مبالغہ کرتا نہ میرے
چنگل مین نقصان ہو کہ مین اور کبک کا شکار نہین کر سکتا ہون اور نہ منقار مین میرے کچھ
فتور ہی کہ اپنے طعمے کے شکار سے عاجز رہون پس وجہ کیا تھی کہ دغا کرتا مگر تمناے موانست
و ہمنشینی تیری سلسلہ جنبان ہوئی کہ اتنا اصرار کرتا ہون کہ میری صحبت سے تجھے
فائدے بہت متصور ہین پہلے یہ کہ تیرے ابناے جنس جب دیکھین گے کہ باز اپنے سایہ بال
حمایت مین اسے پرورش کرتا ہی دست تعدی تجھ سے کوتاہ رکھین گے بلکہ دیدہ حرمت
سے دیکھینگے دوسرے یہ کہ تجھے اپنے آشیانے مین لیجاؤن کہ اُس بلندی پر بیٹھکے تماشا
کوہ و صحرا کا بقدر مد نظر دیکھتا رہیگا اور اپنے ابناے جنس کا محسود ہوگا تیسرے
یہ کہ جس کو اپنے ہم قوم سے پسند کرے گا اُسکو تیرا جفت کرونگا کہ بہ فراغت تمام
داد عشرت دے گا **بیت** نہ از زمانہ جفا و نہ از سپہر ملال ٭ امید حاصل و جام
مراد مالا مال ٭ کبک نے کہا کہ تو پرندون کا سردار ہی اور مین ایک ادنی تیری رعیت
سے ہون اور میرے امثال قصور و گناہ سے خالی نہین ہوتے ہین ممکن ہی کہ کوئی قصور
خلاف مزاج عالی مجھسے صادر ہوا اور اُسکے عوض مین سر پنجہ غضب سے تو مواخذہ کرے
پھر بجز ہلاکت اور چارہ نہوگا اس سے یہی بہتر ہی کہ گوشۂ قناعت مین زندگانی
بسر کرون اور اپنے حوصلہ سے زیادہ طمع نہ کرون **بیت** مین قابل نظارہ
خورشید کہان ہون ٭ سایہ کی طرح پس پس دیوار نہان ہون ٭ باز نے کہا اے
برادر نہین جانتا ہی تو کہ دیدۂ محبت عیب بینی مین کور ہوتا ہی اور جو عمل کہ
دوست سے سرزد ہوتا ہی زیبا دکھائی دیتا ہی چنانچہ یہ شعر پشتو کا تصنیف
کاظم خان خان زادے کا مناسب اس مضمون کے ہی **بیت** پاک طینت کے
گلۂ چیران وینی ٭ استر کے کا کچ نہادہ مژگان دینی ٭ کبک ہر چند جواب دیتا تھا

بازرد امجواب مین غالب رہتا تھا آخر کار کبک ناچار ہوا اور بعد عہد و پیمان کے شگاف سے باہر آیا باز نے بہ کمال شفقت گلے سے لگایا اور عہد محبت ایمان و اقسام سے مضبوط کیا باز اُس کو پنجے مین اُٹھا کے اپنے آشیانے مین لے گیا جبکہ دو چار دن گذرے کبک کے دل سے خوف کم ہوا پھر ہر کلام مین گستاخی باز سے کرنا شروع کیا اور مضحکے سوال و جواب مین کرنے لگا باز ہمت عالی کے سبب سے شنیدہ کو ناشنیدہ سمجھ کے درگذر کرتا تھا مگر ہر روز دل مین خشونت جگہ پکڑتی جاتی اندنون طبیعت باز کی سُست تھی اسلیے شکار کے واسطے آشیانے سے جنبش نہ کی تھی جبکہ شب ہوئی اور آتش اشتہا مشتعل ہوئی اور وہ کینہ جو سینۂ باز مین کبک کی طرف سے جمع ہوا تھا اُس وقت اس پنجہ مین یاد آیا ہر چند عہد و پیمان کو یاد کرتا اور دل کو روکتا تھا مگر کبک کی بے ادبیون نے از بس ملول کر رکھا تھا اور عہد شکنی کے واسطے ادنیٰ بہانہ بھی بہت ہوتا ہی لہذا سخت آشفتہ تھا اور کبک آثار غضب کے باز کے چہرے پر مشاہدہ کرکے سمجھا کہ اب ہلاکت کا سامنا ہی اُسوقت آہ سرد دل پر درد سے بھر لایا اور کہا بیت چو عاشق میشدم گفتم کہ بردم گوہر مقصد * ندانستم کہ این دریا چہ موج بیکران دارد * افسوس کہ اول مین نے نظر پایان کار پر نہ کی اور غیر جنس قوی بازو کے ساتھ دوستی کی اور پند دل سے بھلائی کہ مصاحبت ناجنس کی بلائے عظیم ہی ہر آئینہ آج کشتی عمر کی گرداب ہلاکت مین پڑی کہ فلاح فکر اسکی تدبیر سے عاجز ہوا اور رشتہ میری حیات کا اس طرح ٹوٹا ہی کہ کوئی صناع اسکو جوڑ نہین سکتا ہی باخود یہ اندیشہ کرتا تھا اور جانتا تھا کہ موت نزدیک آپہونچی ہوا اور اودھر باز نے پنجہ آزار کھول رکھا تھا اور سنان منقار خونخوار کو زہر ستم سے باڑھ دے رکھی تھی اور ادنیٰ بہانے کا انتظار تھا جبکہ کبک ڈر اپھر ادب کے سوا اور بات نہ کرتا تھا اور باز بھی کوئی حیلے کے بغیر قصد اُسکا نہ کرتا تھا آخر باز نے بیتاب ہو کے کہا ای کبک یہ بات روا ہی کہ مین دھوپ مین بیٹھون اور تو سایہ مین کبک نے کہا کہ ای امیر عالمگیر یہ شب ہی آفتاب کہان اور دھوپ

اور سایہ کیسا باز نے کہا کہ ای بے ادب مگر تو مجھے جانتا ہی اور میری بات کو رد کرتا ہی اب لائق
یہ ہی کہ تجھے سزا دون یہ کہا اور پنجے مین پکڑ کے کھانا شروع کیا یہ مثل اسواسطے اب وارد کی
ہی کہ جو کوئی غیر جنس سے اُنس کریگا کبک دری کے مانند جان شیرین کھوئیگا اسی طرح مین بھی
تیرا طعمہ ہون اور کسی طرح تجھسے امین نہین رہ سکتا ہون موافقت اور موانست مجھ مین
اور تجھ مین محال ہی زاغ نے کہا ای زیرک عقل کی طرف رجوع کر مجھے تیری ایذا مین کیا فائدہ
اور تیرے کھانے سے کیا حاصل بلکہ تیری بقا مین بہت سے فائدے متصور ہین یہ مروت سے
دور ہی کہ مین صرف تیری دوستی کی اُمید پر راہ دور و دراز طی کرکے آیا ہون اور تو مُنھ
پھیر کر دست رد میرے سینے پر مارتا ہی اور اس نیک سیرت اور پاکیزہ خصلتی کے ساتھ
کہ تو رکھتا ہی میرا حق غربت ضائع کرتا ہی اور یہ غریب تیری آشنائی سے نا اُمید پھرا جاتا ہی
اور جو مکارم اخلاق کہ تجھسے مشاہدہ کیے ہین مین نے یقین اُس سے یہ ہی کہ اپنے کرم سے
تو مجھے محروم مطلق نہ چھوڑے گا بلکہ میرے مشام اُمید کو رائحۂ روح پرور سے معطر کرے گا
موش نے کہا کسی کو یہ طاقت نہین کہ عداوت ذاتی کو دفع کر سکے کسواسطے کہ اگر دو تن کے
درمیان عداوت عارضی کتنی ہی بڑھ جاوے پر اندک سبب سے مدافعہ بھی اُسکا ممکن ہی
اور اگر اصل مین باہم دشمنی پڑے تو اور دونون طرف سے اُسکا اثر نمایان ہو اور باوجود
اُس عداوت قدیمی کے سبب جدید بھی لاحق ہوے ہون اور ایک تحریک دینے والا بھی ہر دم
ساتھ لگا ہو یعنی اشتہا وغیرہ جبکہ اتنے مخالف جمع ہون پھر مدافعہ اُسکا دائرۂ امکان سے
باہر ہی اور حکما نے کہا ہی کہ دشمنی ذاتی دو نوع پر ہی ایک یہ کہ کبھی اُس سے ضرر ایک طرف
نہین پہونچتا ہی کبھی وہ اُس سے ضرر پاتا ہی اور کبھی وہ اُس سے متاذی بھی ہوتا ہی جیساکہ ذاتی
شیر اور ہاتھی کہ اُنکی ملاقات بے محاربہ نہین ہوتی ہی اور کبھی اُسے ظفر ہوتی اور کبھی وہ
فتحیاب ہوتا ہی یہ عداوت گونہ گنجایش تسلی کی رکھتی ہی کہ دونون کو اُمید اپنی فتحیابی کی
رہتی ہی اور دوسرے یہ کہ ہمیشہ خفت ایک طرف اور منفعت ایک جانب ہے جیسے کہ

گرگ اور گوسپند مین دشمنی دائمی ہی محنت ایک طرف اور راحت دوسری جانب
سے اور اس عداوت نے یہان تک استحکام پایا ہی کہ نہ گردش فلکی اُسکو تغیر دے سکتی ہی
اور نہ اختلاف زمانے کا اُس عقدے کو کھول سکتا ہی پس جبکہ یہ ثابت ہوا کہ نقصان
جان کا ایک طرف ہی پھر کیونکر صورت ملاقات کی ہو یہ کہکر روانہ ہوا نظم

آن لحظہ کہ روز و شب بہم پیوندند	یا رشتۂ مہر و سایہ با ہم بندند
من با تو نشینم و دران حالت نیز	ارباب خرد تمام بر من خندند

زاغ نے کہا الحمد للہ کہ عداوت تیری میرے دل مین نہین ہی مگر ابنائے جنس تیرے کا دشمن
ہون تو باک کچھ نہین ہی کہ میرا آئینۂ دل تیرے غبار مخالفت سے بالکل صاف ہی اور یہ
مثل مشہور ہی من القلب الی القلب روزنہ یعنی دل سے دلکی طرف ایک سوراخ ہی پس غالب
ہی کہ تیرا دل میرے خلوص محبت پر گواہی دے موش نے کہا کہ مبالغہ حد سے زیادہ کرتا ہی اور
تکلیف دوستی کی خواہی نخواہی دیتا ہی لیکن اندیشہ کرتا ہون کہ اندک سبب سے مجمع کا
درجہ ٹوٹ جائیگا اور وہی عداوت اصلی ظہور کریگی اور تو اپنی عادت اصلی پر عمل کریگا
جیسا کہ پانی ہر ایک جگہ پر بند ہوا ور رنگ اور بو اور ذائقہ بھی بدل گیا ہو مگر
خاصیت اصلی باقی رہیگی یعنی جبکہ آگ پر ڈالینگے تو بجھا دیگا چنانچہ حکما کا اتفاق ہی
کہ دشمن کے کلام پر کبھی فریفتہ نہو اگرچہ ہزار عہد و پیمان کرے پر ہرگز اعتما کرنا نہ چاہیے
اور جو کوئی ترہات دشمن پر عمل کریگا اُسے وہ پہونچیگا جو اُس شترسوار کو پیش آیا
زاغ نے کہا یہ قصہ کیونکر تھا حکایت کہتے ہین کہ ایک شتر سوار اثنائے راہ مین
ایک مقام پر پہونچا کہ اُسکو کاروانیون نے کوچ کے وقت آگ لگا دی تھی از بسکہ باد تند
وزان تھی خس و خاشاک اُس جگہ کے جلاتی جلاتی گوشۂ صحرا مین جا لگی اور دور دور
اُس صحرا مین پھیل گئی لالہ زار کے مانند تابان تھی اتفاقاً مار کلان اُس آگ مین
گھیا کسی طرف امان نپایا اور گرمی سے قریب تھا کہ ہلاک ہو جاوے ناگاہ ایک

شتر سوار کو دیکھا فریاد کی کہ درماندہ اور بیچارہ ہون اگر رحمت کرے اور مجھے
اس بلا سے بچالے تو بموجب آیہ کریمہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ۔ خالی فائدہ سے
نہوگا شتر سوار خداترس اور رحیم مزاج تھا جبکہ زاری اور بیچارگی سانپ کی سُنی اپنے
دل مین کہا کہ اگرچہ مار دشمن انسان ہی مگر اِس دم درماندہ اور حیران ہی اب بہتر یہ
ہی کہ اسپر رحم کرون اُسکے بعد توبڑے کو نیزے پر رکھکے سانپ کے نزدیک لے گیا سانپ
جلدی سے اُس توبڑے مین در آیا سوار نے نیزے کو کھینچکر توبڑا اپنے نزدیک کیا
اور مُنھ توبڑے کا کھولکر سانپ سے کہا کہ آگ سے تو نے نجات پائی اب جس طرف چاہے جا
اور شکر اُسکا یہ ہی کہ پھر مردم آزاری نہ کرنا کہ انسان کی جنس نے تجھپر احسان کیا ہی
بیت ترس از خدا و میازار کس ✱ رہ رستگاری ہمین است و بس ✱ سانپ آستین
مین شتر سوار کی لپٹ گیا اور کہا کہ یہ کلام نہ کر مین جب تک تجھے اور تیرے اونٹ کو
نہ کاٹونگا نہ جاؤنگا شتر سوار نے کہا کہ مین نے تجھے بلا سے نجات دی ہی اس احسان کا
بدلا یہی ہی سانپ نے کہا واقعی تو نے نیکی کی مگر غیر محل مین واقع ہوئی اور شفقت کی
تو نے لیکن ساتھ غیر مستحق کے صادر ہوئی کیا تو نہ جانتا تھا کہ مین ضرر مجسم ہون مجھسے آدمیونکو
نفع پہونچنا غیر ممکن ہی پس جبکہ ایسے سے نیکی کی تو نے کہ سزاوار بدی کا تھا اب جزا اسکی یہی
ہی کہ مجھے الم پہونچے کہ نیکی کرنا بدون سے ایسا ہی کہ جیسے نیکون سے بدی کرنا **قطعہ**

چنانکہ از روش عقل و شرع ممنوع ست	بدی بہ نسبت پاکان و نیکوان کردن
بجاے دون صفتانے کہ مردم آزارند	بہیچ وجہ نکوئی نمی توان کردن

جو کہ مجھ مین اور تجھ مین عداوت جبلی تھی تو عاقبت اندیشی مقتضی اُسکی تھی کہ مجھے جلنے دیتا
اور میری زاری اور چرب زبانی پر نہ خیال کرتا بلکہ اور سرکوبی کرتا کہ قتل الموذی قبل الایذا
آیا ہی تو نے خلاف شرع اور احتیاط کے کیا بھلا مین کیون اپنی وضع کے خلاف کرون
ہر آئینہ مین تجھے کاٹونگا اپنے بنی نوع مین تیری طرح احمق نہ ٹھہرون شتر سوار نے کہا کہ اے سانپ

انصاف کو کام کرکہ مکافات مین نیکی کے بدی کرنا کسی مذہب مین روا نہین ہی سانپ نے
کہا کہ عادت تم سب آدمیون کی یہی ہی مین بھی تمھارے فتوی پر عمل کرتا ہون جو کچھ کہ بازار مکافات
مین تم سے خرید کیا ہی وہی تمھارے ہاتھ بیچونگا ع یک لحظہ بجز انچہ فروشی ہمہ عمر ؛ ہرچند شتر
سوار نے تقریر مین مبالغہ کیا کچھ فائدہ نہوا سانپ نے کہا کہ اب بتا پہلے تجھے کاٹون یا تیرے
اونٹ کو سوار نے پھر عذر کیا کہ نیکی کا عوض بدی نہین ہی حق فراموشی نہ کر سانپ نے کہا
یہی طریقہ آدمیون کا ہی مین نے جو کچھ تم سے سیکھا ہی وہی کرونگا سوار نے کہا کہ اگر اس دعوے
کو گواہان عادل سے ثابت کرا دے کہ انسان نیکی کے بدلے بدی کرتے ہین تو زخم تیرا بجان
قبول کرتا ہون سانپ نے چار طرف نگاہ کی دور سے ایک بھینس کو چرتے دیکھا کہا کہ
چل اس بھینس سے پوچھین شتر اسوار سانپ کو لیکر گاؤمیش کے پاس آیا سانپ نے کہا
کہ اے گاؤمیش جزا نیکی کی کیا ہی اُسنے کہا اگر آدمیون کے مذہب مین پوچھتا ہی تو جزا نیکی
کی بدی ہی سر دست یہ ہی کہ مین مدت دراز سے ایک شخص کے پاس تھی ہر سال ایک بچہ دیتی
تھی اور گھر اُسکا شیر و روغن سے بھرا رکھتی تھی اور اُسکا سامان شادی و غم میرے ہی
شیر و روغن پر موقوف تھا جب کہ مین بوڑھی ہوئی اور بچہ اور دودھ دینے سے عاجز آئی
پہلے دانہ اور چارہ موقوف کیا اُسکے بعد صحرا مین ہانک دیا مین بدشواری تمام اپنے
مُنھ سے خس و خاشاک عرصہ دراز سے چرتی رہی کل وہ اتفاقاً ادھر آنکلا جبکہ مجھے
دیکھا اُسکی نگاہ مین اندک فربہ نظر آئی قصاب کو لاکے اُس کے ہاتھ مجھے بیچا آج وہ
مسلخ مین لیجا کے ذبح کر کے بند بند میرے جدا کرے گا اُنکے مذہب مین مکافات نیکی کی
بدی ہی سانپ نے کہا سُنا تو نے اب آمادہ زخم کا ہو سوار نے کہا شرع مین ایک گواہ
پر حکم نہین کرتے دوسرا گواہ بھی چاہیے سانپ نے ایک درخت دیکھا اُسکے نزدیک
آکے پوچھا کہ جزا نیکی کی کیا ہی درخت نے کہا انسان کے مذہب مین نیکی کا بدلا
بدی ہی چنانچہ مین اس صحرا مین ایک پانون سے ایستادہ ہون جو آدمی گرمی مین

آتا ہی میرے سایے مین ٹھرتا ہی جبکہ حواس درست ہوتے ہین تجویز کرتا ہی کہ اِسکی شاخون کی یہ چیزین بنین گی اور ٹھنے مین تختے اور کڑیان نکلین گی اگر قابو ملتا تو ضرور اِسے کاٹتا جسکے پاس تبر ہوتا ہی وہ ایک وو شاخ بھی کاٹ لیجاتا ہی یہ حال ہی بنی نوع انسان کا سانپ نے کہا کہ دو گواہ عادل گذر چکے اب مین تجھے کاٹتا ہون سوار نے کہا کہ جان بہت عزیز شی ہی اگر ایک اور گواہ بھی ہو تو بلا مضائقہ تو مجھے کاٹ پھر کچھ عذر نہ کرون گا اتفاقاً ایک روباہ بھی کھڑی یہ حکایت سُنتی تھی سانپ نے کہا اے روباہ تو بتا کہ جزا نیکی کی کیا ہی روباہ نے کہا کہ کیا نہین جانتا ہی تو کہ عوض نیکی کا بدی ہی اُسکے بعد روباہ نے پوچھا کہ اے شتر سوار تو نے سانپ کے حق مین کیا نیکی کی ہی کہ مستحق بدی کا ہوا ہی شتر سوار نے صورت حال بیان کی روباہ نے کہا کہ مرد عاقل کو خلاف نہ بولنا چاہیئے **بیت** ز عاقل کے روا باشد سخنہاے خطا گفتن ٭ تریبد مرد دانا را خلاف ماجرا گفتن ٭ سانپ نے کہا یہ سوار سچ کہتا ہی تو بڑہ ہی کہ اسمین کر کے آگ سے بچایا روباہ نے کہا یہ بات کسی طرح خیال مین نہین آتی ہی کہ تو اتنا بڑا اور اتنے ذرا سے توبڑے مین در آئے اور نیزے پر یہ سوار اُٹھائے اگر براے العین مشاہدہ کرون تو البتہ مجھے باور ہو اُس کے بعد ایک دم مین مین فیصلہ کر دون گی خوف یہ ہی کہین ایسا نہ ہو کہ خلاف راستی حکم کرون اور ناحق گنہگار خدا ہون سانپ اُسی توبڑے مین در آیا اور سوار نیزے پر رکھ کے زور کیا چاہتا تھا کہ پھر اُسی طرح اپنی طرف کھینچے کہ روباہ نے کہا کہ اے سوار دشمن کو قابو مین لایا ہی مہلت نہ دے **بیت** دشمن چو بدست ہمدو مغلوب تو شد ٭ حکم خرد آن ست امانش ندہی ٭ سوار نے توبڑے کو اُٹھا کر زمین پر دے ٹپکا کہ سانپ مر گیا اور شتر سوار نے امان پائی **مصرعہ** این چنین بد زندگانی مردہ بہ ٭ فائدہ اِس حکایت کا یہ ہی کہ دشمن کی زاری پر فریب نہ کھائے اور کسی طرح اُس کے قول پر اعتبار نہ کرے اگر سیاہی زاغ کی جاتی رہے تو بھی دشمن اصلی دوست نہین ہونے کا **رباعی** ہر کس کہ بقول خصم

مغرور شود ؛ شمع خروش تیرۂ و بے نور شود ؛ دشمن دانی چہ وقت میگردد دوست ؛
آن وقت کہ تیرگی زشب دور شود ؛ زاغ نے کہا کہ یہ باتین محض حکمت ہین کہ بیان کین
تو نے سو سُنین مین نے اور یہ جواہر روشن کہ کان خرد سے باہر لایا تو دیدۂ دل اس سے
منور ہوا اگر تیری مروت اور فتوت اسپر غالب ہی لازم ہی کہ خیال مضائقہ دل سے
اُٹھا دے اور یقین میرے سخن کا کر اور اب طریقہ مواصلت کا جاری فرما قول حکما ہی کہ
کریمون سے آمیزش اور لیئمون سے گریز چاہیئے کہ کریم دوستی ایک ساعت کی برابر
عمر دراز کے جانتے ہین اور لئیم دوستی صد سالہ کو طرفۃ العین مین برباد کر دیتے ہین
یہ بارہا دیکھا ہی کہ آزاد لوگ جلد دوست ہوتے ہین اور بعد سبب قوی کے بہت دیر
مین دشمنی کرتے ہین مانند کوزۂ زرین کہ دیر مین بنتا ہی اور دیر مین ٹوٹتا ہی اور سفلے
جلد دوست ہوتے ہین اور دشمن بھی جلد ہو جاتے ہین جیسا کہ کوزۂ سفالین جلد بنتا ہی
اور جلد ٹوٹ جاتا ہی اور دوسرا سبب سفلون کے دشمن ہونے کا یہ ہی کہ یہ کبھی کسی کے
دل سے دوست نہین ہوتے ہین مگر زبانی اور مین نے سب طرح کی خوبیان تیری ذات
مین سمجھ لی ہین اس لئے تیری ہمنشینی اور دوستی کا مشتاق ہون اور یہی عہد دل سے
کیا ہی کہ جب تک تو مجھے عزیز نہ کریگا کچھ نہ کھاؤنگا اور نہ تیرے آستانۂ فیض سے
سر اُٹھاؤنگا موش نے کہا کہ تیرا کلام اول ہی میرے دل پر اثر کر گیا تھا اگر مین عذر
عاقلانہ نکرتا اور پہلے ہی سوال کو قبول کر لیتا تو تو جانتا کہ یہ دوست سست عنان
اور نرم شانہ ہی اور عاقل ایسے کی دوستی کا اعتماد نہین کرتے ہین اس گفتگو کے بعد اب
مجھے جان سے بھی دریغ نہین ہی بیت سپردم بتو مایۂ خویش را ؛ تو دانی حساب
کم و بیش را ؛ یہ کہکر موش نکلا اور در سوراخ پر کھڑا ہوا زاغ نے کہا مگر اب بھی کوئی
خلجان اور تردد باقی ہی کہ تشریف آگے نہین لاتا ہی موش نے کہا کہ انصاف کر
کہ باوجود دلائل قویہ کے کہ جو بیان ہو چکے انپر مین نے خیال نہین کیا اور

دیدہ و دانستہ جان شیرین کو تیری محبت پر فدا کیا اب مجھے کون جگہ اندیشے کی باقی رہی
مگر یہ البتہ کہ جو عہد و پیمان تو نے کیا فقط اپنی ذات سے کیا ہی لیکن تیرے ابناے
جنس اگر قصد میرا کرین تو اس کا کیا علاج تجویز کیا ہی زاغ نے کہا کہ مجھ مین اور میرے
ہمجنس مین یہ شرط ہی کہ میرے دوست کے دوست رہین اور دشمن کے
دشمن موش نے کہا حقیقت بھی یہی ہی کہ دشمن کا دوست زیادہ دشمن سے سمجھا چاہیئے
اور دوست کا دشمن وہ بھی اپنا دشمن ہی چنانچہ حکما نے تفصیل دوستون اور دشمنون کی
لکھی ہی کہ دوست تین طرح کے ہوتے ہین یعنی دوست خالص اور دوست کا دوست اور
دشمن کا دشمن **بیت** از دشمن خود چنان نترسم + کز دشمن یار و یار دشمن + زاغ
نے کہا مطمئن ہوا مین الحمد للہ کہ بناے محبت نے فیما بین آشنا استحکام پایا کہ مین آج
سے یار اُسے جانون گا کہ جو تیرا محو رضا ہو گا اور جو کوئی تجھ سے خلاف کریگا وہ بلا شبہہ
دشمن میرا ہی بلکہ آنکھین اور زبان میری کہ دیدبان تن و دل کی ہین اگر خلاف تیرا اختیار
کرینگی تو قسم اُسکی کہ میرا نفس جس کے دست قدرت مین ہی ایک اشارت مین ساحل وجود سے
نکال کے گرداب عدم مین پھینکدون گا تا بدیگرے چہ رسد **بیت** عضوے ز تو گر دوست
شود باد دشمن + دشمن دو دشمن تیغ دگش زخم دو زن + موش اس عہد کے سننے سے خوش دل
ہوا اور نزدیک آیا اور باہم معانقہ کیا اور لبساط نشاط کو بچھایا جبکہ چند روز شرائط مہمانداری
کے موش نے بوجہ احسن ادا کیے زاغ سے کہا کہ اے برادر آب مفارقت ایک دم کی برابر سال
کے ہی اگر اس جگہ مع اہل و عیال تشریف لائیے تو منت تیری جو میری گردن پر ہی دو چند
اُس سے بڑھجائے کس لیے کہ وہ موضع جائے پاک اور مقام دلکش ہی زاغ نے کہا ای عزیز سچ
کہا تو نے کہ یہ جگہ خوب ہی مگر نقصان یہ ہی کہ شارع عام سے نزدیک تر ہی اور وہ راستے پر
متصل واقع ہی اور مسافرون کی آمد و شد سے ایک دن گزند کا اندیشہ ہی اور جہان
کہ میرا مسکن ہی مرغزار ہی نہایت مصفا روضۂ خلد کے مانند پر نور ہوا اُسکی مثل

باغ ارم محل بہجت و سرور ہی اشعار ہندی عکس افگن ہی سبزہ نہرون پر ٭ سبزہ کا ہی گمان لہرون پر ٭ ہی شگوفہ کی ہر طرف کو بہار ٭ بنگئے غنچے نافۂ تاتار ٭ جوش ایسا ہی نکہت گل کا ٭ زلف مشکین نبی ہی سوج ہوا ٭ اور طعمہ میرا اور تیرا اُس حوالی مین بہت اور گزندسے خالی ہی اور ایک سنگ پشت کہ تیرے مانند یار وفادار ہی وہ بھی اُس جا مسکن رکھتا ہی اگر اُس جگہ تشریف فرما ہو تو ہم تینون یار بے رنج وغبار بقیۃ العمر بسر کرین موش نے کہا **بیت** تا دامن کفن نکشم زیر پاے خاک باور مکن کہ دست ز دامن بدارمت ٭ اور اب مجھے کوئی آرزو تیرے شرف ملاقات کے برابر ہی نہین اب جس طرف تو آفتاب وار خرام کرے گا سایے کی طرح پیچھا نہ چھوڑونگا اور جب تک کہ گریبان میرا ہاتھ مین ہادم اللذات کے سپرد نہین ہوتا ہی دست ارادت سے جب تک قدم یار نہ چھوڑونگا مین اور یہ بقعہ وطن اصلی میرا نہین ہی بلکہ سانحہ عجیب یہان آنے کا باعث ہوا ہی اگرچہ قصہ دراز ہی مگر عجائب بسیار سے تعلق رکھتا ہی اگر سمع قبول سے سُننا منظور ہو تو مختصر اُسکا بیان کیا جائے آخر سخن اسپر ختم ہوا اور موش مستعد چلنے پر ہوا زاغ موش کی دم منقار مین پکڑے ہوا پر اڑا آخر اپنی منزل گاہ پر پہونچا اُس وقت سنگ پشت چشمے سے باہر نکلا تھا دور سے سیاہی زاغ کی دیکھ کے اندیشہ ناک ہوا اور چشمے مین ڈر آیا زاغ نے موش کو آہستہ زمین پر رکھ کے آواز دی سنگ پشت آواز آشنا سُنکے باہر آیا اور دیدار گرامی دیکھکر خروش شادی بلند کیا اور یہ بیت تکرار کرتا تھا ہندی شکر یا رب سفر سے یار آیا ٭ دل بیتاب کو قرار آیا ٭ ہوے داغ غم خزان سب محو ٭ گل کھلے موسم بہار آیا ٭ بایکدیگر کمال گرمجوشی کی اور کہا کہ ای یار اب تک کہان تھا اور کیا حال گذرا زاغ نے سرگذشت من اولہ الی آخرہ موبمو بیان کی سنگ پشت تفصیل ماجرا سُنکے اور جمال موش دیکھ کے کمال خرسند ہوا اور کہا **بیت** مردہ تھا مین تو جو آیا جان

آئی جان مین + تیرے پاؤن کی صدا ہی قم باذنی کان مین + الحمد للہ کہ محبت ہماری بارور ہوئی کہ تجھسا شفیق تشریف لایا موش نے کہا مین کس لائق ہون یہ محض بندہ نوازی ہی جو تو فرماتا ہی بلکہ حوادث روزگار سے تمھارے سایۂ دولت مین پناہ لایا ہون آگے اختیار تمھارا ہی جب کہ رنج سے آسودہ ہوے زاغ نے کہا ای برادر وہ سرگذشت کہا چاہیئے کہ ماجرا تجھ سے شخص کا خالی فائدے سے نہوگا **بیت** یکشا لب ازان حدیث شیرین + کام دل ما پراز شکر کن + موش نے آغاز سخن کیا کہ دیار ہند مین ایک شہر ہی کہ اُسے ماروت کہتے ہین اُس شہر کے زاویے مین ایک زاہد تھا کہ اُسکے مکان مین مین نے رہنا اختیار کیا تھا اور موش چند میرے ملازم تھے جب کہ نعمتہاے گوناگون پر ہاتھ میرا کشادہ دیکھا روز بروز اور موش زیادہ ہوتے جاتے تھے مین بھی ہر ایک سے با اخلاق پیش آتا تھا اور زاہد کے مرید ہر روز کچھ کھانے کے واسطے طعام و غلہ لاتے تھے زاہد کچھ خرچ کرتا تھا اور باقی دوسرے وقت کے واسطے رکھتا تھا اور جو بچتا تھا اُسکا ذخیرہ کرتا جاتا تھا جو وقت کہ زاہد اندک اُس جگہ سے جنبش کرتا تھا مین فوراً اُس مین سے دستبرد کرکے کچھ آپ کھاتا باقی سب موشون کو کھلاتا تھا زاہد ہر چند میری ہلاکت کی تدبیر کرتا تھا مفید نہوتی تھی ایک دن مہمان دانا کاشانۂ زاہد مین وارد ہوا زاہد نے مراسم محبت بخوبی ادا کیے اور طعام مہمانداری کو سرانجام دیا بعد اکل و شرب کے باہم حکایت کرنے لگے زاہد اُس سے مولد مسکن اور سبب مسافرت پوچھتا تھا مہمان کہ مرد جہاندیدہ اور سرد و گرم زمانہ چشیدہ تھا جواب زاہد بطریق صواب ادا کرتا تھا اور عجائب و غرائب ہر دیار کے جو کچھ مشاہدہ کیے یا سنے تھے بہ تقریر دلپذیر بیان کرتا تھا زاہد اثناے کلام مین ہر دم ہاتھ پر ہاتھ مارتا تھا اور چپ و راست نظر کرتا تھا مہمان نے جب یہ حرکت زاہد کی چند بار بلاحظہ کی آشفتہ ہوکر کہا کہ ای زاہد کیا یہ حرکت بیجا ہی کہ بے سبب ہر دم ہاتھ پر ہاتھ مارتا ہی یہ حرکت نامناسب خلاف تمکین کیا ہی مگر مجھ سے تمسخر کرتا ہی استہزا تجھ سے بہت بعید ہی

اسکے بعد یہ قطعہ پڑھا قطعہ بہ استہزا و سخریت مکن میل + کہ اینہا لایق آزادگان نیست
کسے کو ہزل و بازی ساخت پیشہ + ازو بے آبرو تر درجہان نیست + زاہد نے کہا کہ حاشا
کہ خار ہزل کبھی میرے دامن خاطر مین اُلجھا ہوا ور غبار تمسخر کبھی میری ہوائے صافی
مین آمیختہ ہوا ہو یہ حرکت کہ مشاہدہ کرتا ہی تو محض موشون کے غلبے سے ہی کہ نہ اُنسے
ذخیرے مین دانا بچتا ہی نہ سُفرے مین نان بلکہ جان سے عاری کردیا ہی مہمان نے کہا
کہ سب موش ایک ہی طرح سے چیرہ دستی کرتے ہین یا ایک دو ایسے ہین زاہد نے کہا
کہ ایک اُن سب مین کلان تر ہی پس وہی اس درجہ دلیر ہی کہ ہاتھ سے چھین لے بھاگتا ہی
مہمان نے کہا کہ یہ جرائت اُسکی بے سبب نہین ہی قصہ اُس موش کا شاید کہ مشابہ اُس
مرد کے ہی کہ زن میزبان سے مبالغہ کرتا تھا کہ آخر کچھ سبب ہی کہ کنجد مقشر غیر مقشر کے
برابر بیچتی ہی زاہد نے کہا کہ اُسکا بیان کیا چاہیے **حکایت** کہا کہ مین راہ مین آتا
تھا شب کو ایک قریے مین پہونچکر ایک آشنا کے گھر مین اُترا بعد شام کھانے سے فراغت
ہوئی مین نے بستر پر آرام کیا اور ہنوز بیدار تھا کہ میزبان اپنے گھر مین گیا مگر مجھ مین
ور میزبان مین ایک بوریے کا پردہ تھا کہ جو کلام میزبان اپنے گھر مین کرتا تھا مین سنتا
تھا مرد نے کہا کہ اے زن مین چاہتا ہون کہ کل اکابر اس قریے کے بلاکر مہمان عزیز کے
ساتھ خوب مہمانداری کرون اور ضیافت معقول فراخور حال بجا لاؤن عورت
نے کہا کہ اے مرد مین متعجب ہون کہ ایک دن کا خرچ عیال کے لائق نقد و جنس گھر مین
موجود نہین ہی کہ ہمارے رزق کا سبب ہو اسباب ضیافت کہان سے موجود ہو جائیگا
اگر اتنا مقدور ہی تو اپنے عیال کے واسطے کچھ جمع کر کہ چند روز بخاطر جمع گذران ہو اور اگر
اس سے زیادہ ہی تو نگاہ رکھ کہ تیرے بعد زن اور فرزند محتاج کسی کے نہ ہون مرد نے کہا
بیت نداشت چشم بصیرت کہ گرد کرد و نخورد + ببرد گوے سعادت کہ خرچ کرد و بمرد + اگر
توفیق احسان اور مجال شفقت کا اتفاق پڑے اُسپر ندامت نہ کرے کہ وہ ذخیرہ عاقبت کا ہی

اور جس نے کہ دُنیا مین جمع کیا اور خرچ نہ کیا عاقبت مین وہی مال وبال گردن اُسکا ہوگا
کہ جمع کرنا مال کا اس طرح سے ناپسندیدہ ہی جیسا کہ اُس گرگ کا قصہ ہی عورت نے
کہا کہ وہ کیونکہ تھا **حکایت** مرد نے کہا ایک صیاد ہنرمند کہ آہو اُسکے ہیبت سے ام
سے پاٗون صحرا سے باہر نہ رکھتا اور شیر اُسکے خوف حیلہ وتزویر سے سر کنام سے باہر نہ نکالتا
تھا بیت دیدہ دری پُر ہنرے تیز ہوش ✤ حیلہ ورے سخت ولے سخت کوش ✤ ایک
دن اُس نے جال لگایا تھا اتفاق سے ہرن پھنسا صیاد دام کے نزدیک پہونچا کہ ہرن
نے اس قوت سے جست کی کہ حلقے دام کے ٹوٹ گئے اور آہو بھاگ گیا صیاد نے
تیز دستی کرکے ایسا تیر جگر دوز مارا کہ آہو گر پڑا صیاد ذبح کرکے اور پشتارہ اُسکا کمر سے
باندھکے روانہ خانہ ہوا چند قدم چلا تھا کہ ایک خوک صحرائی سے دوچار ہوا اور اُسپر حملہ
کیا صیاد نے تیز دستی کرکے خوک کے بھی ایک تیر مارا کہ کام خوک کا بھی تمام ہوا مگر گرتے
گرتے ایک دانت اُس نے بھی سینہ صیاد پر ایسا مارا کہ کام صیاد کا بھی تمام ہوا ایک
گرگ گرسنہ وہان وارد ہوا دیکھا کہ صیاد اور آہو اور خوک تینون بے جان پڑے ہین
اس نعمت کے مشاہدے سے بہت خوشدل ہوا اور باخود کہا کہ وقت ذخیرہ کرنے کا ہی اگر
اسراف کرون تو منسوب بہ حماقت ہون بہتر یہ ہی کہ بقدر اشتہا کھالون اور جو باقی رہے
ایک گوشہ مین ذخیرہ کرون ذخیرہ ایام کلفت مین کام آتا ہی جیسا کہ شاعر کہتا ہی
قطعہ چون تیشہ مباش جملہ برخود متراش ✤ چون رندہ مباش جملہ آنسو مخراش ✤
تعلیم زارّہ گیر در علم معاش ✤ چیزے سو خود میکش وچیزے می پاش ✤ پھر خیال کیا
کہ گوشت تازہ ذخیرے کے لائق ہی پہلے کمان کا رودہ اور چلہ کہ چرمی ہی کھانا چاہیے
باقی پھر سمجھ لونگا القصہ زہ کمان کو چبانے لگا تھوڑے فشار مین دندان خارا شگاف
سے چلہ کمان کا کٹ گیا کمان ازبسکہ سخت تھی دونون گوشے بھیڑیے کے پیٹ مین
بیٹھتے ہی در آئے اور تمام اعضاے باطنی اُسکے باہر نکل آئے گرگ بھی اُسی جگہ

مردار ہوگیا ع این نیز نشد آن ہمہ ناخوردہ بماند؛ فائدہ اس مثل سے یہ ہی کہ جمع کرنا مال کا بیشتر جان و ایمان کا وبال ہوجاتا ہی بہتر یہ ہی کہ جو آج میسر ہو اُسپر خوش ہوئے اور غم فردا نہ کرے **بیت** انچہ داری بخور امروز دغم دہر مخور؛ چون بہ فردا برسی روزی فردا برسد؛ وائے اُنکی جان پر کہ مال دُنیا بہزار رنج پیدا کرکے ذخیرہ کرتے ہین اور مصرف مناسب مین مضائقہ کرتے ہین اور مرنے کے وقت ہزار حسرت سے چھوڑ کر مواخذہ اُسکا اپنی گردن پر لیجاتے ہین اور وہ مال اور کے کام آتا ہی **قطعہ** تا کے انچہ مال جمع کنی؛ کہ بمرگ از تو باز خواہد ماند؛ گنج قارون اگر ذخیرہ کنی؛ ہمچنان حرص و آز خواہد ماند؛ بر میفروز آتشی کہ ازو بر تو سوز و گداز خواہد ماند؛ وہ آگ نہ جلا کہ آپ اُسکے سوز مین گداز پائے جبکہ زن ہیزبان نے یہ باتین حکمت آمیز سُنین اور ملہم سعادت نے قرّہ الرزاق علی اللہ اُس کے گوش ہوش مین پہونچایا بولی کہ اے مرد گھر مین قدرے چاول اور کچھ تل اطفال کے واسطے مین نے جمع کیے ہین اب معلوم ہوا کہ ذخیرہ کرنا منع ہی مین دس آدمیون کا کھانا پکاتی ہون تو جسے چاہیے بلا عورت نے صبح تلون کو مقشر کیا اور دھوپ مین رکھا اور کہا اے مرد مین اور کام کرتی ہون تو نگہبانی کرنا چڑیان اسے خراب نہ کرین اور آپ اور کام مین مشغول ہوئی مرد پر نیند غالب ہوئی سوگیا ایک کتا آیا اور تلون مین مُنھ ڈالا عورت نے دیکھا کہ کتے نے مُنھ ڈالدیا نہایت مکروہ سمجھی اور اُٹھا کر بازار کو لیگئی مجھے کچھ اور ضرورت تھی مین بھی بازار کو گیا تھا دیکھا کہ وہ عورت دُکان کنجد فروش پر بیٹھی ہی اور کنجد مقشر کو غیر مقشر سے صاع بصاع برابر بدلتی ہی ایک شخص اور اُس جگہ وارد تھا آواز دی کہ اے عورت اِس مین کچھ تو نکتہ ہی کہ کنجد پوست دار سے کنجد مقشر برابر بدلتی ہی یہ حکایت اسلیے کہی مین نے کہ میرے بھی خیال مین آتا ہی کہ اُس موش کو جو اتنی جرأت اور چالاکی ہی گمان غالب ہی کہ کچھ نقد اپنے سوراخ مین رکھتا ہی اسی سبب سے اتنی دلیری کرتا ہی اور اگر مفلس ہوتا یہ حال اُسکا نہ ہوتا مثل مشہور ہی کہ بے زر مانند مرغ بے بال و پر کے ہی مجھے یقین ہی کہ اُس موش کا زور زر کے

سبب سے ہی کوئی کدال لاکہ اُس کے سوراخ کو کھودکے دیکھون زاہد کدال لایا اسوقت
مین دوسرے سوراخ مین تھا متحیر ہوا کہ ہزار اشرفیان میرے سوراخ مین جمع تھین مین ہمیشہ
اُن پر لوٹا کرتا تھا اور میری قوت واقعی اُسی کے باعث تھی جبکہ مہمان نے سوراخ کو
کھودا آخر نوبت زر تک پہونچی کہا اے زاہد لے کر یہ قوت اور جرأت موش کی اس باعث سے
تھی کبھی اُس کے بعد دلیری نہ کرے گا اور متعرض نان خوان کا نہوگا مین یہ سب باتین اُنکی
سُنتا تھا اور دمبدم افسردگی اور ضعف دل پر مستولی ہوتا جاتا تھا اور کیا دیکھتا ہون کہ اُسیدم
سے سب موش آنکھ چرانے لگے اور ایک ایک حیلے سے اپنی اپنی راہ لینے لگے نظم درد دل
کس مہر و وفائے نماند ✤ باغ مرا جھڑ گیا ہے نماند ✤ مایۂ صد برگ و نوا بود زر ✤ زر بشد و برگ
و نوائے نماند ✤ اور جو موش کہ میرے بظاہر ہواخواہ اور جان نثار تھے اب وہ فرمانبرداری
اور ہواخواہی سے اغماض کر کے عیب جوئی اور بدگوئی کرنے لگے اور ترک صحبت کر کے
میرے دشمنون سے جا ملے بموجب مثل مشہور کے من قلّ دیناره ذلّ مقداره جیسا کہ عاقلون
نے کہا ہی کہ جو کوئی بھائی نہین رکھتا ہی اگر وطن مین ہی تو بھی غریب ہی اور جو کوئی فرزند نہین رکھتا
ہی نام اُسکا صفحۂ روزگار پر باقی نہ رہے گا اور جو کہ مفلس ہوتا ہی کوئی فرزند نہین ہوتا ہی
اور دوستی سفلون اور دونون ہمتون کی محض غرض نفسانی پر ہوتی ہی پھر کیونکر وہ دوست ٹلی
ہون ایک نے اہل دول سے پوچھا کہ کتنے دوست رکھتا ہی کہا کہ ابھی تو عالم دوست ہی
خدانخواستہ اگر ایام نکبت آئین اُسوقت معلوم ہو کہ یار کون ہی اور اغیار کون دوست نکبت
کے وقت پہچانا جاتا ہی اور یار محنت کے وقت دریافت ہوتا ہی چنانچہ صحائف لطائف حکما
مین لکھا ہی کہ ایک فاضل سے پوچھا کہ اس مین کیا نکتہ ہی کہ مالدار کی ہر کوئی تعظیم کرتا ہی اور
چشم وقار سے دیکھتا ہی اور مفلس کو سب کم چشم سے نگاہ کرتے ہین اُسنے جواب دیا کہ مال
محبوب عالم ہی جس کے پاس جمع ہوتا ہی لوگ اُسکی تعظیم بجا لاتے ہین اور جسکے ہاتھ سے جاتا رہتا
ہی پھر اُسکے نزدیک کوئی نہین آتا ہی رباعی چون گل بچمن دامن پر زر بنمود ✤ بلبل بہزار

صوت دوستانش ستود * وانکہ بباد رفت برگیش کہ بود * کس نام گل از زبان بلبل نشنود * اور ان سب موشون مین ایک موش تھا کہ میری ملازمت مین افتخار رکھتا تھا اور طریق یاری اور بیان وفاداری اس طرح پر بیان کیا کرتا تھا کہ مین تیرے عشق مین یہان تک دلدادہ ہون کہ اگر تو تیغ میرے سر پر باریگا تو مین شمع کے مانند پائون اپنی جگہ سے نہ سرکاؤنگا وہ سب سے پہلے کنارہ کش ہوا مین نے اُس سے کہا کہ ای یار بروفا واسباب کیا ہو گیا ہی کہ دفعۃً تو نے کنارہ کیا اُس نے جواب دیا کہ عجب احمق ہی جسوقت کہ تو صاحب درم تھا ہر کسی کو التفات کا باعث وہ درم ہوتے تھے اور ہر ایک کا تو محتاج الیہ تھا اب وہ شرطین سب اُس شرط کے ساتھ جاتی رہین اذا فات الشرط فات المشروط اور حکمانے جو کہا ہی کیا تو نے نہین سُنا ہی کہ مرد محتاج جیساکہ لذت دُنیا سے محروم ہوتا ہی غالب ہی کہ درجات آخرت سے بھی محروم رہے اور سبب ظاہر اُس مین موجود ہی کہ شاید اضطراب قوت کے باعث اور نفقۂ عیال کے سبب طلب مین روزی غیر مشروع کی جرأت کرے اور وہ موجب وبال ونکال عقبی ہوا اور اس سبب سے جیساکہ اس عالم مین محنت افلاس کے درماندہ تھا عقبی مین زندان شقاوت ابدی مین محبوس ہو بموجب مصرع چون کافر درویش نہ دین ساخت نہ دنیا پس اگر ایسے شخص کی نزدیکی سے کہ مال دُنیا ہاتھ سے کھو چکا ہوا ور آخرت مین گرفتار اتنے اندیشون کا ہوا اُس سے کنارہ کوئی کرے تو معذور ہی مین نے کہا کہ یہ بادہ بیہودہ ہی کہ فقر بادشاہی ہی کہ تاج الفقر فخری سر پر انبیاے کرام کے رکھا گیا بیت کار درویشی ورای فہم نیست * سوے درویشان تو منگر سُست بیت رتبہ ہر ایک شی سے ہی برتر فقیر کا * کرتے تھے فخر اپنے پیمبر فقیر کا * نظم ایضاً الجوہر فقر و سوے الفقر عرض * والفقر شفا و سوے الفقر مرض * باانیہمہ تو فقر کی مذمت اور صحبت درویش سے بیزاری بیان کرتا ہی اُس موش مصاحب نے کہا

کہیہات وہ فقر کہ پسندیدۂ انبیا اور ستودۂ اولیا ہو اس افلاس کو اُس سے کیا نسبت
وہ فقر عبارت اُس سے ہی کہ سالک راہ حقیقت نقد دُنیا اور سرمایۂ آخرت سے سوائے فضل
الٰہی کے کوئی چیز قبول نہین کرتے ہین مظہر اس فقر کا درویشی ہی اور صاحب اس فقر کا گدا
گدائی اور چیز ہی درویشی اور شے درویش وہ ہی کہ ترک دُنیا کیا ہوا ور گدا وہ ہی کہ دنیانے
اُسے ترک کیا ہو اُسی فقر کے حق مین کہا ہی کہ الفقر کنز من کنوز اللہ یعنی فقر خزانہ ہی خزانہاے
خدا سے اور وہ اسرار توحید ہی اور خلاصہ معرفت کا اور فقر کیمیا ہی نسخہ کن فیکون سے اور
اسرار فقر کی ایک کیفیت حالی ہی کہ جس پر ورود فرمائے وہی جانے اور مجال زبان کی
نہین ہی کہ اسکی شرح کر سکے احتیاج اور درویشی ظاہر کی نعوذ باللہ منہا اصل سب بلاؤن کی
ہی اور واسطہ ہی دشمنی خلق خدا کا اور اُٹھانے والی شرم وحیا کی اور خراب کنندہ بنای مروت
اور مجمع شر وآفت اور قاطع ہمت وحمیت اور باعث خواری مذلت ہی اور جو کوئی کہ پابند
احتیاج کا افلاس اور حرص کے سبب سے ہی بجز اسکے چارہ نہین ہی کہ پردۂ حیا کا اُسکے
منھ سے اُٹھالین اور جب کہ رقم الحیاء من الایمان اُسکے ورق حال سے محو ہوا زندگانی
منغص ہوئی اور ایذا وآزار مین مبتلا ہوا نگہبان شادی کے رغبت راحت اُس کے
ساحت سینہ سے اُٹھالینگے لشکر غم وفساد مملکت مین استیلا پاے گا شمع خرد اُس کی
بے نور ہو جائیگی اور ذہن وکیاست اور فہم وفراست رو جانب قصور پھیرین گے اور منافع
تدبیر کے اُسکے حق مین نتیجے مضرت کے بخشینگے اور جو ہر امانت کا معرض تہمت وخیانت مین
آئیگا گمان نیک کہ دوستون کو اُسکے حق مین قدیم سے ہو گا منعکس ہو جائے گا
اور جو کوئی گناہ کرے گا مجرد گمان بے تعبیر تحقیق کے خیانت اس کی طرف متوجہ کرینگے
اگر کام عقل کا کرے گا تو بھی نسبت حمق کی کرینگے اور جو کام کہ مالدارون کا باعث
مدح وثنا ہو گا وہ اُسکے واسطے موجب طعن و مذمت ہو جائے گا مثلاً اگر مفلس جرأت
کرے گا تو دیوانہ کہین گے اور اگر سخاوت کرے گا تو مسرف اور بیہودہ نام

رکھین گے اگر درگذر اور بردباری کرے گا تو بے غیرتی و بے غرتی مین شمار کرینگے اگر وقار
کریگا تو گران جان اور کاہل کہین گے اگر زبان آوری اور فصاحت کریگا بسیار گو لقب کرینگے
اور اگر خاموشی اختیار کریگا تو نقش دیوار سے مثال دینگے اگر کنج خلوت مین بیٹھے گا وحشت
سے نسبت کرینگے اور اگر خندہ روئی اور آمیزش شعار کریگا تو ہزال اور مسخرہ نام رکھین گے
اگر خوردنی اور پوشیدنی مین اندک بھی تکلف کریگا تو تن پرور کہینگے اگر کھانے اور پہننے
مین تکلف گوارا کریگا تو دانہ زرد اور لئیم لقب کرینگے اگر سفر اختیار کریگا تو برگشتہ بخت کہینگے
اگر سب سے ترک کرکے گوشہ کاشانہ مین بیٹھے گا تو آرام طلب اور پست ہمت نام رکھینگے اگر
تجرد اختیار کرے گا نامرد اور سست کہینگے اور اگر کدخدا ہوگا تو بدنفس اور بندہ شہوت
شمار کرینگے حاصل الامر محتاج اہل زمانہ کے نزدیک مردود اور بے قدر ہوتا ہی اور جو حاجت کسی
سے پیش کریگا عیاذاً باللہ حاجت اُسکی روا بھی نہ کرینگے اور جواب سخت دینگے اس حال
مین جو خواری اُسے پہونچیگی منشا اُسکا وہی طمع ہی ذل من طمع یعنی جس نے کہ طمع کی ذلیل ہوا
جبکہ اُس موش نے یہ بات تمام کی کہا مین نے کہ سچ کہا تو نے رائے تیری صواب پر ہی مین نے
بھی بزرگون سے بارہا سنا ہی کہ اگر کوئی شخص ایسا بیمار ہو کہ خیال شفا محال ہو اور یا ایسی
بلا مین گرفتار ہو کہ نہ روے بازگشتن اور نہ اسباب اقامت میسر ہو یہ سب آسان ہی مگر
افلاس اور تنگدستی سب سے مشکل تر ہی اب یہ سب میرے مشاہدے مین آیا اور یہ کلام تیرا
سراسر حکمت پایا **نظم** ز احتیاج تبر در جہان بلائی نیست * بہیچ وجہ تہیدست را بہائی نیست * کسیکہ
گشت ولش مبتلاے رنج طمع * بگو بمیر کہ این درد را دوائی نیست * اور اپنے ہمجنس سے کچھ طلب
کرنا موت اُس سے ہزار درجہ بہتر ہی بلکہ ہاتھ دہان مار مین کرنا اور اُس سے زہر قاتل اپنے
کھانے کو نکالنا اور شیر گرسنہ کے آگے سے طعمہ لے بھاگنا اور پلنگ خشم آلود سے ہمکاسہ ہونا آسان
ہی مگر حاجت ہمجنسون کے آگے لیجانا اور ذلت سوال کی اُٹھانا یہ مشکل ہی جب کہ بات یہانتک پہونچی
مُنہ اُس سے پھیرا مین نے اور سوراخ کی طرف آکر دیکھتا کیا ہون کہ اس زر کو زاہد اور

مہمان نے باہم قسمت کیا ہی اور زاہد نے حصہ اپنا ایک خریطے مین کر کے زیر بالین رکھا ہی
اُسوقت طمع خام پھر محرک ہوئی کہ اگر اس مال سے کچھ بھی دستیاب ہو تو قوت روح اور
راحت دل کی عود کرتے ہین اور یار اور دمساز میری خدمت مین پھر رجوع لاتے ہین اور
مجلس بدستور قدیم آراستہ ہوتی ہے اس اندیشہ مین اتنا توقف کیا کہ زاہد سو گیا اسکے
بعد آہستہ آہستہ متوجہ بالین زاہد ہوا لیکن مہمان ہوشیار اور پختہ کار میرے خیال مین بیدار
تھا جبکہ مین نزدیک پہونچا اُسنے ایک چوبدستی اس طرح ماری کہ اگر بدن پر بیٹھتی تو استخوان
سرمہ ہو جاتی لیکن وہ ضرب اتنی قریب زمین پر بیٹھی کہ اُسکے صدمہ سے مین ایسا کوفتہ ہو گیا
کہ پائے کشان سوراخ تک بدشواری پہونچا چند ساعت توقف کیا کہ وہ مال سے دور ہوا بار دیگر
اُسی طمع پر سوراخ سے باہر آیا اُس مہمان نے کہ کمین گاہ مین تھا پھر ایسی ضرب دی کہ مجروح ہو کر
بہزار خرابی سوراخ مین در آیا اور تمام شب اسی جراحت کے رنج مین بسر کی اور خواہش مال
اور طلب دُنیا سے دل سرد ہو گیا اور بموجب اس بیت کے خیال مین گذرا **بیت**

نام ہی زیست تندرستی کا	ہی لقب موت ضعف وسستی کا

اور بخوبی دلپر متحقق ہوا کہ پیش آہنگ سب بلاؤن کی طمع ہی جب تک کوئی قطع دانے کی
نہ کرے گا گردن اُسکی بستہ دام نہو گی **قطعہ** ای برادر طمع مکن زنہار ٭ آدمی را خراب سازد وخوار
وو سخن بشنو از ہمیخواہی ٭ کہ شوے از حیات برخوردار ٭ پاے در دامن قناعت کش ٭ طمع
از مال مردمان بگذار ٭ تعجب ہی اُن شخصون سے کہ راحت بہت سے مال مین سمجھتے ہین یہ نہین
جانتے ہین کہ تھوڑے مال مین بہت آرام ہی اور افسوس ان لوگون کے حال پر ہی کہ توانگری
مال کے جمع کرنے مین تصور کرتے ہین اور اتنا نہین غور کرتے ہین کہ ترک کرنے مین دنیا کے
انسان پایۂ بلند کو پہونچتا ہی **بیت** عزت آن یافت کہ بر کند دل از مہر جہان ٭
راحت آن دید کہ او دست طمع باز کشید ٭ القصہ اس حادثے سے ایسا افسردہ
دل ہوا کہ نہال طمع گلشن دل سے اکھاڑ ڈالا شاخسار رضاے پروردگار سے

میوہ قناعت وست تصور مین لے کر فضلے ایزدی پر راضی ہوا ہین اور عنایت پروردگار
سے یہ فائدہ ہوا کہ دنیا نے اس ماجرے کے ضمن مین اپنے خصائص اور معائب
سے مجکو مطلع کیا اگر دیدۂ عقل رندحرص سے نابینا نہو تو بخوبی ظاہر ہو کہ کون وتخانہ تھا
کہ وہ مسکن گرگ وشغال کا نہوا اور کون سا قصر بلند تھا کہ سیلاب فنا نے جڑ سے کھود
نہ ڈالا اور کسے اُٹھایا کہ نہ گرایا اور کس کے ساتھ محبت کی کہ اُسکا لہو نہ پیا اور کس کے
مُنھ پر دروازہ دولت نے کھولا کہ پھر بند نہ کیا اور اُسکو ہزار رنج ومحن مین نہ ڈالا قطعہ
زنی نا حفاظت دنیاے دون * کہ ہرگز انہ وشوہرے برنخورد * کہ بر پایۂ تخت اوپا نہاد *
کہ از دست او تیغ بر سر نخورد * پس ایسی بیوفا کے واسطے رنج اُٹھانا اور بود و نابود اور
زیان وسود پر ایسی کے غم وغصہ کھانا سراپا جہل ونادانی ہو اس کے بعد خانہ زاہد سے
صحرا کی طرف روانہ ہوا اور اُس جگہ کو کہ دیکھا تونے مسکن اختیار کیا مین نے اسکے بعد
وہ کبوتر کہ مجھ سے دوستی رکھتا تھا جو خدمتگزاری اُسکی کہ مجھ سے ہوسکی عمل مین لایا
تونے بواوید آشنائی میری اور کبوتر کے طرح دوستی کی بنا ڈالی ہر چند عذر کیا مین نے کہ دوستی
میری اور تیری دور از عقل اور خلاف راے حکما کے ہو اور مثال مدعی سُست اور
گواہ چست گذرانی مین نے کہ دوستی موش وزاغ کی عقل سے دور ہو لاکن اصرار تیرا
کم نہوا اور نوبت زاری کی حد سے گذری اور مجھ سے مروت شکنی نہ ہوسکی متوکلا علی اللہ
دل مین کہا مین نے کہ بیش ازین نیست کہ زاغ اگر بد عہدی کرے گا اور تجھے ہلاک کریگا
پس ایک دن مرنا مقرر ہو سو وہ بھی سواے تعین رفر اجل کے کسی کی جرائت نہو سکے گی
کہ ہلاک کر سکے فلہذا جو کچھ تونے کہا مین نے بدل قبول کیا بعد عہد ومیثاق کے تونے بیان کیا
کہ سنگ پشت میرا دوست ایسا اور ایسا ہو یعنی یہانتک محامد ذ و فضائل بیان کیے کہ ترک
مسکن کو راحت سمجھا مین جبکہ سنگ پشت سے ملاقات ہوئی ہزار چند تیرے بیان سے
زیادہ پایا الحمد للہ کہ میری محنت بجا ہوئی اور احسان تیرا کس زبان سے

بیٹھنیں در ۔۔۔ خشم ۔۔۔ پیوان استوار
۔۔۔ فصلت ہاے ۔۔۔

ادا کرون کہ تیری بدولت ایسی راحت بے پایان کو پہونچا ہین کہ دنیا مین کوئی شادی دوستون کی مجالست کے مانند نہین ہی اور کوئی غم ہمدمون کے غم فراق کے برابر نہین ہوسکتا ہی یہ ہی سرگذشت میری کہ جو بیان مین آئی اب تمھارے جوار مین آیا ہون یقین ہی کہ تمھاری صیقل لطف سے میرے آئینہ دل کا زنگ باقی نہ رہے سنگ پشت نے جب کہ یہ حکایت استماع کی بساط ملاطفت کو بچھا کے طرح ملایمت کی آغاز کی اور کہا کون سی سعادت تیرے شرف مجاورت سے موازنہ کرون اور کونسی مسرت تیری صحبت ملازمت کے مقابل کی جاے جیسا کہ تو اس ناچیز کی دوستی سے خوش ہی زیادہ اس سے ہزار چند مین تیری ملاقات سے افتخار کرتا ہون جب تک میرا چراغ حیات صدمۂ ہادم اللذات سے گل نہوگا پروانہ وار تیری شمع جمال پر تصدق رہونگا اور یہ حکایت کہ بیان فرمائی تونے اس کے ضمن مین ہزارون پند اور نکات فوائد آمیز مندرج ہین ایک فائدہ جلیل اسمین یہ ہی کہ تدبیر متاع دنیا اُس قدر کرے کہ بہت حاجت اتباع خبس کے روبرو دراز نہو زیادہ اس سے فکر کرنا بیہودگی ہی اور اگر زیادہ ضرورت سے ہوس کریگا بادیۂ ضلالت مین سرگردان ہوگا اور اُسے وہ پہونچے گا جو اُس گربہ حریص کو پہونچا موش نے پوچھا کہ قصہ اسکا کیونکر ہی حکایت سنگ پشت نے کہا کہ کہتے ہین ایک شخص نے بلی پالی تھی اس قدر گوشت کہ غلبۂ گرسنگی فرو ہوجاتا تھا راتب اسکا مقرر کردیا تھا سو بجا لاتا تھا مگر اسکو غلبۂ اشتہا و حرص سے قناعت نہ تھی تلاش سے ہاتھ کوتاہ نہ کرتی تھی ایکدن کسی کبوترخانے مین گذر ہوا کبوترون کی صداے دل آویز سے گربہ از خود رفتہ ہوگئی اور آپ کو اُس برج یعنی + کھوہ مین ڈالدیا کبوترون کے نگہبان نے اُسے گرفتار کرکے مار ڈالا اور پوست اسکا تن سے جدا کرکے اور بھس بھر کے کبوترخانہ کے دروازے پر لٹکا دیا اتفاقاً مالک گربہ اس طرف سے گذرا دیکھا کہ گربہ حریص کا یہ حال ہی کہا کہ اے حریص بے خبر اگر اس قدر گوشت پر قناعت کرتی تو پوست گوشت سے

مجالست
...
موازنہ
...
برج
...
کبوتران

کیون جدا ہوتا اس مثل کا فائدہ یہ ہی کہ اُسکے بعد جو اللہ تعالی قوت بقدر سد رمق عطا
فرمائے اور ایسا سوراخ کہ گرما اور سرما کو کفایت کرے اور خوف دشمن سے امین رکھے اب اسپر
قناعت کر اور جو مال کہ ضائع ہوا ہی زنہار غم اسکا نکر بیت غم دنیا مخور کہ بیہودہ است؛
ہیچکس در جہان بیاسودہ است؛ اور ہر کسی کا شرف کمال سے ہی نہ مال سے جو شخص کہ ہنر سے
آراستہ ہی اگرچہ تھوڑی بضاعت رکھتا ہو پر ہر جگہہ عزیز و مکرم ہوگا شیر اگرچہ بستہ زنجیر ہو پر
اُسکی مہابت کم نہین ہوتی ہی اور توانگر بے ہنر ہمیشہ ذلیل و بیقدر سگ کے مانند ہی ہر چند
طوق اور خلخال سے زینت دیجاے ہر کسی کی نظر مین ناپاک اور بیقدار ہی اب فکر کربت و غربت
دل سے دور کر اور ہجرت مسکن و وطن کا خیال دل مین نہ لا کہ عاقل جہان جائیگا ہر کسی کے دل مین
گھر بنائیگا اور جاہل بے ہنر اگرچہ وطن مین ہی بدتر غربت سے ہی کہ کسی کو التفات اُسپر نہوگا اور
مال دنیا سخت بے اعتبار ہی کہ آنا اور جانا اُسکا دونون صورتون سے عقلا کی نظر مین اعتبار نہین
رکھتا ہی حکمانے لکھا ہی کہ چھ چیزون سے امید بقا اور توقع ثبات کی نرکھا چاہیے پہلے سایہ
کہ چشم زدن مین اپنی جگہہ سے گذر جاتا ہی دوسرے دوستی غرض کی کہ تھوڑے سے سبب مین
زائل ہو جاتی ہی تیسرے دوستی عورت کی کہ اندک باعث مین بدتر دشمن سے بنجاتی ہی چوتھے
جمال خوبصورت کا کہ ذرا سے عارضے مین متغیر ہو جاتا ہی پانچوین ستایش دروغگو کی کہ مطلق
فروغ نہین رکھتی چھٹے مال و دولت دُنیا انجام اسکا بے ثبات ہی اور کبھی اپنے خداوند سے طریق
وفا پایان کار کو نہین پہونچاتی ہی عاقل وہ ہی کہ حصول مال دنیا پر چندان خوش نہوا اور جانے پر
مطلق غم نہ کرے کہ اہل بصیرت کے نزدیک تمام متاع دنیا برگ کاہ سے کمتر نظر آتا ہی پس ایسے
بے مقدور کی طلب مین عمر عزیز کو برباد کرنا محض بیخبر دی ہی بلکہ ہمت اپنی نقد قناعت پر
صرف کرے اور تحصیل اسباب آزادی مین سعی تمام بجا لائے اور متاع دنیا ے دون کو بیقدر
جانے اور حاصل ہونا اور فوت ہو جانا ان دونون صورتون کو ایک بازی طفلانہ سمجھے
بموجب قطعہ گر جہانے زدست تو برود؛ مخور اندوہ آن کہ چیزی نیست؛ عالمے نیز اگر

بدست آید * ہم مشو شادمان کہ چیزے نیست * اور فی الحقیقت اپنا مال وہی ہی کہ اپنے جانے سے پہلے اُس جہان کو پہونچ رہے اور متاع اپنی اُسے جانے کہ عالم آخرت مین ذخیرہ ہو رہے بلکہ کردار نیک اور گفتار پسندیدہ وہ مال ہی کہ نہ فانی ہوتا ہی اور نہ کوئی اُسے چھین سکتا ہی اور حوادث روزگار اور گردش لیل و نہار کو اُسمین تصرف نہین ہوتا ہی اور مال دُنیا ایک طرف بلکہ حیات دُنیا کا بھی یہی حال ہی کہ بیک ناگاہ پیک اجل وارد ہوتا ہی اور اسوقت فرصت دم لینے کی نہین دیتا ہی تا خبر گیری مال و منال چہ رسد چنانچہ اسی مضمون کے حسب حال گویا نے کہا ہی شعر زبان چاہتی ہی گویا آج کچھ ذکر خدا کرلے * اجل آئی تو پھر ہر گز نہ دیگی بات کی فرصت * اور حال اس سریع الزوال کا یہ ہی کہ یا تھوڑے سبب سے خود فوت ہو جاتا ہی یا اند کے درنگ ہو تو خود صاحب مال ہلاک ہوتا ہی اور بہ مجرد دم نکلنے کے اور مالک ہو جاتا ہی بس ایسے بیوفا سے دل لگانا زیادہ اس سے ابلہی نہین ہی وائے اُن لوگون پہ جو اُسکے مبتلا ہین اور خوش حال اُنھون کا کہ جنھون نے اُسکو بیقدر جان کے پشت پا ماری ہی ہر بندہ خدا کو چاہیے کہ ہوشیار رہو جاے اور شیطان کے فریب سے عمر عزیز کو بچاے لمؤلفہ بیت فرصت نہین کہ غنچہ منقار کھل سکے * ہون عندلیب کس چمن بے ثبات کا * اگرچہ تو میری نصیحت سے بے نیاز ہی اور منافع اور مضار اپنے خوب پہچانتا ہی لیکن مین نے چاہا کہ مین بھی حق دوستی اپنی عقل ناقص کے موافق ادا کرون آج سے تو میرا دوست اور برادر ہی جو کچھ مواسا اور مدارا میرے امکان مین ہی اُسمین راضی بقصور نہونگا اگر بہ فرض محال تیری طرف سے بے اتفاقی بھی ظہور کریگی پر ادھر سے سواے اخلاص اور بات نہوگی اور اگر تو ترک میرا اختیار کریگا پر مین تجھ سے کنارہ نہ کرونگا حتی کہ تو دلشکنی بھی میری کرے گا پر مین عہد شکنی ہر گز نہ کرونگا جب کہ سنگ پشت نے یہ باتین تمام کین زاغ نے ملاطفت سنگ پشت کی موش کے حق مین سُنکر خوش ہوا اور کہا کہ اے برادر مجھے خوش کیا تو نے خدا تجھ سے خوش ہو سچ ہی کہ تجھ سے بہتر اس زمانے مین دوست یکرنگ پیدا نہ ہوگا اخبار مین

آیا ہی کہ ایک شخص دوست رکھتا تھا ایک شب اس دوست کے دروازے پر آیا اور آواز دی اُس بزرگ نے قیاس کیا اس وقت کا آنا بے سبب نہین ہی فکر دور دراز مین پڑا بعد تامل بسیار ایک توڑا درہم کا ہاتھ مین لیا اور شمشیر حمائل کی اور کنیز حسینہ سے کہا کہ شمع ہاتھ مین لے کے آگے چل جب کہ دروازہ کھولا معانقہ کیا اور کہا کہ اہی دوست تیرا آنا اس شب تاریک مین تین صورت پر میرے خیال مین آتا ہی ایک یہ کہ احتیاج مال کی کچھ ہوئی ہی یا دشمن جانی نے غلبہ کیا ہی یا تنہائی ملال کا باعث ہوئی ہی اس لیے مین تینون چیزین مہیا کر کے حاضر ہوا ہون اگر حاجت مال کی ہی تو یہ توڑا حاضر ہی اگر اور مدد چاہتا ہی تو بندہ مع شمشیر آبدار موجود ہی اور اگر خادمہ کی حاجت ہی تو کنیز خوش رو روبرو ہی **بیت** جو ہو فرمان ترا تابع فرمان ہون مین ٭ ہدیہ مقبول ہو تو بندۂ احسان ہون مین ٭ دوست نے عذر کیا کہ ہرگز کوئی حاجت نہین ہی فقط ترا اشتیاق لایا ہی اسکے بعد استحکام محبت نے ایک سے ہزار درجہ پر ترقی پائی مرد کریم اگر گرداب حوادث مین گرفتار ہو تو بجز سخاوت اور ارباب کرم کے کوئی اُسکا دستگیر نہین ہو سکتا ہی جیسا کہ ہاتھی دلدل مین پھنس جاے تو ہاتھیون کے بغیر کوئی اسے نکال نہین سکتا ہی شاید موش کی جانب سے تجھے رنج بھی پہونچے تو بھی دل تنگ نہین ہونا کہ عاقل عالی ہمتی کو کام فرماتے ہین بلکہ بدی کا عوض بھی نیکی سے کرتے ہین اور ذکر جمیل اُنھین لوگون کا زمانہ دراز تک باقی رہتا ہی **بیت** دنیا مین ہی جسکا نام زندہ لاریب وہ ہی مدام زندہ ٭ اور جسکی دولت مین کہ محتاج شریک نہ ہون کریمون کے زمرے مین شمار نہ کیا جائیگا اور جسکی زندگانی کہ بدنامی مین بسر ہو وہ زندہ نہین ہی بلکہ بدتر از مردہ ہی بقول سعدی علیہ الرحمۃ **بیت** سعدیا مرد نکونام نمیرد ہرگز ٭ مردہ آنست کہ نامش بہ نکوئی نبرند ٭ زاغ سنگ پشت کے ساتھ اس گفتگو مین تھا کہ ایک آہو دور سے نمودار ہوا اور کمال جلدی سے دوڑتا آتا تھا گمان یہ ہوا کہ کوئی شکاری درپے ہی سنگ پشت نے اس اندیشے سے پانی مین جست کی اور زاغ درخت پر جا بیٹھا اور موش سوراخ مین در آیا آہو

ایکبار قریب پانی کے آکے نزار کھڑا ہوا اور زاغ ہر جانب کو نظر کرتا کون اُس آہو کے پیچھے
آتا ہی جبکہ کوئی نظر نہ پڑا زاغ نے آواز دی کچھوا پانی سے اور چوہا سوراخ سے باہر آیا سنگ پشت
نے دیکھا کہ آہو بجو اس پانی کو دیکھتا ہی مگر پیتا نہین ہی سنگ پشت نے آہو کی تسلی کی یہ جگہ
خوف کی نہین ہی اگر تشنگی ہی تو پانی پی اگر کچھ حادثہ ہی تو بیان کر اور اتنا مضطر نہ ہو آہو نے
کہا کہ اکثر کماندار میری فکر مین رہتے ہین اس لیے اندک شبہے سے بھی مین دور بھاگ جایا کرتا
ہون آج ایک بڈھا میرے لیے بہت تدبیرین کر رہا تھا اُسکا خوف ازبس غلبہ لایا سمجھا مین
کہ یہ کسی حیلے سے ضرور گرفتار کرے گا اس اضطراب سے بھاگ کے یہان تک پہونچا ہون
کچھوے نے کہا کہ اب ہرگز اندیشہ نہ کر کہ یہان ہرگز صیاد کا گذر نہین ہو سکتا ہی بلکہ تیرا دل
چاہے تو ہماری صحبت قبول فرمائے اپنے دائرۂ دوستی مین تجھے بھی داخل کرین کہ ہم تین
شخص ہین چار ہو جائین کہ از زمین تا آسمان کوئی چیز چار رکن کے سوا مضبوط نہین ہوتی ہی
اور اکابر نے بھی فرمایا ہی کہ دوست جس قدر زیادہ ہون ہجوم بلیات کا کمتر ہوتا ہی
اور پسندیدۂ عقلا بھی ہی کہ دوست اگر ہزار ہون کم ہین اور دشمن اگر ایک بھی ہو تو
بہت جانے **بیت** دوستی را ہزار کس شاید دشمنی را یکے بود بسیار ؎ اس کے بعد
موش اور زاغ بھی کلمات ملائم سے پیش آئے آہو نے دیکھا کہ یاران لطیف طبع اور
مصاحبان پاکیزہ خصلت باہم آمیزش دلی رکھتے ہین اُس نے بعد مواثیق دلخواہ اُسی
مرغزار مین قرار پکڑا یارون نے آہو کو نصیحت کی کہ اس چراگاہ سے قدم باہر نہ رکھنا اور
اس چشمے کے سوا کہ جگہ امن وامان کی ہی دور کا ارادہ نکرنا آہو نے قبول کیا اور باہدیگر اوقات
بسر کرتے تھے ایک روز موافق عادت ہر روزہ کے سب کے سب یکجا ہوئے آہو کو نہ دیکھا بعد انتظار
بسیار ان تینون کو اضطرار ہوا زاغ سے التماس کیا کہ تو جلد پرواز کر کے خبر لے کہ آہو کو کیا حادثہ پیش
آیا اور کدھر گیا زاغ تھوڑے عرصے مین خبر لایا کہ آہو اسیر دام صیاد ہوا سنگ پشت نے موش سے
کہا کہ اس حادثے مین تیرے سوا مشکل کشائی آہو کی کوئی نہین کر سکتا ہی جلدی کر کہ وقت ہاتھ سے

نہ جائے موش زاغ کی راہبری سے آہو تک پہونچا اور کہا کہ ای برادر کیا پیش آیا کہ تجھسا عاقل
اس بلا مین گرفتار ہوا آہو نے کہا کہ تقدیر الٰہی کے مقابلے مین تدبیر کیا کام آتی ہی موش نے کہا
کہ سچ ہی اسکے بعد جلد جلد پھندے جال کے کاٹنے لگا اس عرصے مین سنگ پشت بھی قلق صحبت سے
کشان کشان آہو تک پہونچا اور دل کا کلال و ملال بیان کیا آہو نے کہا ای یار تیرا آنا اس
مقام پر میرے حادثے سے بھی دشوار تر ہی کہ اگر موش بند میرے کاٹے اور صیاد آ پہونچے تو جست
کرکے بھاگ سکتا ہون اور زاغ پرواز کریگا اور موش سوراخ مین در آئیگا مگر تجھے نہ دست مقاومت
اور نہ نیروی ستیز اور نہ سر مخالفت اور نہ پاے گریز ہی کیا کیا تو نے اور کیون ہماری حیرانی دو بالا
کی سنگ پشت نے کہا کہ کیونکر نہ آتا اور میدان محبت مین پھر کس طرح قدم رکھتا امر محبت مین مجبور
ہون اور اگر تجھ سے یار کے واسطے جان بھی جائے خوش ہون کہ میرا نام وفادارون مین
لکھا جائیگا اب شکر کی جا ہی کہ اللہ تعالیٰ نے تیری نجات کا سبب پیدا کیا قریب ہی کہ تو
اس بلا سے فراغت پائے اور ساتھ یاران ہمدم کے اپنی منزل کو معاودت کرے سخن ناتمام
تھا کہ صیاد نمودار ہوا اگر موش سب بند کاٹ چکا تھا کہ آہو نے جست کی اور زاغ اڑا اور
موش ایک سوراخ مین جا چھپا مگر سنگ پشت اسی جگہ رہگیا کہ صیاد قریب دام کے
آ پہونچا افسوس کرتا تھا اور چپ و راست دیکھتا تھا کہ یہ بند کس نے کاٹے کہ نظر سنگ پشت
پر پڑی باوجود کہ حمیت صیادی کے خلاف ہی اسی وقت سنگ پشت کو پکڑ کے توبڑے مین
بند کیا اور پشت پر رکھ کے راہ شہر کی لی اس کے جانے کے بعد یہ تینون جمع ہوے معلوم ہوا
کہ سنگ پشت کو باندھ کرے گیا نہایت اندوہ مین مبتلا ہوے اور نالہ و فریاد کرتے تھے
زاغ نے کہا کہ اس نالے اور زاری سے سنگ پشت کے واسطے کچھ فائدہ نہ ہوگا تدبیر صائب
کرنی چاہیے کہ اسکی نجات کی صورت ظہور مین آئے بزرگون نے کہا ہی کہ امتحان
چار گروہ کا چار جگہ پر ہوتا ہی حال اہل شجاعت کا جنگ کے وقت کھلتا ہی
اور اہل امانت داد و ستد کے وقت پہچانا جاتا ہی اور مہر و وفا زن و فرزند کی

تنگدستی کے وقت اور حقیقت دوستون کی نکبت اور مشقت مین معلوم ہوتی ہو موش
نے کہا کہ ای آہو ایک حیلہ میرے خیال مین گذرا ہو کہ تو صیاد کے نزدیک جاکے اس طرح
لنگ کرتا ہوا زار و ضعیف بن کے آگے آگے چل کہ وہ سمجھے یہ مجروح ہی اور زاغ تیری پشت پر
آواز دے جیسا کہ زخمیون سے زاغ کرتے ہین جب کہ صیاد کی آنکھ تجھ پر پڑیگی مقرر
سمجھے گا یہ زخمی ہی وہ پشتارہ سنگ پشت کا رکھ کے تیرا تعاقب کریگا جب کہ نزدیک
آ پہونچے اُس وقت لنگ کرتا ہوا اس طرح آہستہ چل کہ وہ تجھ تک نہ پہونچے اور اتنا بھی
نہ بھاگ کہ نا امید ہو جائے یون ہی تیرے تعاقب مین وہ دور نکل جائیگا اس عرصے مین
اگر اللہ نے چاہا تو مین بند توبڑے کے کاٹ کے سنگ پشت کو کسی غار مین لے چھپونگا
سب نے رائے صواب اندیش پر موش کی آفرین کی اور آہو اور زاغ اسی نوع سے
کہ بات مقرر ہو چکی تھی صیاد کو نمودار ہوے صیاد خام طبع کو یقین ہوا کہ آہو زخمی ہی جو زاغ
اسکے گرد ہو رہا ہی یہ بدلا میرے آہوے گم گشتہ کا حاصل ہوا توبڑا سنگ پشت کا دوش سے
اُتار کے زمین پر رکھا اور تعاقب مین آہو کے چلا موش فے الحال توبڑے کے بند کاٹ کے
سنگ پشت کو لے بھاگا اور ایک امن گاہ تک جا پہونچا جب کہ عرصہ بہت ہوا اور صیاد
گرفتاری آہو سے مایوس ہوا توبڑے کی طرف پھرا یہان توبڑا کٹا پایا اور نشان سنگ پشت
کا بھی نہ ملا متحیر اور سرگردان تھا کہ اوّل آہو کے بند دام کٹے پائے پھر آہو مجروح اسطرح
ہاتھ نہ آئے اور پھر توبڑا کاٹ کے سنگ پشت بھاگ جائے یہ بات اسرار سے خالی
نہین ہی غالبًا یہ زمین جنات اور پریون کا مسکن ہی یہان سے بھاگا چاہیے وہی توبڑا
کٹا اور جال پھٹا بغل مین داب کے بھاگا اور یہ دعا کرتا تھا کہ الٰہی اگر اب اس سے
تو بچا دے تو پھر اس میدان کے شکار کا حوصلہ نہ کرونگا بلکہ اور صیادون کو دوستانہ
منع کرونگا کہ کبھی شکار اس میدان کا نہ کرین جب کہ صیاد اپنے مکان پر پہونچا
اور یار و آشنا جمع ہوے یہ حکایت سب سے کہی اور حد سے زیادہ مبالغہ کیا

کہ کوئی اس طرف کو نجائے یہ منشا اتفاق کا تھا کہ آہو اور سنگ پشت یون
بچ گئے اور آئندہ کو صیاد ادھر کے آنے سے باز رہے **قطعہ** رشتہ تا یکتاست آن
را ز ورزاے بگسلد * چون دوتا شد عاجز آید از گسستن زال زر * گل کہ تنہا بوئی
آخر خشک گرد و زود زاغ * در شکر تنہا خوری ہم گرم گرداند جگر * زین دو تنہا ہیچ قوت
یابد اندر جان و دل * قوت جان را و دل را گلشکر بہ گلشکر * یہ ہی حکایت موافقت
دوستان باوفا کی اور داستان مظاضدت ہمنشینان باصفا اور صدق و مودت
ایام دولت و نکبت اور رعایت محبت ہنگام راحت و محنت اور اداے حقوق
صحبت ہنگام نعمت و شدت کی اور جن لوگون مین کہ نوائب ایام و حوادث زمانہ
مین اخلاص تمام سے وابستگی رہی اُنھون نے برکت اور امداد یکدیگر سے ورطہ ہلاکت
سے خلاصی پائی ہی اور اُسکے بعد فراغ خاطر سے مسند معاشرت پر خوش حالی تمام
سے تمام عمر متمکن رہے ہین خردمند کو چاہیے کہ نور عقل اور صفاے فکر سے اس حکایت
مین تامل کرے اور نکات اور باریکیان اسکی دیدۂ دل سے دیکھے کہ جانوران ضعیف
راے کو ان کامون سے کیا ثمرات پسندیدہ اور نتائج برگزیدہ حاصل ہوے ہین اور
انسان کہ اشرف المخلوقات ہی اگر اپنا سینہ بے کینہ کرکے باہم اتفاق کرین بھلائیان
کس درجہ ظہور کرین اور اساس محبت کو اگر اس قانون سے مضبوط رکھین اور صفاے
باطن سے انجام تک پہونچائین تو کیونکر فوائد کل سے برخورداری نپائین **مثنوی**

صحبت آن کن کہ بصدق وصفاست	دامن او گیر کہ اہل وفاست
میل کسے کن کہ وفایت کند	جان سپر تیر بلایت کند

باب چوتھا ملاحظہ کرنے مین احوال پر دشمنون کے اور نڈر نہ رہنے مین اُنکے مکر و حیلے سے

راے نے برہمن سے کہا کہ داستان دوستان صادق اور مصاحبان موافق کی شنی مین نے اور یہ نتیجہ اُنکے اتفاق اور یکجہتی کا معلوم ہوا **بیت** ہر کہ را یار وفادار بود غم نبود ہر کہ را یار نباشد دل خرم نبود * موافق اس کے مؤلف کہتا ہی **بیت** بن ترے فردوس مین بھی دل مرا خرم نہین * نخل طوبیٰ نخل ماتم سے مجھے کچھ کم نہین * اب امید یہ ہی کہ ازراہ عنایت مثال دشمن کی بھی فرمائیے کہ اسکے فریب سے کس طرح اجتناب کرے اور اُسکی تواضع اور تضرع پر کیا کرے کہ مضمون چوتھی وصیت کا یہ ہی کہ عاقل دور اندیش دشمن پر اعتماد ہرگز نہ کرے کہ کسی طرح دشمن اصلی دوست نہین ہوتا ہی بموجب **بیت** ز دشمن دوستی کردن چنان است * کہ یکجا جمع کردن آب و آتش * حکیم بیدپا نے فرمایا کہ خردمند کو لازم ہی کہ کلام دشمن پر کبھی التفات نہ کرے اور اُسکی متاع نفاق آلود کو ہرگز خرید نہ کرے کہ دشمن دانا اپنی صلاح کے واسطے کمال لطف سے مطلب ظاہر کرتا ہی اور ظاہر کو بخلاف باطن آراستہ بناتا ہی اور اس حیلے کے ضمن مین فکر ہاے دور دراز مد نظر رکھتا ہی پس عاقل دوربین کو چاہیے کہ جس قدر دشمن سے تلطف اور مدارا دیکھے زیادہ تر بدگمانی اور خویشتن داری مین مبالغہ کرے اور ہرچند دشمن قدیم ملایمت آگے بڑھاے وہ دامن موافقت کو کوتاہ کرے اگر اندکے غافل ہو جائیگا تو دشمن ہمیشہ مترصد قابو اور وقت کا رہتا ہی یقین ہی کہ تیر تدبیر ہدف مراد کو پہونچاے اُسوقت ندامت اور تدارک سے فائدہ نہوگا اور اُسے وہ پہونچے گا کہ جو زاغ سے بوم کو پہونچا وابشلیم نے پوچھا کہ یہ حکایت کس طرح پر ہی **حکایت زاغ و بوم** برہمن نے کہا کہتے ہین کہ ایک ولایت مین ایک کوہ تھا ازبس مرتفع اور باغبان حکمت نے اُسپر ایک ایسا درخت بلند پیدا کیا تھا کہ اُسپر ہزار زاغ کے آشیانے تھے ان مین پیروزنامے زاغ بادشاہ اُن سب زاغون کا تھا ایک شب بومونکا بادشاہ عداوت قدیم کے سبب سے شبخون اُس گروہ پر لایا اور اس شب تار مین خرمن حیات زاغون سیہ کردار کا آتش کارزار سے

حکایت زاغ و بوم

نخل ماتم ... محرم ... نخل ... زبانی ... زبان ایرانی ... سامع ... مجموعہ ... کو بعضے ... دعوے محرم ... مین بتلاتے ہین اور بعض کہتے ہین ... آرائش ... کا نام ہی اللہ اعلم بالصواب ۱۲

جلا دیا اور مظفر و منصور اور خرم و مسرور اپنی قرار گاہ کو پھر گیا دوسرے دن غراب سیاہ بال شب نے جبکہ مُنھ آستانہ مغرب کو کیا اور خیل ستارگان مانند زمرۂ بومان گوشۂ خلوت مین متواری ہوا اور اختر عالم افروز نے تیغ درخشندہ نیام مشرق سے کھینچی پیروز نے لشکر بقیۃ السیف کو جمع کیا اور حکایت لشکر بوم درمیان مین لا کے کہا کہ شبخون اور دلیری بوموں کی دیکھی تم نے اس سے بھی زیادہ اُنکی جرأت اور دلیری ہی اور جیسا کہ یہ قوم زاغون کی ایذا رسانی مین جرأت رکھتی ہی محتاج بیان کی نہین ہی اور اب تو یہ ہمارے ماوا اور مسکن اور حرب اور ضرب سے خوب مطلع ہو گئے اور اس فتحیابی نے اور بھی ان کی دلیری کر دی غالب ہی کہ پھر جلد وہ ہمارا قصد کرین اور پہلے سے بھی دست برد پر کار ظہور مین لائین اور یقین ہی کہ اب کی بار ایک کو زندہ و سلامت نہ چھوڑین اس کام مین تامل کرو اور غور تمام سے کچھ ایسی تدبیر بر روے کار لاؤ کہ دفع دشمن اُس سے متصور ہو والا بموجب بیت کے دیکھوگے جو کچھ کہ دیکھوگے **بیت** آج کر تدبیر دشمن تا نہو دشوار کل + گربہ کشتن روز اول ہی مثل اُستاد کی ÷ جبکہ پیروز نے یہ بات تمام کی پانچ زاغ جوان کہ سب زاغون سے عقل و حکمت اور فراست و مصلحت مین برگزیدہ تھے آگے بڑھے اور بعد اداے دعا شاہانہ عرض کیا کہ جو کچھ کہ بادشاہ نے فرمایا سراپا حکمت ہی اور اسرار بسیار اسمین مندرج ہین لیکن بغیر خوب سمجھے ہم کیا عرض کرین بادشاہ نے کہا کہ مجھے تمھاری راے پر ہمیشہ سے اعتماد ہی اور آج دن امتحان کا ہی جو جواہر کہ درج ضمیر مین ذخیرہ رکھتے ہو رشتہ بیان مین کھینچو اور جو نقد کہ دار الضرب خاطر مین جمع ہی سکہ خانہ امتحان سے بازار ظہور مین لاؤ زاغون نے زبان ثنا کھولی اور یہ اشعار موئلف کے پڑھے **اشعار** الٰہی تا رہے گلزار خلد و باغ جنان + چمن مین پھرتی رہے جب تلک نسیم بہار ÷ شہا بہ حشمت و اقبال و شوکت و اجلال ÷ ترا مدام رہے تخت و تاج جاہ و وقار ÷ راے عالی اسبات مین جو کچھ تجویز کریگی وہی بہتر ہوگا اور جو کچھ کہ ہم عرض کرینگے

زیادہ اس سے خاطر خداوندی پر روشن ہوگا اور کیا چیز ہی کہ ہم جانتے ہونگے
ہزار چند زیادہ اُس سے فوج دانش شہنشاہی پر مرتسم نہوگا لاکن بحکم المامور معذور جو کچھ
ارشاد ہوا بقدر وسع عقل ناقص کے عرض کیا جائیگا بادشاہ نے اُن مین سے ایک سے
کہا چارہ دفع دشمن کیا ہی اُس نے کہا کہ اے بادشاہ عقلاے سلف اس طرح کے کام کے
حیلے یون فرماتے تھے کہ جب مقابلہ دشمن قوی سے عاجز آتے تھے تو مولد و مسکن سے فرار کرکے
ترک ملک و مال اختیار کرتے تھے کس لیے کہ جنگ مین خطر عظیم ہی خصوصاً اُس دشمن سے کہ
مالش معقول دے چکا ہو پس ایسے دشمن سے کہ حرب و ضرب جسکی اپنی فوج کے دلون پر اثر کر گئی ہو
اس سے ارادہ محاربے کا کرنا گذرگاہ سیل پر خوابگاہ بنانا ہی بموجب بیت کے **بیت**
جو غالب ہو چکا ہو لڑنا اُس سے ؛ مثل سچ ہی زدہ را نتوان زد ؛ بادشاہ نے مُنھ دوسری
طرف پھیرا اور کہا کہ تو کیا اس کام مین مصلحت دیتا ہی اُس نے عرض کیا جو کچھ وزیر سابق نے
کہا میری راے اس کے خلاف ہی کیونکہ اول حملہ دشمن مین مولد و مسکن چھوڑنا ارباب خرد
کے نزدیک موجب بے ناموسی اور باعث بے ہمتی ہی شیر مرد زن کو اندک زخم مین ازجا رفتہ
ہونا کمال بے ننگی ہی بہتر یہ ہی کہ ہم استعداد حرب کی شوکت تمام سے پیدا کرین اور جنگ معقول
برروے کار لائین دیکھین کہ زمانہ کس سے بازی کرتا ہی اور کسے خواری مین ڈالتا ہی اے
شہریار بادشاہ کامگار تب عروس مملکت کو زیب کنار کرے گا کہ پہلے بوسہ دم تیغ آبدار
کا لے گا **بیت** عروس ملک کسے در بغل بگیرد تنگ ؛ کہ بوسہ بر لب شمشیر آبدار زند ؛
اور اُس وقت ساغر راحت لب مراد شہنشاہ کو پہونچے گا کہ پیمانہ تمناے دشمن کو
سنگ ظفر سے توڑ ڈالے گا اور نمک خواران قدیم پر واجب ہی کہ پاے استقلال ایسا
مضبوط معرکۂ دشمن مین گاڑین کہ چہرۂ نصرت میدان غبار سے نظر امید مین نمایان
ہو اور سلاطین نامدار پر لازم ہی کہ روز جنگ اور وقت نام و ننگ کے عواقب
امور پر التفات نہ کرین بلکہ ہنگام نبرد جان و مال کو بے قدر سمجھین بادشاہ نے

سُنکر تیسرے کی طرف کیا کہ تیری راے کیا اقتضا کرتی ہو اُس نے عرض کیا کہ میری راے اسپر ہو کہ جاسوسان عاقل اخبار دشمن کے واسطے مقرر کیے جائین تا حال اور مصلحت اُنکی ہر دوم دریافت ہوتی رہے اگر باج و خراج لینے پر راضی ہون اور صلح قبول کرین تو ہم بھی صلح کرین اور بقدر مقدور خراج و باج دیکر وطن مالوف مین پڑے رہین تا آفت شبخون اور محنت جنگ سے امان پائین کیونکہ جب غلبہ دشمن رعیت و سپاہ کے دل مین متمکن ہو جاے اور معرض تفرقہ و ہلاکت مین سب گرفتار ہو جائین اُس جگہ سواے مکر و حیلہ کے کار برآری دشمن سے دشوار ہو اس حال کے وقوع کے بعد کہ جو ندکور ہو چکا ارادہ جنگ کا دشمن قوی سے دور از دانشمندی ہو بموجب **مصرعہ** زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز ٭ بادشاہ نے وزیر چارم سے کہا کہ تو کیا کہتا ہو اُس نے کہا کہ اے شہریار میرے نزدیک ترک ملک و مال اس سے بہتر ہے کہ وہ شخص کہ ہمارے زیردست تھے اُن سے التجا کرنا اور خراج کا حرف زبان پر لانا اور اُن سے ملتجی ہونا اور بے ناموسی گوارا کرنا بدتر از مرگ ہو اور اگر خراج پر وہ راضی نہ ہون یا اس قدر طلب کرین کہ ہم سے نہو سکے تو بجز ذلت کے کیا حاصل ہوگا اس سے جنگ ہزار بار اولے ہو **بیت** مردہ بودن بزیر سنگ اندر ٭ بہ کہ زندہ بزیر سنگ اندر ٭ بادشاہ نے وزیر پنجم سے کہ کارشناس نام رکھتا تھا کہا مجھے تیری راے عالم آراے پر اعتماد کلی ہو بتا کہ جلا وطن اور باج و خراج کون بات پسند کرتا ہو کارشناس نے عرض کیا کہ جلا وطن اور باج و خراج دینا یہ امر تو نہایت ناپسندیدہ ہو اور حالت اضطرار مین جنگ بھی اختیار کرنا نہ چاہیے کیونکہ وہ ہماری لڑائی پر دلیر ہو گئے ہین اور ہمارا لشکر ان کی لڑائی سے زبون ہو چکا ہو اور اُن کی قوت و شوکت آج ہم سے بہت زیادہ ہو حاصل یہ کہ میرے نزدیک بالفعل جنگ مناسب نہین ہو اور اُدھر بھی دانا ہین حتے الوسع جنگ مین تعجیل نہ کرین گے کہ دانا جنگ سے پرہیز کرتے ہین اور سبب اُسکا یہ ہو کہ جنگ

کا نتیجہ قتل نفوس ہی اور وبال اُسکا عند اللہ بہت اور عوض اُسکا ممکن نہین ہی
بادشاہ نے کہا کہ جلا وطن اور صلح نہ کرین اور جنگ بھی نہ کرین اور باج وخراج
بھی نہ دین تو کیا کیا جائیگا کارشناس نے عرض کیا کہ اس کام مین تامل ہو اور
نشیب و فراز اس عقدہ لاینحل کا قدم تفکر سے پیمایش کی جاے بادشاہون کو راے صائب
اور تدبیر درست سے وہ کام حاصل ہوتا ہی کہ خزینہ و دفینہ بسیار سے وہ میسر نہین آتا
ہی اور اس کام مین اصل راے بادشاہ کی اور مشورہ وزیرون کا محض واسطے
قوت خرد بادشاہ کے ہی جیسا کہ دریاے کلان کو چشمہ ہاے خرد سے مدد پہونچتی رہتی
ہی اسی طرح راے بادشاہ کو اندک اندک راے زنی سے وزرا کی بعضی بات نئی نکل آتی ہی
نظم اے آفتاب اوج سپہر ہنروری ٭ ہی ذرہ تیرے سامنے خورشید خاوری ٭ نوشیروان
کہ عدل مین مشہور خلق ہی ٭ سیکھا ہی تجھ سے قاعدہ عدل گستری ٭ لیکن بادشاہ
نے جو مجھے اس مصلحت مین مختار کیا ہی اس لیے خلوت مین ایک بات عرض کرونگا
جیسا کہ بندہ مانع جنگ کا ہی اسی طرح تذلل اور التجا سے بھی کارہ ہی اور قبول خراج
وغیرہ سے بھی سخت عار رکھتا ہی جسمین کہ بزرگ ہمارے ننگ کرتے تھے اُسمین گردن رکھنی
بڑی شرم کی بات ہی بیت خصم را گردن نہادن خوار سازد مرد را ٭ مردن اولی تر
ازین بے اعتباری زیستن ٭ اور مرد صاحب ہمت زندگانی واسطے بقاے ذکر طیب ابدی
کے چاہتے ہین اور نعوذ باللہ اگر کوئی امر باعث بدنامی کا لاحق ہو تو کوتاہی
عمر کو ہزار زندگانی سے عزیز سمجھتے ہین میرے نزدیک شہریار کو اظہار عجز و بیچارگی
بہت نازیبا ہی اور جو کوئی کہ زبونی قبول کرتا ہی دروازے ہلاکی کے ہر طرف سے اُسپر
کھلتے ہین اور راہ امان کی بند ہو جاتی ہی بیت معرکے مین ہو نہ عاجز اپنے
دل کو رکھ دلیر ٭ عجز دیکھے گا تو ہوگا دشمن بزدل بھی شیر ٭ باقی عرض بندے
کی لائق خلوت کے ہی جو کچھ مافی الضمیر رکھتا ہون راے جہان آراے

بادشاہ پر ظاہر کر دونگا آگے اختیار شہریار ہی ایک اُن مین سے بولا کہ ای کارشناس فائدہ مشورے کا یہ ہی کہ سب ارباب خرد اُسے سُنین اور اپنی اپنی فکر کے لائق اُسکے نشیب و فراز اور اطراف و جوانب پر نظر کرین شاید اُنھین مین سے کسی کا تیر ہدف مراد پر درست بیٹھے اور بزرگون نے بھی کہا ہی کہ مشورت تمام اجماع عقول کا ہی جس جگہ جماعت عقلا کی کسی مہم مین شروع کرین تو لازم ہی کہ تمامی ضرار اور فوائد اُسکے مدنظر کرکے ایک وہ بات کہ جسپر اکثر کا اتفاق ہوا سے برگزیدہ کرکے اختیار کرین کہ شاورہم فی الامر کی برکت سے لغزش اور نقصان اُس امر مین کمتر راہ پاتا ہی اور جو مصلحت کو خلوت پر حوالہ کرتا ہی سراسر خلاف راے عقلا کے ہی کارشناس نے کہا کہ سب اہل مشورہ امین نہین ہوتے ہین اور اسرار بادشاہی رسمیات عرفی اور معاملات عوام کے مانند نہین ہین اس لیے ہر کسی سے مشورہ مقدمات کلی کا نہ چاہیے اور اسرار بادشاہی کے فاش ہونے کے چند سبب ہوتے ہین ایک یہ کہ ارباب مشورہ سے جو شخص کہ قابلیت اُسکی نہین رکھتا ہو وہ ایلچی دشمن اور جاسوس سے اکثر حال کہہ دیتا ہی اور یہ بھی احتمال ہی کہ اس محفل مین دشمن کے دوست کہ گوش برآواز رکھتے ہین حاضر ہون تو کیا عجب ہی کہ وہ جسوقت کچھ سنین فوراً پہونچا دین اور وہ رخنہ بندی اُس تدبیر کی اس طرح پر کرے کہ ہمارا تیر تدبیر نشانے تک پہونچنے نہ پائے اور بالفرض دشمن کا جاسوس بھی نہ ہوا تو سُننے والے عوام اس محفل خاص کے اپنے اپنے عزیزون اور دوستون سے مقرر سب ماجرا بیان کرینگے پھر ایک کی زبانی سیکڑون کے گوش زد ہوگا بموجب مثل مشہور کے مصرعہ نہان کے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا ؎ غرض بہرکیف دشمن پر انکشاف راز ہو جائے گا اس واسطے اخفاے راز مین حکمانے مبالغہ کیا ہی بیت چہ زیبا گفتہ است آن مرد ہشیار ؎ کہ گر باید سرت سر را نگہدار ؎ اور جس نے کہ اخفاے راز مین سہل انکاری کی ہی

اور مشورہ کرنا بغیر امتحان
فاش کرنا راز کا
اسرار کے چھپانے کا فائدہ
راز فاش ہونے کے چار سبب

ندامت اُٹھائی ہی **بیت** ہرگز نہ راز دل سے خبر کر زبان کو ✣ ایسا نہو زبان خبر کر دے
کان کو ✣ اور بہت لوگ گذرے ہین کہ ملک و بادشاہت بلکہ زندگانی افشاے راز
کے سبب برباد کی ہی جیساکہ بادشاہ کشمیر راز دل کہہ کر اوج شہریاری سے حضیض خواری
مین پڑا اور اُسکا آفتاب عمر مغرب فنا مین غروب ہوا پیر وزیر بولا کہ یہ قصہ کیونکر تھا
حکایت کارشناس نے عرض کیا کہ شہر کشمیر مین ایک بادشاہ تھا کہ اُسکی شمشیر برق آثار
کے خوف سے ہوا کا مقدور نہ تھا کہ اُسکے حکم کے خلاف چل سکے اور ہیبت سنان جانستان
صاعقہ کردار سے طاقت پانی کی نہ تھی کہ روے زمین پر کجی سے بہ سکے یہ اشعار مؤلف کے
لائق اُسکی شان کے ہین **اشعار** یہ عدل ہی کہ نکالے ہی گرگ ناخن سے ✣ جو لگ کے
ٹوٹ رہے پاے گوسفند مین خار ✣ ہوا سے صورت آتش چراغ روشن ہو ✣ لبان و دست
ہی دشمن ہر ایک کا غمخوار ✣ نگاہ گرم سے دانے انار کے ہون شرر ✣ شرار سنگ تلطف
سے دانہاے انار ✣ اور یہ بادشاہ حریم حرمت اور پردۂ عشرت مین ایک محبوبہ رکھتا
تھا کہ اُسکی زلف شبرنگ درازی شب یلدا پر درازدستی کرتی تھی اور اُسکا روے
جان بخش کمال حسن سے چودھوین رات کے چاند سے سبقت لے گیا تھا بادشاہ کو اُس نازنین
سے ایسی دلبستگی تھی کہ مشاہدہ اُسکے جمال کا حاصل زندگانی سمجھتا تھا اور اُس فتنہ انگیز
نے جو مرغ دل شاہ کو اسیر اپنی کمند زلف کا پایا تھا تو کمان ابرو کو تا بناگوش کھینچکر خدنگ
غمزہ کو ہر دم ہدف سینہ پر مارتی تھی کہ اُسکے بے حکم حس و حرکت نہ کر سکتا تھا بموجب
بیت رسم عاشق کشی و شیوۂ شہر آشوبی ✣ جامہ بود کہ بر قامت او دوختہ بود ✣
ہندی جیسے تیر نگہ لگتا ہی ہرگز ہل نہین سکتا ✣ لب سوفار آسا زخم پنہان ہل نہین سکتا
لیکن وہ یہان تک بیہوش شراب شہوت سے تھی کہ فقط بادشاہ پر اکتفا نہ کرتی تھی
بلکہ ہر طرف نظر ڈالتی رہتی تھی ایک خواص بادشاہ کا نہایت حسین اور برگزیدہ اور
ذی اعتبار تھا کہ مخدرۂ بادشاہ کو بھی اُس سے پردہ نہ تھا آسیر یہ بیگم دلدادہ ہوئی اور وہ

بھی بدل وجان اُسکا فدا تھا آخر کار رسم اختلاط کامل باہم پیدا ہوئی اور ملاقات مخفی جاری ہونے لگی ایک شب بادشاہ نے محفل عشرت آراستہ کی اور شاہ بیگم ایک جا بیٹھی اور یہ خواص بھی خدمت شاہ مین حاضر تھا اور بادشاہ ہر دم نگران جمال بیگم تھا اور یہ گوشہ نگاہ دزدیدہ سے محو تماشائے گل رخسار خواص تھی اور اُس سے غافل تھی کہ بادشاہ میری حکایت پر متنبہ ہوا ہی تبسم اور اشارات مین سرگرم تھی جب کہ بادشاہ نے چند بار یہ حرکات اُسکی دیکھین شعلۂ غیرت عشق اور آتش حمیت بادشاہی کانون سینہ مین مشتعل ہوئی اسی دم اُس کی صحبت سے دل برداشتہ ہوا بموجب بیت اہل تحقیق برانند کہ بر بستان خورد ❊ از درختی کہ بر دمیوہ بباغ دگرے ❊ لیکن دل مین کہا کہ اس کام مین شتابی کرنا طریقہ احتیاط سے دور ہی اس لیے ایسا دھوکا دیا کہ اُن پر ثابت نہوا کہ بادشاہ کچھ سمجھا ہی اُسی طرح تمام شب موافق معمول کے بسر کی مگر آتش غیرت سے دل کباب کے مانند بھنتا رہا جب کہ کارفرمائے شب نے حجاب ظلمت ایوان سپہر مینا گون سے اُٹھا لیا اور شمع عالم افروز نے علم نور قبۂ قصر فیروزہ فام پر بلند کیا بادشاہ دادگستر دولت سرا سے باہر آکر رونق افزائے تخت عدل و داد ہوا اور قضیے دادخواہون کے موافق دستور العمل کے بندات خود فیصل کرتا رہا بیت شہ کہ با عدل آشنا باشد ❊ سایۂ رحمت خدا باشد ❊ بعد انفراغ کار سلطنت خلوت مین بیٹھا اور اُس وزیر کو کہ مشار الیہ امورات سلطنت تھا طلب کیا اور جلاد قہر متقاضی تھا کہ ماجرا شب کا وزیر سے ظاہر کرکے تدبیر اُسکے قتل کی اس طرح پر کرے کہ پردۂ ناموس دریدہ اور رشتہ نیکنامی بریدہ نہو اور کارفرمائے عقل یہ کہتا تھا کہ یہ راز وزیر سے بھی نہ کہو کہ بڑے شرم کی بات ہی آخر آتش قہر کی غالب ہوئی اور ماجرا شب گذشتہ کا بیان کیا اور مشورہ وزیر سے چاہا اُس نے بھی اُنکے قتل کی اس طرح پر صلاح دی کہ دونون کو زہر ہلاہل سے ہلاک کیجیے اور سوا شاہ و وزیر کے تیسرے کو اطلاع نہو بیت کارہائے اینچنین آن بہ کہ

قانون نہم
نون اول
آتش دان لمعہ
شمع عالم افروز
آفتاب
سپہر
قصر فیروزہ فام
آسمان

پنہانی بود * آشکارا گر بود آخر پشیمانی بود * اس کے بعد وزیر اپنے گھر کو آیا اُسکی ایک
بیٹی تھی کہ اُسے بہت عزیز رکھتا تھا اُسے نہایت غمگین پایا سبب پوچھا معلوم ہوا کہ
اُسے ملکہ نے آج بہت بے عزت کیا ہو یعنی از بس ذلتین سر محفل دی ہین وزیر کمال
خشمناک ہوا اور براے تسکین اس غمگین سے کہا تو غم نہ کر اور دل شاد رکھ کہ بس دو چار ہی
دن مین چراغ اُسکی عمر کا افسردہ اور گل حیات اُسکا پژمردہ ہوا چاہتا ہو بیٹی نے وزیر کی
اس اجمال کی تفصیل مین مبالغہ کیا وزیر نے بطریق دلداری شمہ اس راز کا بیان کیا
لیکن اُسکے کتمان مین مبالغہ تام کیا دختر وزیر اس بشارت سے خوش ہوئی اور باہر آئی
مقارن اس حال کے ایک خادمہ خاتون کی اس کے پاس آئی اور عذر خواہی اور
دلداری سے پیش آئی دختر وزیر نے کہا کہ کچھ غم نہین ہو خاتون نے مجھے بہت ذلت
دی ہو عنقریب اُسکی سزا و جزا دیکھے گی خادمہ نے کہا کہ اے وزیر زادی تو جانتی ہو کہ مین
خاتون سے زیادہ تیری تابع فرمان اور فدائی ہون جسمین کہ تجھے راحت ہو عین میری
تمنا ہو تو مجھ سے اس حال کو نہ چھپا کہ اُسکی جفا سے مین بھی بہت خفا ہون خدا کرے کہ یہ
بات سچ ہو کہ مین بھی اُس مردم آزار بدکردار سے نجات پاؤن بلکہ اگر کام اسمین کچھ میرے
کرنے کا ہو تو بجا لاؤن وزیر کی بیٹی نے کہا کہ مجھے یقین ہو کہ تو میری دوست صادق ہو لیکن اگر
قوت اسکی رکھتی ہو کہ راز کو زبان سے نہ نکالے تو حال مفصل بے کم و کاست تجھ سے کہدون خادمہ
نے سوگند کھائی اس کے بعد اُسنے کل حال اُس سے بیان کر دیا خادمہ فوراً وہان سے
پھری اور خاتون سے مشروحاً حسب حقیقت بیان کی خاتون نے اُس جوان کو خلوت مین
بلا کے کہا کہ جان ہم اور تم دونون کی جائیگی اگر ہو سکے تو بادشاہ کو مارئیے دونون نے باہم
مشورہ قتل کا کیا شب کو جبکہ بادشاہ سویا اور نفیر خواب بلند ہوئی جوان پردے سے نکلا
اور سر بادشاہ کا تن سے جدا کیا فائدہ اس مثل کا یہ ہو کہ بادشاہ وزیر سے مشورہ لین مگر وہ
راز کہ جسمین مصلحت کلی ہو اُسے ظاہر نہ کرین والا ایسا ہی کچھ درپیش آئیگا ہر چند وزیر خیر خواہ

بادشاہ کا تھا مگر خطاے بشری سے بادشاہ کو قتل کروا دیا اور یہ ظاہر ہو کہ اگر بادشاہ باوجود فرزانگی اور ہمت بلند کے راز اپنا چھپا نہ سکیگا بھلا اور لوگ کہ پایہ مین کمتر اور عقل و دانش مین اُس سے فروتر ہین کس طرح مخفی کر سکینگے **بیت** چون تو نتوانے کہ راز خویش را نہان کنی ٭ پس چہ رنجے کہ اورا دیگران افشا کنند ٭ کارشناس نے جب کہ یہ حکایت بیان کی ایک شخص نے کہا کہ اس حکایت سے معلوم ہوا کہ راہ مشورہ کی چاہیے کہ مسدود ہو جاوے کہ جو کچھ بادشاہ کرے فقط اپنی راے پر کرے اور حال آنکہ ترک کرنا مشورے کا پسندیدہ عقل و حکمت نہین ہی اور آیہ کریمہ وشاورہم فی الامر مقتضی اسکی ہی کہ بغیر مشورے کوئی کسی مہم کا ارادہ نہ کرے **بیت** بناے کار خود ار بر مشاورت ننہی ٭ نہ حق شرع گزاری نہ داد عقل دہی ٭ اور کلام الٰہی پیغمبر برگزیدۂ دو عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو واسطے مشورے کے حکم کرتا ہی یہ دلیل اسپر ہی کہ مشاورت محمود ہی اور خلاف اسکا زنہار پسندیدہ نہوگا **بیت** شد پیمبر بمشورت مامور ٭ تو چرا زین طریقہ باشی دور ٭ کارشناس نے کہا امر حق تعالیٰ کا کرنا اور اپنے رسول کو مشورت مین اسواسطے نہین ہی کہ اسکی راے کو اورون کے مشورے کے سبب سے مدد حاصل ہو کس لیے کہ ضمیر منیر حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وحی الٰہی سے مؤید اور آئینہ جہان نما تھا کہ حقائق اشیا اسمین بالتمام ظاہر تھے مگر فائدہ مشورہ کا یہ ہی کہ اس طریقہ پسندیدہ کو لوگ سیکھین اور اپنی عقول ضعیفہ کے واسطے اورونکی عقل سے مددگاری چاہین جیسا کہ نور چراغ کا تھوڑے سے روغن ڈالنے مین روشنی زیادہ پکڑتا ہی اور فروغ آتش کا دود ہیزم کے زیادہ کرنے مین دوبالا ہو جاتا ہی اور ان باتون سے یہ نہین نکلتا ہی کہ ترک مشورے کا کرنا نہ چاہیے بلکہ یہ ہی کہ جو کچھ مشورے سے حاصل ہوا اور اپنی راے بھی اُسپر قرار پکڑے اُسے چھپاے کہ اخفاے راز اور کتمان ما فی الضمیر مین دو فائدے کلی حاصل ہوتے ہین ایک یہ کہ تجربہ مین آیا ہی کہ جس بات کو مخفی رکھو تاثیر یہ ہی کہ جلد عقدہ کشائی اس امر کی ہوتی ہی اور غالب ہی کہ یہی مضمون حدیث شریف کا بھی ہو دوسرے یہ کہ اگر مشورے سے ایک تدبیر قرار دے اور تقدیر الٰہی

کے موافق نہو تو شماتت اعدا سے اور عیب جویون کی خردہ گیری سے بچتا ہی بموجب بیت کے
بیت ایکہ وصل تو میسر نشود چندان نیست ٭ کہ رقیبان ز سر طعن زبان بکشانید ٭
بیرور بولا کہ ای کارشناس مین نے سب ملازمان درگاہ مین ہر خویش و بیگانے سے تجھے برگزیدہ
کیا ہی اور تیری راے ہموارہ پسندیدۂ دل ہی تو نے جو کچھ تجویز کیا ہی بلا تکلف کر اور تا مقدور
راضی بقصور نہو کارشناس نے بعد دعاے خسروانہ عرض کیا کہ ہر نمکخوار پر واجب ہی کہ جب
کوئی مہم اپنے ولی نعمت کو در پیش آئے جو کچھ از راہ صواب اندیشی اُس کے خیال مین
آئے عرض کرے اور اگر راے مخدوم مائل بہ خطا پائے تو ضرور اطلاع کر دے کہ اس تدبیر
مین نقصان متصور ہین اور جب تک سر انجام اُس تدبیر کا دلپذیر نہ ہاتھ آئے ہمت کو
قاصر نہ کرے اور اُسکے تدارک مین خواب و خور فراموش کر دے آخر کوئی بات کام کی ہاتھ
آہی جائیگی اور بادشاہ جسکو جادۂ امانت داری سے اندک منحرف پائے اُسکی سزا مین ہرگز
تامل نہ کرے اور جسکو خیر خواہ بدل اور امانت دار اور مصلحت کا درست پائے اسکی
سرفرازی مین کوئی دقیقہ علی قدر حال فرو گذاشت نہ فرمائے جبکہ اپنا نسق اس
طریق پر جاری رکھے تو اُسے وزراے کافی اور مشیران امین ضرور ہاتھ آئین گے کیونکہ
خائن خوف سے کبھی ایسے بادشاہ کی نزدیکی قبول نہ کریگا لا محالہ جو ہوگا وہ امین ہوگا
کہ جب بادشاہ نے سزاے خائن اس طرح پر اور امین کی جزا اس طرح پر اپنے اوپر لازم
کی پھر غالب ہی کہ اُس بادشاہ کی سلطنت پائدار رہے اور راز اُس کا افشا نہ ہوا ور
حوادث زمانہ کو اُس کے ملک پر دستبرد نہ ہونے پائے بادشاہ نے پوچھا کہ چھپانا
راز کا کس طرح اور کن کن شخصون سے چاہیے اور کن لوگون سے نہ چاہیے کارشناس
نے عرض کیا کہ بادشاہ کے راز متفاوت ہین بعضے وہ راز کہ جن لوگون کی بارہا آزمایش
کی ہوا ور کام اُن کا شبہہ اور شک سے خالی ہوا ور اُن کے دین اور دیانت
مین کبھی خلل نہ پایا گیا ہو سوا اُن کے اور سے زنہار نہ کہے اور اُن سے بھی جو کہے

تواول ہزار تاکید سے موکد کرے تب اس کے بعد زبان پر لائے والا بے سبب اُسنے
بھی نہ کہے جبکہ کوئی اُن سے مشورہ طلب ہو یا کوئی کام لینا منظور ہو تو البتہ اس طرح پر
کہ مذکور ہوچکا ہوچکا مضائقہ نہین ورنہ ہرگز حرف زبان پر نہ لائے بلکہ اپنی ذات
سے بھی اخفا کرے یعنی مبالغہ ہی کہ بادشاہ جانے کہ مین گویا خود اسے نہین جانتا ہون
جب کہ ایک بات کو خود کوئی نہ جانیگا تو کاہے کو غیر سے کہیگا **بیت** اسرار دل کو
رکھیو نہان جان کی طرح + غماز تیرے ساتھ ہین شیطان کی طرح + اور بعضے وہ راز
ہین کہ جنہین چندان قباحت نہین ہی تو بعض بعض شخصون کو کہ رازدار اور ذی اعتماد
ہین کہنا اُنکا بقدر ضرورت مضائقہ نہین رکھتا ہی مگر بومون کے قضیے مین کہ جو خاطر عالی
مین گذرا ہی اُس راز کی چار کانون کے سوا اور کوئی قابلیت محرمیت کی نہین رکھتا
ہی اسکے بعد بادشاہ متوجہ خلوت کا ہوا اور تنہا کارشناس کو طلب کیا اول پوچھا کہ
ہم مین اور بومون مین عداوت کا کیا سبب ہی وزیر نے کہا کہ زمانہ سابق مین ایک
زاغ نے ایسا کلمہ کہا تھا کہ وہ کینہ دیرینہ اُس قوم کے دل مین اب تلک چلا آتا ہی
اب قابو وقت کا پا کے اُسکا انتقام لیا بادشاہ نے پوچھا کہ یہ ماجرا کیونکر تھا عرض
کیا **حکایت** کہا زمانۂ سابق مین بہت سے پرندے جمع ہوے اور صلاح کی
کہ ہم مین ایک دانا بادشاہ ایسا چاہیے کہ سانحے کے وقت اُس سے رجوع لایا
کرین یا دشمن پیدا ہو تو اُس کے دفع کی تدبیر اُس سے پوچھین اُسپر ہر ایک
پرندا اپنی فکر کے مناسب ایک کو لائق بادشاہی کے سمجھ کے پسند کرتا تھا اور
دوسرا دلیل و برہان سے اُس کے کلام کو رد کرتا تھا آخر کار نوبت بوم کی آئی
کہ ایک گروہ اُسپر راضی ہوا کہ بوم سرداری کے سزاوار ہی اور دوسرا گروہ
رد و قدح مین کوشش کرتا تھا اس مین آتش فتنہ برپا ہوئی کہ بات
مجال سے جدال پر آگئی قرار اس پر پایا کہ ایک جانور کہ اس مجمع مین داخل نہو

اُسے حکم کرین اور جو کچھ کہ وہ حکم کرے اُس پر عمل کرین اتفاقا ایک زاغ وہان اُسوقت
وارد ہوا سب نے کہا کہ یہ جانور ہماری حکایات سے کچھ آگاہ نہین ہو اور غیر جنس بھی
ہو اُسے حکم کرو سب نے پسند کیا اور تجویز سلطنت بوم اور انکار فریق ثانی بیان کیا
زاغ نے کہا کہ یہ فکر خام اور سوداے نافرجام ہو بوم شوم کو منصب حکومت سے کیا
نسبت اور اُس منحوس صورت کو رتبۂ اختیار و اقتدار سے کیا کام مگس کو عرصہ جولانگاہ
سیمرغ سے کیا مناسبت آیا شاہباز بلند پرواز کہ نسر طائر سے بلندی مین لاف برابری
مارتا ہو کیا ہوا اور ہما سے ہمایون فال کہ اُسکا سایہ بال تاج افتخار سلاطین ہوتا ہو
کہان ہو اور عقاب بافر وشکوہ کہ کوہ اُسکی صداے پروبال سے لرزتا ہو کیا ناپیدا
ہو گیا اور اگر سب مرغ نامدار جہان سے نابود ہو گئے ہوتے تو اولیٰ یہ تھا کہ تم بغیر
بادشاہ کے اپنی گذران کرتے اور ننگ متابعت بوم شوم اپنے سر سے نہ مارتے اور اس
عار کو قبول نہ کرتے کہ وہ قطع نظر منظر کریہ کے عقل ناقص رکھتا ہو اور مغلوب الغضب
اور متکبر ہو اور سوا اس کے جمال عالم افروز خورشید سے کہ آیہ وجعلنا ہا سراجًا منیرًا
اُسکی شان مین ہو محروم رہتا ہو اور دشوار تر یہ ہو کہ حدت غضب اور خفت عقل
اُس کے افعال سے ظاہر ہو اور بیمعنی اور لایعنی ہونا اُسکا اُسکے حال سے روشن باہر
پس بہتر یہ ہو کہ اندیشۂ ناصواب سے درگذرو اور تدارک ہر قضیے کا اپنے مشورے
اور مصلحت پر رکھو اور بادشاہ الیق کی تلاش مین رہو اس صورت مین مرفہ الحال او
فارغ البال رہوگے اگر یون کروگے تو بخوبی ہر مہم کو سرانجام دوگے جیسا کہ اس خرگوش
نے آپ کو رسول ماہ کیا اور تدبیر درست سے ہاتھیون کو اپنی قوم سے دفع کیا فیروز نے
پوچھا کہ یہ کیونکر تھا حکایت کہا کہتے ہین کہ ایکبار ہاتھیون کی ولایت مین ایک سال
خشک سالی ہوئی اور یہان تک نوبت پہونچی کہ قطرۂ آب کسی کو نہ ملتا تھا آخر
رنج تشنگی سے بے طاقت ہوے اور اپنے بادشاہ سے عرض کیا بادشاہ نے

حکم دیا کہ ہر طرف جاسوس جائین اور جہان پانی اور چراگاہ خوب ہو خبر لائین ایک ہیل
خبر لایا کہ ایک مقام ہی کہ اسے چشمہ ماہ کہتے ہین عجب مقام وسیع و سیراب ہی اور مرغزار
بے شمار اُس مین واقع ہوے ہین بادشاہ ہیلان سب حشم و خدم لے کر اُس چشمہ پر وارد
ہوا اور اُس چشمے کے حوالی مین ایک گروہ خرگوش کا بھی رہا کرتا تھا ہاتھیون کے ہجوم
سے اُنھین زحمت ہونچی تھی بلکہ اکثر پاؤن کے تلے کچل گئے تھے آخر سب خرگوش
اپنے بادشاہ کے آگے گویا ہوئے کہ بادشاہ عادل مظلومون کی پناہ اور دستگیر مجروحون کا
ہوتا ہی اور تخت پر بیٹھنا داد دینے کے لیے سزاوار ہی نہ شاد ہونے کے واسطے اب وقت ہی
کہ داد ہماری دے اور انتقام ہمارا لے کہ اکثر ہمارے جنس مارے گئے اور بعضے جو بچے
ہین وہ مجروح اور کوفتہ ہین اور باقیماندہ بھی اُنکے ہجوم سے معرض ہلاکت مین خوفناک
ہین بادشاہ نے کہا کہ یہ بات سرسری نہین ہی کہ بے سمجھے جواب دیا جائے بلکہ پہلے سب
عقلا جمع ہون تا مشورے کے بعد ایک تدبیر قرار دیجاے اور مقدمہ سنگین مین بغیر
مشورے حکم کرنا خلاف طریقہ خردمندی ہی بزرگون نے کہا ہی کہ اگرچہ بڑا ہو عادل
و ہوشیار اور رکھتا ہو دانش بسیار لیکن نہ کرے ہرگز بے مشورے کام دشوار آخر کار
بادشاہ نے سب کو جمع کیا اور مشورہ ہیلون کے دفع کا پوچھا ان خرگوشون مین ایک
تیز ہوش تھا کہ اُسے بہروز کہتے تھے اور سب خرگوش اُس کی حسن تدبیر کے معتقد تھے
اُس نے قد اپنا راست کیا اور کہا بیت شاہا غم رعیت بیچارہ میخوری ؎ این ست
رسم و قاعدۂ دادگستری ؎ از حال بیکسان نظر لطف وا مدار ؎ گز تاج و تخت
و دولت و اقبال برخوری ؎ اگر مصلحت ہو تو مجھے وکیل کر کے ہیلون کے شاہ
کے پاس بھیجیے اور ایک امین ساتھ کیجیے تا جو مین کہون اور کرون وہ اُسے
دیکھے اور سُنے بادشاہ نے کہا کہ مجھے تیری راے صواب اندیش اور امانت اور
دیانت پر کمال وثوق ہی حاجت امین کی کیا ہی مبارک ہی جا اور جو

مناسب سمجھ سو کرلا کہ رسول زبان بادشاہ کی ہوتا ہی تیرا کہنا میرا کہنا ہی جو کوئی چاہے کہ بغیر ملاقات اُسکا راز دل دریافت کرے تو اُسکے فرستادہ کے گفتار و کردار سے معلوم کرے کہ وہ ایسا ہی کہ جس نے ایسے کو برگزیدہ کیا ہی اور حکما نے بھی اس مین تاکید کی ہی کہ بادشاہ کو چاہیے ایسے کو وکیل کرے کہ برگزیدہ سب قوم کا اور داناتر اُس گروہ مین ہو چنانچہ سکندر ذوالقرنین بیشتر تبدیل لباس مین آپ رسالت کو گیا ہی اس لیے کہ فرستادہ دانا اور دلیر توانا چاہیے کہ ہر سوال کا اپنے ذکا سے جواب دے کہ راہ صواب سے نزدیک تر ہو یعنی پسندیدہ اہل تحقیق اور مقبول نظر ارباب تدقیق ہو بہت لوگ ہوتے ہین کہ حدیث درشت سے ایسی آتش برپا کرتے ہین کہ جہان جل جاتا ہی اور بعضے ایسے ہین کہ گفتار دلپسند سے دو گروہ مین طرح محبت کی پیدا کرتے ہین بہروز نے عرض کی کہ اے بادشاہ اگرچہ مجھے طریقہ رسالت مین کچھ دخل ہی لیکن بادشاہ عالم پناہ بھی اپنے درج حکمت سے جوہر چند اس ذرہ بیمقدار کے گوش ہوش مین آویزان فرمائے تو اُسے سرمایہ رسالت کرکے اسی قانون سے ہر بات کو بحسن ترتیب دتیار رہون بادشاہ نے کہا کہ اے بہروز بہترین طریقہ رسالت یہ ہی کہ تیغ زبان مانند تیغ آبدار تیزی اور برش مین درست رکھے لیکن جوہر لطف و مدارا بھی ٹلنے نہ پائے اگر اُس طرف سے ابتدا بہ سختی ہو تو اپنی طرف سے پہلے وہ کلام کرے کہ ابتدا اُسکی لطف و ملایمت پر ہو اور اگر دیکھے کہ وہ نرم نہین ہوتا ہی اور راستی پر نہین آتا ہی تو نرمی کے پردے مین ویسی تیزی بیان مین ادا کرے کہ زہرہ دشمن کا آب ہو جاے اور سامعین پر یہ واضح ہو کہ یہ آپ پرخاش کا بانی نہین ہی مگر جواب پرخاش مین بہت پرکار ہی

بیت لطائف سخن از سینہ تخم کین ببرد ❊ زبان رفق ز ابروے خشم چین ببرد

حاصل یہ کہ کلام رسول چاہیے کہ قاعدہ لطف و خشم اور ساختن پر مبنی ہو اور ناموس شکوہ بادشاہی ہر حال مین کم نہونے دے اور مطالب اور گنہاے دشمن

۱۳ توفیق یاری
کردن ونرمی
گردن ۱۲
۱۴ زہرہ بفتح
لفظ فارسی
بمعنی پتہ
دلکہ یہ از
دلیری و
بیباکی است ۱۲
۱۵ رفق بالکسر
نرمی و ملایمت ۱۲
۱۶ شکوہ بفتحتین
شان و شوکت
و بکسر اول
اسم ۱۲ ب

کے بخوبی سمجھ لے غرض کہ دانا کو پند دینا تحصیل حاصل ہی پس رخصت ہو فی امان اللہ
بہروز آداب بجا لایا اور رخصت ہو کے شب کو گروہ پیلان مین آیا خیال کیا کہ یہ
سب سرمست بادۂ نخوت ہین بے اُسکے کہ حال مفصل بیان ہو تیری کیا قدر
جانینگے اگر تجھسے ہزار کو پامال کرڈالین توبھی انکے چہرۂ جباری پر غبار نہ آئیگا
بیت کب دست موج کرتے ہین ماتم حباب کا + دریاے لطمہ زن کو کہان
غم حباب کا **ایضاً** گذر جس جا ہو پیلان دمان کا + کسے وان دھیان مورناتوان
کا + پس بہتر یہ ہی کہ ایک بلندی پر بیٹھ کے پہلے پیغام ادا کرون اگر سماعت کی تو
فہو المراد والّا جان تو سلامت رہیگی اس کے بعد بلندی پر آکے آواز دی کہ ای
شاہ پیلان مین پیغامبر ماہ کا ہون اور پیغامبر کو چاہیے کہ جو کچھ کہ مالک نے کہا ہو اُسے حرف بحرف
ادا کرے کہ مامور معذور ہوتا ہی اور رسول کی بات گو تلخ ہو لیکن سماعت کے قابل
ہوتی ہی اور تو جانتا ہی کہ ماہ باعث رونق بازار شب تار ہی بادشاہ روزگار
اگر کوئی اُسکا خلاف اختیار کرے اور بات اُسکی سمع قبول سے نہ سُنے تو تیشہ اپنے
پاؤن پر مارتا ہی بادشاہ پیلان اپنی جگہ سے نکل آیا اور کہا کہ پیغام ماہ کا کیا ہی
کہا کہ ماہ کہتا ہی کہ جو شخص اپنے زور و قوت پر مغرور ہو کر زیر دستون کو آزار
پہونچائے تو یہ دلیل روشن ہی اُسکی رسوائی کی کیا وہ ہمارے زور و قوت سے
آگاہ نہین ہی جو اپنے کو بھول گیا **بیت** خدای کہ بالا و پست آفرید +
زبردست ہر زبردست آفرید + اور تو جو اس غرور پر ہی کہ مین اور بہائم سے
قوی تر ہون اور یہ قوت و شوکت کہ ادنے عوارض سے معرض زوال مین
آجاتی ہی پس ایسے وسیلے سے تونے یہان تک خیرگی کی ہی کہ ہمارے چشمے مین
تیرگی کردی ہی کیا تو نہین جانتا ہی کہ عقاب تیز پر اگر میرے چشمے پر اُڑے تو
اُس کے بال و پر جلجائین اور اگر نسر طائر کبھی چشم بد سے اُدھر نگاہ کرے

زبردست ہر زبردست

تو قوت باصرہ اُس کی فوراً زائل ہو جاے پس تو آپ کو کیا سمجھا ہی کہ خیال فاسد
کو دل مین راہ دی ہی لیکن مین نے نہایت کرم سے تجھے آگاہ کیا ہی اگر اپنی جگہ
سے قدم اُدھر نہ رکھے گا تو آرام سے بسر کر ڈالا بذات خود مین آؤنگا اور عذاب
عظیم سے تجھے ہلاک کرونگا اور اگر اس مین کچھ شک واقع ہو تو جلد آ کہ مین اس
چشمے مین اسوقت موجود ہون براے العین مشاہدہ کر اور چشم عبرت کھول شاہ
پیلان اس بات کے سُننے سے متعجب ہو کر اُسی دم چشمے پر حاضر ہوا اور صورت ماہ
کو پانی مین دیکھا بہروز نے کہا کہ ای بادشاہ تھوڑا پانی اُٹھا کے مُنھ دھو کہ ماہ بر سر
رحم آئے تجھ سے راضی ہو پیل نے خرطوم پانی مین ڈالی جنبش خرطوم سے پانی
ہلا اُسے معلوم ہوا کہ ماہ اضطراب و غضب مین ایک طور خفگی کا پایا جاتا ہی پیل نے
آواز دی کہ ای وکیل ماہ اپنی جگہ سے جا بجا کیون حرکت کرتا ہی بہروز نے کہا
کہ واقعی ماہ جیسے کہ بر سر قہر ہی یہی خیال ہی تو جلد سجدہ کر کہ تا غضب فرو ہوا اور
قرار پکڑے پیل نے سجدہ کیا اور کہا کہ اب زنہار اس چشمے کے گرد کوئی پیل نہ آئیگا
قصور گذشتہ کہ نادانستہ گناہ تھا معاف ہو یہ کہکر پانی سے خرطوم باہر کی
ایک دم کے بعد پانی ٹھہرا اور ماہ نے قرار پکڑا بہروز نے کہا کہ جا قصور تیرا معاف
ہوا پھر ہرگز ایسا نہ کرنا پیل اپنے جرگے کو روانہ ہوا اور بہروز نے آکے اپنے
بادشاہ کو خوشخبری دی بادشاہ نے ہزار تحسین بہروز کی راے سلیم پر کی اور
حسن تدبیر اُسکا سبب خرگوشون کو باعث امن و امان ہوا زاغ نے کہا کہ یہ مثل
اس لیے بیان کی ہی مین نے کہ تم مین ایک ایسا عاقل چاہیے تا وقت ضرورت
کے تدبیر دفع دشمن کرتا رہے اگر آج تم مین کوئی زیرک صلاح کار ہوتا تو کب
یہ صلاح دیتا کہ بوم شوم کو تم اپنا فرمانروا قرار دو کہ باوجود اتنے خصائل
ناپسندیدہ کے کہ مذکور حسب کا ہو چکا فریب اور دغا اور بے وفائی اُسکی

سرشت مین داخل ہی اور بادشاہ کا اس سے زیادہ کوئی عیب نہین ہی کہ دغا اور بیوفائی اُسکی طینت مین ہو کیونکہ بادشاہ سایہ پروردگار کے جاتے ہین الله غرشانہ نے اُنکے آفتاب عدالت سے عالم کو منور کیا ہی اور اُنکے عدل و انصاف کے بغیر امن و امان عالم مین وجود نہین باقی ہی پس چاہیے کہ بادشاہ وفادار ہو نہ جفاکار اور رعیت کے ساتھ مہر و الطاف سے پیش آئے نہ قہر سے اور زنگار کینہ سے لوح سینہ کو صاف رکھے نہ تکدر اور جو کوئی کہ مکار کا محکوم ہوگا اُسے وہ پہونچے گا جو اُس کبک اور تیہو کو گربۂ مکار سے پہونچا مرغون نے پوچھا کہ یہ قصہ کیونکر تھا

حکایت زاغ نے کہا کہ دامن کوہ مین میرا آشیانہ تھا ہمسایہ میرے ایک کبک کا بھی مسکن تھا تاثیر قرب و جوار سے ایسی محبت باہم پیدا ہوئی کہ بجز تلاش معاش مفارقت ایکدم کی گوارا مجھے نہ تھی ناگاہ وہ کبک ایسا غائب ہو گیا کہ تا زمانہ دراز سراغ اسکا نہ ملا یقین ہوا کہ ہلاک ہو گیا بعد مدت دراز تیہو پیدا ہوا اور اُس کے آشیانہ مین مسکن کیا مین نے خیال کیا کہ آشیانے کے خالی رہنے سے تیہو کا رہنا بہتر ہی اگر معلوم ہوتا کہ وہ زندہ ہی تو البتہ مین متعرض ہوتا بحکم اس کے ع یکے ہمی رود و دیگرے ہمی آید۔ خاموش ہو رہا مین تھوڑی مدت اسی طرح پر گذری کہ کبک موجود ہوا دیکھا کہ غیر میرے آشیانے مین متمکن ہی کہا تو میری جگہ چھوڑ دے تیہو نے کہا کہ اب مین صاحب قبض ہون اور بمقتضاے القبض دلیل الملک کے اب اسکا مالک مین ہون اگر اپنی حقیقت سمجھتا ہی تو حجت شرعی سے اثبات کر کبک نے کہا کہ تیرا قبض غصب اور تغلب سے ہی اور غصب سب کے نزدیک روا نہین ہی مین اس بات مین سند شرعی رکھتا ہون القصہ دونون مین نزاع کلی واقع ہوئی چنانچہ مین نے ہرچند صلح کی تدبیر کی پر کوئی بات درست نہ پڑی آخر کار اس پر قرار پایا کہ رجوع بہ حاکم عادل کرین کہ دونون کی بات سُنکے حق کو باطل سے جدا کر دے کبک بولا کہ یہان سے نزدیک ایک گربہ ہی روزہ دار اور عابد اور

حکایت کبک و تیہو و گربہ

تیہو پرندہ ... کبک ...

ایک دلیل ہی ... قابض ہونا ... ملک ہونے کی

خدا شناس اور کم آزار دن روزے مین بسر کرتی ہی اور رات کو شمع وار ایک قدم سے تا صبح سوز و گداز عشق الٰہی مین کھڑی ہو کے اشکبار ہی کیا کرتی ہی مثنوی آب بے یدہ دست از کون شستہ ٭ زگنج فقر گنج فیض جستہ ٭ زدہ بر ہر دو عالم پشت پائے ٭ زخود بیگانہ باحق آشنائے ٭ افطار آب و گاہ سے کرتی ہی اور خونریزی جانورون کی حرام جانتی ہی اس سے زیادہ قاضی اور نہ ملے گا اور وہ حکم کہ اس قضیے مین حکم براستی کرے بہتر اس کے اور ہاتھ نہ آئیگا دونون اس بات پر راضی ہو کے گربہ کی طرف روانہ ہوے مین نے ازراہ شفقت کہا کہ ای عزیزو تم نے جو یہ تقریر کی قابل اعتماد کے نہین غالب ہی کہ آپ تمھاری خطا پر ہو بغور اسے سمجھو کہ گربہ کو تقوی سے کیا علاقہ کوئی اور تدبیر اپنے فیصلے کی کرو اور اس خیال محال سے درگذرو اُنھون نے اسمین مبالغہ کیا مین نے کہا ع ہر کسی مصلحت خویش نکو میداند ٭ خیر بہتر ہی روانہ ہو لیکن دل مین کہا کہ یہ قضیہ نو اور روزگار سے ہی تماشا اسکا دیکھنا چاہیے کہ گربہ روزہ دار بین الخصمین کیا فیصلہ کرتی ہی مین بھی اُنکے پیچھے پیچھے آکے ایک شاخ درخت پر بیٹھا نظارہ کرتا تھا جب کہ دور سے گربہ نے دیکھا کہ دونون میری طرف آتے ہین جلد کھڑی ہو کر نماز پڑھنے لگی اور تعدیل ارکان مین جیسا کہ چاہیے کوشش کرتی تھی بیت کلید در دوزخ است آن نماز ٭ کہ در چشم مردم گزاری دراز ٭ کبک اور تیہو کردار اور از کار آتش مکارہ کے دیکھکے متحیر اور زیادہ معتقد ہوے اُسکے بعد تامل اتنا کیا کہ نماز سے فارغ ہوئی دونون سر نیاز زمین ادب پر رکھکر بولے کہ ہم دونون مین باہم قضیہ ہی بے توجہ آپ کے فیصلہ دشوار ہی بعد انکار تمام بولی کہ صورت حال بیان کرو دونون نے صورت قضیہ کی عرض کی گربہ نے کہا کہ ای صاحبو چرخ دوازدہ یا ان کار نے غبار ضعف میرے ہر عضو مین پہونچایا ہی اور دستبرد خزان روزگار نے آب طراوت اور تاب لطافت کو میرے بوستان حیات سے مستر د کر لیا اور شب جوانی کہ سراسر قوت زور بہلوانی تھی صبح پیری سے کہ مجمع جملہ عیب حقیری ہی مبدل ہو گئی بینائی اور شنوائی

نے جواب دیا اب تمھارا چہرہ خوب نہین دیکھتی ہون اس لیے قضیہ تمھارا تھوڑا سُنا اور
اکثر بہ سبب ضعف سماعت کے نہین سُنا گیا بہتر یہ ہی کہ مجھے معاف کرو کہ چند انفاس کہ
باقی ہین یاد خدا مین بسر کرون اور قضیہ دُنیا کا کہ سراپا مخرب دین اور مانع یاد الٰہی
اور باعث نفرین ہی اس سے گربہ مسکین کو معاف رکھو کبک اور تیہو نے عرض کیا
کہ حاجت روائی مخلوق کی باعث خوشنودی خالق ہی اگر یہ امر عبادت مین مخل ہوتا
تو انبیاے کرام کب کسی کے حال کی سماعت فرماتے گربہ نے کہا کہ تم ایسی دلیل قوی لائے
ہو کہ اب لامحالہ سننا پڑا لیکن مین اونچا سنتی ہون بہت نزدیک آکے با آواز بلند دونون
اپنا حال بیان کرو البتہ بعد سماعت حکم شرعی کیا جائیگا مگر پہلے اس سے کہ قضیہ تمھارا
سُنا جائے ایک نصیحت دوستانہ کہ فوائد دینی و دنیاوی اُس کے ضمن مین مندرج ہین تمسے
بیان کرتی ہون اگر آج اُسے گوش دل سے نہ سُنو گے تو فردا پشیمانی کھینچو گے اور اگر قبول
کرو گے تو اُسکا ثمرہ دُنیا اور عقبیٰ مین ضرور پاؤ گے اتنا سمجھ لو کہ مال و متاع دُنیا ہر دم معرض
زوال مین ہی اُسپر زنہار مغرور نہونا اور اس بے بقا سے کوئی چیز اگر بمکر و غدر سے حاصل
ہو اُسے ہرگز قبول نہ کرنا کہ یہ مال ایک دن زندگی مین خواہ موت کے بعد تمسے جدا ہونیوالا ہی
مگر وبال اُسکا ودام طوق گردن رہیگا پس ایسے زہر ہلاہل کو اپنے ہاتھ سے دیدہ و دانستہ
اپنے حلق مین ڈالنا کام دانشمند کا نہین ہی اولیٰ تو یہ ہی کہ اُسکی اُلفت بالکل دل سے
اُٹھا کے چندے یاد الٰہی مین مصروف ہو جیسا کہ مؤلف کہتا ہی **بیت** زبان چلتی ہی گویا
آج کچھ ذکر خدا کر لے ٭ اجل آئی تو پھر ہرگز نہ دیگی بات کی فرصت ٭ اور اگر یہ نہو سکے
تو ناحق سے ضرور اجتناب کر پس یہ وہ کلمے کہ حق حیوانیت تھا مین نے ادا کر دیا اب
جو کچھ مطلب ہو اُسے بیان کر کبک نے عرض کیا کہ اے حاکم عادل اگر سب لوگون
کو ہمت طلب حق کی ہوتی تو ہر ایک صفت دیانت و راستی کو شعار اپنا کرتا
اور احتیاج محاکمہ اور تصدیق حکام کی نہ ہوتی اور رسم مرافعہ اور مدافعہ سوگند

اور گواہ کی دفتر ایام سے اُٹھ جاتی جو کہ مدعی اور مدعا علیہ عالم کی آنکھین بدغرض
سے کور ہین اور راستی کی صورت اُنکے دیکھنے مین نہین آئی ہی اس واسطے وہ شخص
کہ جسکی چشم دل کحل الجواہر صدق سے پروردگار نے روشن کی ہی اور غبار ناحق کوشی
کا اُنکے آئینہ دل پر نہین بیٹھا ہی اُس کے ہم سب محتاج ہوتے ہین تا جمال صواب
اُنکے توسط سے دیکھنے مین آئے ای گربہ خدا شناس للہ الحمد کہ زنگار غرض نے تیرے
آئینہ دل کو سیاہ نہین کیا ہی اور شومی رشوت سے تیرا دیدۂ دیانت کور نہین ہوا
ہی اُس باعث سے یقین صادق ہی کہ جو کچھ حق ہی اُس پر تیرا حکم جاری ہوگا اور
جس نے کہ فرمان سے تیرے گردن کشی کی موکل عقوبت تیرا فوراً اُسکے سر کو اوج دار پر
سرفرازی بخشیگا گربہ نے کہا کہ بات اچھی کہی تونے حقیقت یہ ہی کہ تم دونون اپنے
دل مین یہ سمجھو کہ حق تعالیٰ حق کی طرف ہی اور حق غالب ہی ہرچند ظاہر مین حقدار
ضعیف و ناتوان ہون پر باطن مین اُسی کو غلبہ ہی یعنی اگر آج ایک بالادست زیردست
پر جور کرے اول یہ ہی کہ حاکم عادل ضرور جانبدار حق کا ہوگا پھر قوت باطل
اُس ناحق کوش کی کچھ کام نہ آئے گی اور بالفرض والتقدیر دنیا مین بچگیا تو قیامت
مین کیونکر رستگاری پائیگا اور سوائے اُس کے اور دو کلمہ کہ خاص شفقت ہین
وہ بھی تم سے کہے دیتی ہون لازم ہی کہ گوش دل سے سنو اور مجھے اپنا خیرخواہ
سمجھو وہ یہ ہی کہ کار نیک کا ذخیرہ کرو اور اس عہد بے بقا کو مانند ابر تابستان اور
نزہت گلستان سمجھو اور اعتماد اُس کا ہرگز نہ کرو اور خاص و عام اور دور
نزدیک عالم کو اپنے اعضاے بدن کے مانند سمجھو یعنی جو کچھ اپنے اوپر روا نہ
رکھو اُن پر بھی جائز نہ رکھو کیونکہ ع بنی آدم اعضاے یکدیگر ند٭ غرض کہ
یہان تک افسون اور دمدمے اُن پر دم کیے کہ اُن کو زیادہ تر اُنس پیدا
ہوا اور مطلق اندیشہ نہ رہا بے خوف و خطر گربہ کے نزدیک آ بیٹھے پس وہ

نزدیک ہونا تھا کہ اودھر ایک ہی حملے مین دونون کو پکڑ کے مطبخ معدہ کو اون کے
گوشت لذیذ سے گرم کیا اور اثر نماز و روزہ اور صلاح عفت کا خبث طبع ناپاک
نے اتنے ہی طعمے کی طمع مین برطرف کر دیا اور یہ مثل اس لیے کہی گئی ہی کہ تا معلوم ہو کہ
عہد و پیمان پر بدسیرت کے ہرگز اعتماد نہ کرے اور بوم نفاق اندیش اور غدر پیشہ بھی
یہی مزاج رکھتا ہی معائب اوسکے بے غایت اور قبائح اوسکے بے نہایت ہین اور یہ
عیوب اوسکے جو بیان کیے مین نے قطرہ ہی دریاے بیکران سے اور ذرہ ہی ازروے
سپہر گردان کے اور اگر مبادا تمنے بھی یہی کام اختیار کیا کہ اوسے تخت پر بٹھایا دیکھنا
جسوقت کہ تاج شاہی اوسکے فرق نامبارک پر رکھا گیا بے شک ادبار اس دیار کے
سر پر پڑے گا اور جس دم کہ پایۂ تخت حکومت اوسکے پاے شوم سے چھو گیا آتش غضب
کرہ نکبت سے عالم پر برسے گی اور خس و خاشاک اوس دیار کا خاکستر کی طرح
برباد و فنا ہو جائے گا اس سبب سے کہ طینت اوس کی ناپاک اور جوہر اوسکا ناقابل
ہی تربیت اور صلاح کسی ناصح کی اوسپر کچھ کام نہ کرے گی بیت گوہر پاک بباید
کہ شود قابل فیض ❊ ورنہ ہر سنگ و کلوخے گہر و مرجان نشود ❊ جبکہ مرغون نے
یہ داستان زاغ کی سنی اوس کام سے انکار کیا اور ارادہ بوم کی متابعت کا بالکل
دل سے اوٹھا دیا بوم پریشان روزگار سراسیمہ اور شرمسار گوشہ ادبار کی طرف
روانہ ہوا اور چلتے چلتے زاغ سے کہا کہ اے سیاہ رو بے شرم و حیا وہ فتنہ تونے
میرے حق مین برپا کیا کہ تا سو سال تک اوس کا دفع ممکن نہین ہی اور وہ آتش فساد
تونے میرے حق مین بھڑکائی ہی کہ اوسے دریاے محیط بجھا نہین سکتا ہی مین نہین
جانتا ہون کہ قصور مین نے تیرا کیا کیا تھا کہ جس کا عوض تجھ سے یہ ہوا لیکن
سمجھ لے کہ جراحت شمشیر البتہ التیام پاتا ہی مگر زخم زبان کا لا علاج ہی کہ
کسی مرہم سے اچھا نہین ہوتا ہی بیت جراحتی کہ ز تیغ زبان رسد بہ دل ❊

بھیج مرہم راحت نکو نخواہد شد؛ پیکان ناوک اگر سینے مین بیٹھا ہی تو نکالنا اُسکا ممکن ہو مگر جو
تیر کہ زبان سے دل مین بیٹھا ہی اُسکا نکالنا محال ہی اور جو مضرت کہ تصور کی جاے دفع کرنا
اُسکا ممکن ہی مگر بدافعہ کینے کا زنہار نہین ہوسکتا ہی مثلاً آتش اگرچہ کیسی ہی تیز و تند ہو
مگر اُسکی حرارت پانی سے تسکین پاسکتی ہی اور شعلہ کینے کا آب ہفت دریا سے تسکین نہین
پاے گا اور زہر اگرچہ کشندہ ہی اُسکا ضرر تریاق سے دفع ہو جاتا ہی مگر زہر کینے کا کسی
علاج سے دفع نہین ہوسکتا ہی اسکے بعد ہماری اور تیری قوم مین آج سے ایسا درخت
کینہ لگایا گیا کہ بیخ اُسکی تحت الثری کو پہونچی اور شاخ اُسکی سما سے گذر گئی بوم اس فصل
کو بیان کرکے آزردہ حال اور شکستہ بال اپنی جگہ کو پھر گیا اور زاغ اپنے قال سے
پشیمان ہوکر فکر دور و دراز مین پڑا اور باخود کہتا تھا کہ عجب حرکت نا ملائم دور از عقل کی
مین نے کہ جس سے سراسر ضرر متصور ہی اور اپنی قوم کے واسطے دشمن قوی برانگیختہ کیے
مین نے بھلا ان مرغون کی نصیحت سے بھی کیا کام تھا جو اس گروہ کے مہتر تھے کچھ
ان سے بہتر مین نہ سمجھتا تھا اور بوم کے معائب وہ کیا خود نہ جانتے اور بالفرض
اگر جانتے تو مجھے اس سے کیا حاصل تھا وہ جانتے اور اُنکا کام اُنھون دانائی کی اور
بقول من صمت نجا کے کام کیا یعنی جس نے خاموشی اختیار کی نجات پائی اور مین نے
بدنیوجہ نصیحت کرکے اپنی قوم کو معرض زیان مین ڈالا سچ کہا ہی کہ زبان کو بشکل
تیغ اس لیے پیدا کیا ہی کہ بے ضرورت اسے نیام دہن سے باہر نہ نکالے جیسا کہ مرد
شمشیر زن جب تک معرکہ کارزار نہو بطور بازی بیہودہ تیغ کو نہین نکالتے ہین
اور جو کوئی کہ بے ضرورت ہر دم بازی کے طور سے شمشیر میان سے نکالا کرے گا
نگاہ مین خلق کی سبک اور ذلیل نظر آئیگا اسی طرح جو شمشیر زبان کو بے ضرورت
و بے اختیار باہر نکالا کرے گا ایک دن مبتلا کسی بلا کا ہوگا واقعی بڑی خطا کی
مین نے اور دشوار تر کو اختیار کیا کہ قوم بوم کے مواجہہ مین یہ سب کچھ کہا کہ

جس کا حیلہ بھی کچھ بن نہین سکتا ہو مگر کینۂ بے حد نے انکے سینہ مین جا پکڑی ہی اور حق بجانب
اُن کے ہو چنانچہ خردمندون نے کہا ہو کہ اگرچہ اپنی شوکت و قوت پر اعتماد تمام ہو مگر
تو بھی کسی ادنی عداوت کو جاری نہ رکھے بلکہ لازم ہو کہ دشمن سے بھی مدارا اور تملق مین
کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے جیسا کہ نظام الملک والی حیدرآباد نے فرمایا ہو
بیت بے دل بردن عالم تملق را سبب کردم ✣ بدشمن نیز چون شیشم بدان گرمی کہ تب کردم
اور دشمن انگیزی سے پرہیز کرے اگرچہ تریاق مجرب اور انواع ادویہ مجرب رکھتا ہو پر
اس اعتماد پر زہر ہلاہل کھانا سخت ابلہی ہو **بیت** ہر چند کہ تریاق بدست است ترا
زنہار کہ تا زہر ہلاہل نہ خوری ✣ حکما اسپر متفق ہین کہ فعل کو قول پر ترجیح ہو یعنی فعل نیک
کہ اول مین کم ظاہر ہوتا ہو مگر انجام مین رونق پکڑتا ہو اور وہ شخص کہ قوت گفتار
غالب رکھتا ہو اور کلام اپنا حسن عبارت سے لوگون کی نظر مین چرب زبانی سے
شیرین کر دکھلاتا ہو لیکن تھوڑے سے عرصے مین ورطۂ ندامت و ملامت مین پڑتا
ہو اور نتیجہ قول بے عمل کا سوا حسرت و ندامت کے اور کچھ نہین ہوتا ہو اور مین وہ
راجح قول اور قاصر عمل ہون کہ انجام کار پر نظر نہ کری اگر آج تاج خرد سے فرق حال
میرا مزین ہوتا تو پہلے کسی عاقل سے مشورہ کر لیا ہوتا اس کے بعد اس گفتگو مین
جرائت کرتا تو سخن بے ضرر اور پاکیزہ کہتا اور بیہودہ گوئی سے احتراز کرتا مین بقول
شاعر **بیت** سخن راسخت ناسنجیدہ گفتم ✣ درنا سفتنی بود انکہ سفتم ✣ افسوس کہ
بے مشورت ناصحان عاقل اور خردمندان کامل بات کہی مین نے کہ بے ضرورت
محض کلمات خصومت انگیز زبان پر لایا مین غالب ہو کہ مفسدون کے زمرے مین
شمار کیا جاؤن اور نادانی اور جہالت سے منسوب ہوون کسی نے سچ کہا ہو کہ
بسیار گو بیہودہ گو ہوتا ہو بلکہ آدمیون اور بہائم مین کلام سے امتیاز کرایا جاتا
ہو **بیت** جو کرے بات اُسے چاہیے ہوش ✣ گر نہین ہوش تو بیٹھے خاموش ✣

القصہ زاغ اسی طرح پر بے قرار رہا اور آپ کو نفرین کرتا تھا اور اُس کے بعد اپنے مسکن
کی طرف پرواز کی بس ہم مین اور قوم بوم مین سبب عداوت یہ ہوا بادشاہ نے کہا ای
کارشناس یہ حکایت فوائد آموز سُنی مین نے اور حاصل حکایت کو سرمایۂ دل اور معین خرد
کیا اور مین نے بزرگون سے سُنا ہی کہ خردمندون کو مصاحب کرنا اور انکے کلمات
طیبات کو اپنا پیشواے کار بنانا نشانی سعادت و اقبال اور حصول مرتبۂ کمال کی
ہی اور حکما کا اسپر اتفاق ہی کہ صحبت نیکون کی مشک کے مانند ہی کہ اُس کے فیض نسیم سے
مغز جان کو قوت حاصل ہوتی ہی اور فعل نیکون کا دلیل دانش ہی اور قول اُن کا حکمت
کی طرف راہبر ہی خانۂ دل میرا تیرے بیان سے روشن ہوا اب بتا کہ تدارک دشمن کے
دفع کا کس طرح پر کیا جاے کارشناس نے دعاے شاہانہ دی اور کہا کہ وزراے
روشن راے جنگ و صلح اور قرار و فرار اور قبول باج و خراج سے جو کچھ کہ تجویز کیا
ہی میرے ایک بھی اُن مین پسند نہین ہی امید خدا سے رکھتا ہون کہ ایسا حیلہ
بروے کار لاؤن کہ جس سے خوشی اور کامیابی شہریار کو حاصل ہو چنانچہ
زمانہ سابق مین بہت شخصون نے حیلے سے بیشتر مقصود اپنے حاصل کیے ہین
جیسا کہ طرارہ ولایت گرگانی گوسپند کو ایک ہی حیلے مین زاہد کے ہاتھ سے لے گئے
بادشاہ نے کہا کہ یہ قصہ کیونکر تھا **حکایت** زاغ نے کہا کہ ایک زاہد صاحب
ورع قربانی کے واسطے ایک گوسپند فربہ خرید کرکے اپنے صومعہ کو لیے جاتا تھا
گروہ طرارون کا اُس گوسپند کو دیکھ کے لوٹ گیا اور چاہا کہ فریب سے یہ
گوسپند اس سے لیجیے صلاح کرکے راہ مین کھڑے ہو رہے جب کہ زاہد نزدیک
آیا ایک بولا کہ یا شیخ یہ سگ کتنے کو لیا ہی دوسرا بولا کہ کتا کہان لے جائیگا
تیسرے نے کہا کہ اے شیخ مگر ارادہ شکار کا ہی کہ اس سگ کو ہاتھ مین لیا ہی
چونکہ غلبۂ شوق سے زاہد ناچار ہی دوسرا طعنہ دیتا تھا کہ باوجود صلاح و تقوے

کے سگ مردار کو ہاتھ مین لیا ہی کہ خانہ نمازی کو ناپاک کرے غرض اسی طرح ہر ایک مکاری سے نئی طرح کا کلام کرتا تھا زاہد نے دل مین کہا کہ اتنے شخص کچھ واہی تو نہین ہین کہ گوسپند کو سگ کہتے ہین مگر حقیقت مین یہ کتا ہی اور فروشندہ اُسکا ساحر تھا اس لیے اُس نے میری نگاہ مین اسے بکری کر دکھلایا ہی اسکے بعد زاہد نے طرارون سے کہا کہ اگر اتنی مہربانی کرو کہ اسے پکڑے رہو پھر تو مین اس کے فروشندہ کو دوڑ کے پکڑ لاؤن اور کتے کو اُس کے حوالہ کرکے اپنے دام پھیر لون طرارون نے قبول کیا اور زاہد فروشندے کے پیچھے دوڑا ادھر زاہد روانہ ہوا ادھر ایک طرار نے بکری کو اپنے گھر مین پہونچا یا جبکہ زاہد اُسے پکڑ لایا پوچھا کہ بکری کہان ہی طرارون نے کہا کہ اے زاہد خدا شناسی سے بہت دور ہی کہ سگ درندہ تو ہمارے حوالے کر گیا تھا کہ تیرے جانے کے بعد وہ ہمین کاٹنے دوڑا ہمنے خوف گزند سے چھوڑ دیا سو وہ اس طرف بھاگ گیا ہی زاہد نے ہر چند اُن سے قضیہ کیا پر بکری نہ ملی اور دام بھی فروشندے سے پھیر نہ پائے آخر کار ناچار ہوکر اپنے گھر آیا اور طرارون نے اس حیلے سے کام دل حاصل کیا مقصود اس مثل سے یہ ہی کہ ایسے مواقع مین ایسے ہی مکرون سے کام نکلتا ہی چاہتا ہون کہ ایک حیلہ بروے کار لاؤن کہ جس سے یہ مہم قوی سر ہو **بیت**

گر نہ دشمن پر تو غالب ہو سکے شمشیر سے ✦ زیر کرنا چاہیے آخر اُسے تزویر سے ✦

بادشاہ بولا کہ جو کچھ دل مین رکھتا ہی زبان پر لا کارشناس نے عرض کیا کہ مین اپنی جان و آرام بادشاہ کے واسطے فدا کرتا ہون کیونکہ ایک شخص کی موت اگر جماعت کثیر کی باعث حیات ہو تو عقلاً و نقلاً پسندیدہ ہی میرے نزدیک صلاح یہ ہی کہ بادشاہ خلوت سے باہر تشریف لائے یہ خشونت تمام یون ارشاد فرمائے کہ یہ کور نمک خیر خواہ بوموں کا ہی سب پر و بال اس کے نوچ ڈالو اور اسے آشیانے مین چھوڑ دو کہ تڑپ تڑپ کے بے آب و دانہ مرجائے اور مین اُن

وزرا کے مشورے سے کہ میرے بہی خواہ ہین جلاے وطن اختیار کرون گا اُس کے بعد
میرے پر و بال نوچ کے آپ مع لشکر چلے جائین اور کوئی یہان باقی نہ رہے
اسکے بعد جو کچھ تدبیر مجھ سے بن آئیگی اُسے درست کر کے اور وقت فرصت کے
حاضر ہو کے عرض کرونگا اس وقت جیسا کہ موقع ہو گا اُسے عمل مین لائیے گا دیکھیے
پردۂ غیب سے کیا لطیفہ بروے کار آتا ہی بادشاہ نے کہا ای کارشناس تیری مفارقت
ازبس شاق ہی اور خصوصًا اس خواری سے تجھے دشمن قوی کے مُنھ مین چھوڑنا بہت
مجھ پر ناگوار ہی لیکن کیا کرون کہ تیری رائے صواب اندیش پر مجھے وثوق تمام ہی
اس لیے جو کہتا ہی ناچار وہی کرتا ہون بعد اس صلاح کے خلوت سے باہر آئے تمام
دربار اور لشکری منتظر اسکے تھے کہ دیکھیے شاہ و وزیر کیا تدبیر دلپذیر ٹھہراتے ہین جب کہ
بادشاہ کو خشمگین اور وزیر کو چین بجبین دیکھا سب متحیر ہوئے کہ یہ کیا سبب کہ اسین
بادشاہ نے کہا کہ یہ کور نمک خیر خواہ بومون کا ہی اس کے پر و بال نوچ کے چھوڑ دو
تا یہ تڑپ تڑپ کے بے آب و دانہ اس آشیانے مین مر رہے بموجب حکم بادشاہ کے
میراں غضب نے پر و بال نوچ کے وہین چھوڑ دیا اور آپ مع تمام لشکر مقام معین کو
روانہ ہوا جب کہ شب ہوئی بومون کے بادشاہ نے باہم صلاح کی کہ زاغ ایک ہی
شبخون مین خستہ اور بدحال ہو گئے ہین اگر دوسرا شبخون مارا جاے تو اُنکی نبیاد
برباد و فنا ہو جاے والا دشمن کو مار سیاہ کی طرح دم کو بیدہ چھوڑنا آپ کو معرض
دغدغہ مین ڈالنا ہی اگر مہلت پا کے اور کوئی تدبیر معقول ٹھہرا کے قصد ہمارا کرین
تو عجب نہین کہ ضرر کلی پہونچائین اب دشمن نیم جان کو زندہ چھوڑنا راے
دور اندیش کے خلاف ہی **بیت** جب عدو بیہوش ہو جائے اجل کے جام
سے ٭ خوب چلکے بزم عشرت تب ہے گلفام سے ٭ آخر بادشاہ مع فوج ظفر موج
روانہ ہو کر جب کہ زاغون کے مسکن تک پہونچا نشان زاغون کا نہ دیکھا

غلط میراں غضب
سنتا ہے
اقران پیادہ
۱۲
صحیح
لگ
موحش باغ
جاسوس
۱۲ ۱۲ ۱۲

متحیر ہوا کہ یہ کہان گئے چار طرف جستجو کرتے تھے کہ کارشناس آشیانے مین بیقراری
کر رہا تھا اور آہستہ آہستہ آہ کھینچتا تھا ایکدن نے بادشاہ کو خبر اسکی دی اُسنے
ہرچند مقرب بھیجے کہ دریافت کرو کہ یہ کون ہی اور کیا حال ہی وہ سب اسکے نزدیک
آئے اور حال پوچھا کارشناس نے کہا کہ مین بادشاہ سے عرض کرونگا جب کہ بادشاہ
کے نزدیک لائے اُسنے نام اور عہدہ وزارت اپنا بیان کیا بادشاہ نے کہا کہ نام تیرا
اکثر سُنا گیا ہی مگر بتا کہ یہ حال تیرا کیونکر ہوا اور زاغ سب کہان گئے اُسنے کہا کہ میرا
حال خود شاہد ہی کہ مین اُن کے حال سے خبر نہین رکھتا ہون بومون کے بادشاہ
نے کہ شب آہنگ نام تھا پوچھا کہ تو وزیر اور مشیر اور مشیر الیہ اُس گروہ کا تھا کیا خیانت
تجھ سے صادر ہوئی کہ مستحق ایسی سزا کا ہوا کارشناس نے کہا کہ بادشاہ مجھ سے بدگمان
ہوا اور حاسدون نے سخن سازی کرکے آتش فتنہ کو زیادہ تر افروختہ کیا اور وہ
میری خدمت کے حقوق سب بھول گیا ان سب کا عوض یہ ہوا جو حضور نے
معائنہ فرمایا بیت بے ثمرہ بود دو منت سر خدمتے کہ کردم ٭ یارب مباد کس را
مخدوم بے عنایت ٭ شب آہنگ نے پوچھا کہ بدگمانی کا کیا سبب تھا کہا تمھارے
شبخون کے بعد بادشاہ نے وزرا کو جمع کرکے پوچھا کہ تدبیر اس حادثے کی کیا ہی ہر ایک
نے اپنی اپنی رائے کے موافق عرض کیا جب کہ میری نوبت آئی مین نے عرض کیا کہ
اول مقابلہ جنگ کے واسطے قوت اپنی دشمن سے زیادہ چاہیے اگر یہ نہو تو
مقابلہ برابر کا ہو سو وہ بھی نہین ہی کہ اُنکی شوکت اور جلادت زاغون سے
بہت زیادہ ہی دوسرے صاحب اقبال سے پنجہ جدال ملانا دلیل ہی نکبت اور
پشیمانی کی اور خداوند اقبال روز افزون سے زیادہ جنگ کا کرنا نشانی ہی بربادی
اور نادانی کی میرے نزدیک صلاح یہ ہی کہ سفیر قابل کو بھیجنا چاہیے اور تدبیر صلح
کی اگر باج و خراج سے درست ہو جائے تو نہایت مناسب ہی کہ خزانہ واسطے

حفظ جان اور عزت کے جمع کیا جاتا ہی **بیت** چو سر باید ت سر متاب از خراج ✣
وگرنہ نہ سر ماند نہ تاج ✣ پس اسکے ساتھ ہی بادشاہ نے متغیر ہوکے کہا کہ یہ کیا کہا
تونے اور جرائت اس بے ادبی کی کس چیز نے دلائی تجھے مگر تو مجھے جنگ بوم سے ڈراتا ہی
اور میرے لشکر کو انکی بالا خوانی کرکے ہراس دلاتا ہی **نظم** اگر دشمن از تیغ وار و ستیز ✣
مرا ہم زبان سنان است تیز ✣ چو من آزروے نبرد آورم ✣ دل دشمنان را بدرد آورم ✣
مین نے ازروے خیر خواہی مکرر عرض کیا کہ ای شہریار جادۂ صواب سے انحراف نہ فرمایہ
غصہ اور شتابکاری کا محل نہین ہی تامل سے غور کر کہ دشمن قوی سے بغیر لطف و مدارا
کے نجات نہین ملتی ہی **بیت** آسایش دو گیتی تفسیر این دو حرف است ✣
با دوستان تلطف با دشمنان مدارا ✣ اور جسنے کہ ایسے موقع پر متابعت نفس کی کی ہو
سفر سر جنگ اُٹھائی بہتر یہ ہی کہ میری نصیحت پر عمل فرما بلکہ مجھی کو بھیج تو مین بومون
کے بادشاہ کو بر سر صلح لاؤن بمجرد سننے اس بات کے بادشاہ خشمناک ہوا اور کہا کہ وہ
بات سچ نظر آتی ہی کہ لوگون نے مجھے خبر دی تھی کہ ہمارے رفقا بومون سے ملے ہوے
ہین سو واقعی اسمین کچھ شک نہین ہوا اسکے بعد حکم کیا کہ پر و بال اسکے نوچ کے چھوڑ دو
تا بے آب و دانہ ہلاک ہو جائے پس یہ حال میرا کیا کہ تو مشاہدہ فرماتا ہی پھر وہ سب کے سب
ایک طرف روانہ ہوے اور ارادہ اُن کا محض جنگ کا ہی قابو وقت کا پاکے ضرور جنگ
کرینگے یہ سُنکے شب آہنگ نے ایک وزیر سے پوچھا کہ اس کے حال کی حقیقت تیرے خیال
مین کیا گذرتی ہی وزیر نے کہا کہ اس بات مین حاجت فکر کی کچھ نہین ہی یہ شخص بلاے
بے درمان ہی جلد اسے شربت مرگ چکھانا چاہیے اور مین اس اخگر نیم فسردہ مین آتش
سوزان دیکھتا ہون کہ جب شعلہ زن ہوگی تو بجھانا اسکا محال ہو جائے گا **مصرع**
نعوذ باللہ ازین آتش ار برآرد سر ✣ اور جو کوئی کہ فرصت پاکے ایسے دشمن کو
چھوڑ دیگا مقر پشیمانی اُٹھائے گا اور پھر قابو نہ پائے گا اور جب کہ دشمن کو ضعیف

پائے ہرگز کوتاہی نہ کرے والا دشمن ورطہ ہلاکت سے جس وقت نجات پاکے قوت
پکڑے گا قابو کے وقت کبھی کوتاہی نہ کریگا بموجب حکم اس رباعی کے عمل کرنا چاہیے

رباعی دشمن چو بجست از تو از وی نہ جہی ٭ ور بند تو چون رست تو از وی نہ رہی
خواہی کہ امان باشدت از آفت او ٭ ور دست تو چون فتد امانش ندہی ٭ اے
بادشاہ زنہار اسکی بات پر التفات نہ فرما اور اسکے افسون جانگداز کو کان مین جگہ نہ دے
بزرگون نے تاکید کی ہے کہ دوست نا آزمودہ پر کبھی اعتماد نہ کرے تا بہ دشمن چہ رسد

بیت درین زمانہ کہ با دوست اعتمادی نیست ٭ چگونہ غرہ توان کن بگفتن دشمن ٭
کارشناس یہ کلام وزیر کا سُنکے درد دل سے رویا اور کہا کہ اے وزیر مین یون ہی دل دردمند
مجروح رکھتا ہون کیا زخم پر زخم لگا کے نمک ڈالتا ہے اسکی فکر کرنی چاہیے کہ جسے امید
زندگی ہے اور عاجزون سے جوانمردون نے کبھی عداوت نہین کی اس وزیر کی بات
شب آہنگ کے دل مین چُبھی اور مُنھ دوسرے وزیر کی طرف پھیر کے پوچھا کہ تو اس
مقدمے مین کیا کہتا ہے اُس نے التماس کیا کہ مین اسکے قتل کی صلاح نہ دونگا کہ
صاحب مروت اور بہادر جب کہ دشمن کو ضعیف اور بیچارہ پاتے ہین اُسکا تدارک
برحم فرماتے ہین یہ شخص اوج عزت سے گر کے آپ کے جوار رحمت مین آیا ہے
اگر اسپر احسان اس وقت مین ہوگا تو اسکے عوض مین مقرر جانفشانی کرے گا
اور شخص کام کا کمتر پیدا ہوتا ہے یہ شخص اپنی قوم مین بے نظیر اور نیکنام تھا اگر بادشاہ
اسکا اپنی حماقت سے اسپر خشم نہ کرتا تو یہ حال اسکا کیون ہوتا اس مین گنجایش
خدع کی نہین یہ سرگردان اور پریشان روزگار ہے اور بادشاہ کا اقبال بلند
رہے انکا تمام لشکر تاب اقبال عالی کی نہ لاسکا اس تنہا بے دست و پا کی کیا
طاقت ہے کہ بدی کرے گا اور بعضے سبب ایسے ہین کہ دشمن مہربان ہو جاتا
ہے جیسا کہ خوف سے چور کے زن بازرگان اپنے شوہر پر مہربان ہوئی بادشاہ

نے کہا کہ یہ کیونکر تھا حکایت کہا کہتے ہین کہ ایک سوداگر نہایت مالدار تھا مگر بد خو
اور زشت رو اور گران جان اور بدزبان اور بیمروت اور نامہربان اور اُسکی ایک
عورت تھی پاکیزہ سیرت اور زیبا صورت کہ چودھوین رات کا چاند اُسکے لمعۂ رخسار
سے اقتباس نور کرتا تھا اور چراغ جہان افروز آفتاب اسکی شعاع عارض سے ضیا وام
لیتا تھا اور یہ زشت رو مردم وصف خوانی اُسکے حُسن جہانتاب کی اس نظم سے
کرتا تھا **نظم** آنکھ آہو ہی مگر بے آہو + زلف سنبل ہی مگر عنبر بو + رخ ہی وہ گل کہ
نہین جسکو خزان + قد ہی شمشاد ولیکن ہی روان + ہی دہن غنچہ ولیکن گویا +
تنگ ایسا کہ سخن کی نہین جا + شوہر ہزار دل سے جویا اُس کے وصال کا تھا وہ
کسی طرح اسکی مائل نہ ہوتی تھی اور ہرچند انواع دلجوئی سے پیش آتا تھا مگر یہ
کارہ اور متنفر رہتی تھی اور کبھی اپنے وصل سے اُسے شادکام نہ کرتی تھی ایکدن
چور اسکے گھر مین آیا یہ عورت بیدار تھی دیکھتے ہی چور کو ڈر گئی اور مرد کے سینے سے
چمٹ گئی جب کہ آنکھ بازرگان کی کھلی دوست کو سینے سے چمٹا پایا خروش عاشقانہ
زبان پر لایا اور غایت خوشی سے جوش مین آیا اور کہا **بیت**

مجھ سے لپٹ گیا ہی مرا یار خواب مین	بیدار بخت ہو گئے بیدار خواب مین

اور کہا کہ آج یہ کیا شفقت ہی کہ خلاف عادت ظہور مین آئی اور کون چیز اُسکی باعث
ہوئی عورت نے کہا کہ چور گھر مین آیا ہی اُس کے خوف سے یہ حرکت مین نے کی ہی
مرد نے کہا کہ اے دزد مبارک قدم جو کچھ چاہ سو میرے مال سے اُٹھا لیجا کہ تیری
برکت قدم سے یہ لطف مجھے حاصل ہوا دزد نے اُس کے حال و قال پر رحم کر کے
کچھ نہ لیا اور خالی پھر گیا بازرگان نے یار کو اُس دم وفادار پایا اور مال بھی
سلامت رہا یہ مثل اس لیے عرض کی گئی کہ بعضی صورت مین ایسا ہوتا ہی
کہ دشمن کے سبب سے حصول مطلب ہو جاتا ہی اور حال اس زاغ کا بھی

ل حکایت زن بازرگان
گران جان کنایہ از سخت جان
دزد بفتح [illegible] ۱۲
اقتباس بکسر چیدن ۱۲

قصہ اسی قبیل سے ہو بادشاہ نے وزیر سوم سے پوچھا کہ تیری راے اس قضیہ مین
کیا حکم کرتی ہو اُسنے کہا کہ میرے نزدیک اولی یہ ہو کہ شہریار لباس حیات اسکے
بدن سے نہ اُتارے بلکہ خلعت امان پہنا کے الطاف و پرورش سے دریغ نہ
فرمائے تا وہ اُس کے مکافات مین خدمت بادشاہ کی اپنے اوپر واجب جانے
اور امور نصیحت اور خلوص خیرخواہی مین عرق ریزی کرتا رہے دوسرے یہ بات ہو کہ
عقلا ہمیشہ سے اسین کوشش کرتے رہے ہین کہ جماعت دشمن سے جتنے لوگ لوٹ
آئین اور جتنے سنگ تفرقہ اُس گروہ پر پڑین موجب فراغ خاطر اور انتظام کار
اُس مین متصور ہی جیساکہ دزد اور دیو کا خلاف باعث جمعیت خاطر زاہد ہوا
بادشاہ نے کہا کہ یہ قصہ کیونکر تھا **حکایت** کہا کہ ایک زاہد پاک طینت پاکیزہ سیرت
کا نواحی بغداد مین صومعہ تھا اوقات صبح و شام عبادت ملک علام مین بسر کرتا تھا
اور غبار تعلقات اپنے دامن سے جھاڑ ڈالتا تھا اور تصور کیا تھا کہ نوش مسرت
بے نیش مشقت حاصل نہین ہوتا ہو اور نقد گنج غبار بغیر رنج و عنا ہاتھ نہین آتا ہو
پھر واسطے چند انفاس مستعار کے اتنی بلاؤن کا خریدار ہونا بڑی حماقت ہو **بیت**
ہاتھ اُٹھا گل سے کہ تا ایذا نہ پہونچے خار سے + مار ٹھوکر گنج کو پھر خوف کیا ہو مار سے +
یہ سمجھکر زاہد یہ قناعت مین سر کھینچا تھا اور جو وظیفہ کہ عالم غیب سے عنایت ہوتا تھا اُس پر
بہزار شکر راضی رہتا تھا ایک مرید صادق نے معلوم کیا کہ شیخ ہمارا اکثر فقر و فاقے مین
بسر کرتا ہو ایک گاؤ میش شیر دار بہزار منت نذر کی اور کہا کہ یہ حسبۃً للہ آپ کی نذر ہی
کہ اکثر پریشانی روزی کی اوقات شریف کو مکدر کرتی ہو وقت ضرورت اس سے رفع
گرسنگی فرمایا کیجیے بلکہ وارد اور صادر بھی اس سے فیض پائینگے زاہد نے خیال کیا کہ
بے طلب اللہ نے اسے بھیجا ہو پس بحکم لاتردوا لکد کے قبول کیا ایک چور نے
گاؤ میش شیر دار دیکھہ کے باخود کہا کہ اسے چرائیے مال مفت ہو شب کو صومعہ

زاہد کا ارادہ کیا اتفاقاً ایک دیو بھی بشکل آدمی بن کے وزد کے ساتھ ہوا وزد نے
کہا کہ تو کون ہی اور کہان جائیگا اُسنے کہا کہ مین دیو ہون بشکل آدمی بنکر صومعہ زاہد
کا قصد رکھتا ہون کہ اکثر لوگ اُسکی برکت تلقین سے طریقہ توبہ و تقوی مین کامل
ہوگئے ہین چاہتا ہون کہ اگر فرصت پاؤن تو اُسے قتل کرون تا سبیل ہدایت مسدود
ہو جائے یہ حال تھا میرا جو سُنا تونے اب تو بتا کہ تو کون ہی اور تیرا حال کیا ہی وزد
نے کہا کہ مین عیار پیشہ ہون اور شب و روز اسی فکر مین پھرتا ہون کہ کسی کا مال پاؤن
تو چرا لیجاؤن اور داغ حسرت دل پر رکھون بلکہ آج اس لیے آیا ہون کہ زاہد کی بھینس
کہ خوب شیر دار ہی اُسے چرا لیجاؤن اور صرف معاش کرون دیو نے کہا ع اے
جان جہان تو یار مائی ✣ الحمد للہ کہ رشتہ جنسیت کا تجھ مین مجھ مین مستحکم ہی اور میرا مشرب
اور تیرا ایک ہی شب کو دونون صومعہ زاہد مین آئے زاہد عبادت کرکے سو رہا تھا وزد
نے اندیشہ کیا کہ اگر دیو ارادہ زاہد کے مارنے کا کرے اور وہ فریاد کرے اور مردم ہمسایہ
دوڑ پڑین تو مطلب میرا فوت ہو جائیگا اور دیو نے خیال کیا کہ وزد جب کہ بھینس
لیچلے گا تو دروازہ کھولے گا اُسکی آہٹ سے اگر زاہد جاگ اُٹھا تو مارنا زاہد کا توقف
مین پڑے گا دیو نے کہا کہ ای وزد اندکے تامل کر کہ مین پہلے زاہد کو قتل کرلون اسکے
بعد تو مطلب اپنا کرنا وزد نے کہا کہ مین پہلے گاؤمیش کو خانہ زاہد سے باہر لے جاؤن
اُسکے بعد زاہد کو مارنا یہ قصہ اُن دونون مین بڑا آخر دونون کا مقال جدال کو پہونچا
وزد نے اُس جھگڑے مین زاہد کو آواز دی کہ ای زاہد غافل ہوشیار ہو کہ دیو تیرے
مارنے پر مستعد ہی دیو نے کہا کہ یہ وزد تیری گاؤمیش چرانے لیے جاتا ہی زاہد اُنکے
عربدۂ شور انگیز سے بیدار ہو کر چلایا مردم ہمسایہ دوڑے اور یہ دونون بھاگ
گئے نفس اور مال زاہد کا دشمنون کے خلاف سے محفوظ رہا **بیت**
چو در لشکر دشمن افتد خلاف ✣ تو بگذار شمشیر خود در غلاف ✣ جسوقت کہ تیسرے